NAJAFI BOOK LIBRARY
Managed by Masoomeen Welf re Trust (R)
Shop No. 11, M.L. H-ights,
Mirza Ka'eej Baig Road,
Soldier Bazar, Karachi-74400, Pakistan.

اسلامی قانونِ سزا

(حدود - قِصاص - دِیات)

فقہِ استدلالی

از نظرِ خاصہ و عامہ

مؤلف
اُستاد سیّد صادق نبی حُسینی

جامعہ تعلیماتِ اسلامی پاکستان
پوسٹ بکس ۵۴۲۵ - کراچی - پاکستان

NAJAFI BOOK LIBRARY
Managed by Masoomeen Welfare Trust (R)
Shop No. 11, M.L. Heights,
Mirza Kaleej Baig Road,
Soldier Bazar, Karachi-74400, Pakistan.

اسلامی قانونِ سزا

(حُدود - قِصاص - دِیات)

فِقہِ اِستدلالی

ازنظرِ خاصّہ وعامّہ

مؤلّف
اُستاد سیّد صادق نبی حُسینی

جامعہ تعلیماتِ اسلامی پاکستان
پوسٹ بکس ۵۴۲۵ - کراچی - پاکستان

NAJAFI BOOK LIBRARY
MASOOMEEN WELFARE TRUST

کتاب ـــــــــ قوانین کیفری در اسلام

تألیف ـــــــــ اُستاد سیّد صادق [illegible]

ترجمہ ـــــــــ سیّد علی رضا

نظرِ ثانی ـــــــــ کاظم علی گجراتی

کتابت ـــــــــ شیخ اشرف راحت

تصحیح ـــــــــ شاکر علی سرور

مطبع ـــــــــ شاہین پیکچر کراچی

طبعِ اوّل ۱۹۹۳ء / ۱۴۱۳ھ

جملہ حقوق محفوظ ہیں: یہ کتاب کلی یا جزوی طور پر اس شرط کے ساتھ فروخت کی جاتی ہے کہ جامعہ ہذا کی پیشگی اجازت حاصل کیے بغیر یہ موجودہ جلد بندی اور سرورق کے علاوہ کسی بھی شکل تجارت یا کسی اور مقصد کی خاطر نہ تو عاریتاً کرائے پر دیجائیگی اور نہ ہی دوبارہ فروخت کیجائیگی۔ علاوہ ازیں کسی آئندہ خریدار یا بطور عطیہ حاصل کرنیوالے پر یہ شرط عائد نہ کرنیکے لیے بھی ایسی ہی پیشگی اجازت کی ضرورت ہوگی

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ

فہرست

حرفِ آغاز ـــــــ ۷

حصۂ اوّل

حُدود کے احکام ـــــــ ۱۰

پہلا باب

شرابی کے لیے حُدود و تعزیرات اور ان کی شرائط ـــــــ ۱۳

شریعت کی نظر میں شراب نوشی ـــــــ ۱۳

شرابی کا جرم ثابت ہونے کے طریقے ـــــــ ۲۱

دوسرا باب

چوری کی حُدود و تعزیرات ـــــــ ۲۷

چوری ـــــــ ۲۷

چوری کی حُدود و تعزیرات کے اجراء کی شرائط ـــــــ ۳۰

معتصم عبّاسی کے دربار میں ایک بحث ـــــــ ۴۷

تیسرا باب

مُحارِب کی سزا اور حد ـــــــ ۵۳

مُحارِب کی تعریف ـــــــ ۵۳

چوتھا باب

زِنا کے احکام ـــــــ ۶۵

زِنا کی پہلی سزا ـــــــ ۶۸

زِنا کی دوسری سزا ـــــــ ۷۱

ایک شادی شدہ زانیہ کا سنگسار ـــــــ ۸۲

ایک شادی شدہ زانی کا سنگسار ـــــــ ۸۸

فضیلتِ توبہ ـــــــ ۹۱

زِنا کی تیسری سزا ـــــــ ۹۲

زِنا کی چوتھی سزا ـــــــ ۹۴

زنا کی پانچویں سزا ۔۔۔۔۔ ۹۵
زنا کی چھٹی سزا ۔۔۔۔۔ ۹۶
زنا کی ساتویں سزا ۔۔۔۔۔ ۹۷
زنا کی آٹھویں سزا ۔۔۔۔۔ ۹۹
چھ زانی مردوں کی مختلف سزائیں ۔۔۔۔۔ ۹۹
پانچواں باب
لواطت کی سزا اور حُدود ۔۔۔۔۔ ۱۰۴
لواطت ثابت ہونے کے طریقے ۔۔۔۔۔ ۱۰۵
ایک لواطی پر حد کا اِجراء ۔۔۔۔۔ ۱۰۸
از رُوئے شہوت بوسہ لینے کی سزا ۔۔۔۔۔ ۱۱۱
دو برہنہ افراد کے ایک لحاف میں سونے کی سزا ۔۔۔۔۔ ۱۱۲
مُساحقہ کی سزا ۔۔۔۔۔ ۱۱۴
مُساحقہ کا ثبوت اور اس کی سزا ۔۔۔۔۔ ۱۱۶
مُردے سے زنا اور لواطت کرنے کی سزا ۔۔۔۔۔ ۱۱۷
دلالی کی سزا ۔۔۔۔۔ ۱۱۹
چھٹا باب
قذف ۔۔۔۔۔ ۱۲۱
حد قذف کی شرائط ۔۔۔۔۔ ۱۲۲
حد قذف کی فروعات ۔۔۔۔۔ ۱۳۴
ساتواں باب
مُرتدّ کی سزا اور اس کی شرائط ۔۔۔۔۔ ۱۴۰
آٹھواں باب
حیوانات کے ساتھ مُباشرت کی سزا ۔۔۔۔۔ ۱۴۷
سزا ثابت ہونے کے طریقے ۔۔۔۔۔ ۱۵۱
اِستمناء کی حُرمت اور سزا ۔۔۔۔۔ ۱۵۲
حصّہ دوم
قِصاص اور قتل کی سزا کے احکام ۔۔۔۔۔ ۱۵۵
پہلا باب
قتل کی اقسام ۔۔۔۔۔ ۱۵۹

دوسرا باب
قتلِ عمد کی اقسام ۱۶۳
قتل میں دو افراد کی شرکت ۱۶۷
کئی زخم لگانے کی سزا ۱۷۳
قتل کے جرم میں شرکت کی سزا ۱۷۴
تیسرا باب
قتل کی سزا اور قصاص کی شرائط ۱۷۹
چوتھا باب
دعویٰ کی شرائط ۱۹۳
پانچواں باب
انسانی اعضاء کے زخموں کا قِصاص اور سزا ۲۱۱
چھٹا باب
قِصاص کی مختلف صورتیں ۲۲۸
حصۂ سوم
پہلا باب
قتل کی دِیت اور سزا ۲۴۴
دوسرا باب
مُوجب دِیت اُمور ۲۵۶
تیسرا باب
اَعضائے انسان کے اِتلاف کی دِیت اور سزا ۲۸۶
ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو نقصان پہنچانے کی دِیت اور سزا ۲۸۷
اَبرو کے بالوں کی دِیت اور سزا ۲۹۰
پلکوں کے بال تلف کرنے کی دِیت اور سزا ۲۹۰
ناک کی دِیت اور سزا ۲۹۵
ہونٹ کاٹنے کی دِیت اور سزا ۲۹۷
زبان کی دِیت اور سزا ۲۹۷
انگلیوں کی دِیت اور سزا ۳۰۵
پاؤں کی دِیت اور سزا ۳۱۱
بازو اور کہنی کی دِیت اور سزا ۳۱۲

حصّہ چہارم
پہلا باب
ہڈیوں کی چوٹ کی دِیت اور سزا ــــــــــــ ۳۱۴
دوسرا باب
جسمانی صلاحیتوں کو ضائع کرنے کی دِیت اور سزا ــــــــــــ ۳۱۹
کان بہرا کرنے کی دِیت اور سزا ــــــــــــ ۳۲۳
پیشاب میں خرابی پیدا کرنے کی سزا ــــــــــــ ۳۲۷
آواز بند کردینے کی سزا ــــــــــــ ۳۲۸
تیسرا باب
شجاج کی دِیت اور سزا ــــــــــــ ۳۲۹
تاوان وحکومت کا تعین ــــــــــــ ۳۴۲
حصّہ پنجم
پہلا باب
جرائم کے مُلحقات کی سزائیں ــــــــــــ ۳۴۴
اِسقاطِ حَمل کی دِیت اور سزا ــــــــــــ ۳۴۴
میت کو زخمی کرنے کی دیت ــــــــــــ ۳۴۹
دوسرا باب
عاقلہ کے معنی ــــــــــــ ۳۵۳
عاقلہ اوران کی قسمیں ــــــــــــ ۳۵۵
قاتل کا دِیت میں حصہ ــــــــــــ ۳۶۰
تیسرا باب
حیوان کو مارنے کی سزا ــــــــــــ ۳۶۳
مالی وزرعی نقصان کی سزا ــــــــــــ ۳۶۷
چوتھا باب
قتل کا کفّارہ ــــــــــــ ۳۷۰
پانچواں باب
پالتو جانوروں کو تکلیف پہنچانے کی سزا ــــــــــــ ۳۷۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَآلِہِ الطَّاهِرِیْنَ وَاَوْصِیَائِہِ الْمَرْضِیِّیْنَ وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اَعْدَائِھِمْ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

کتابِ وجود کے صفحۂ اول صحیفۂ رسالت کے ورقِ آخر اور راہِ دین و دانش کے روشن چراغ، پیغمبرِ اکرم و نبیٔ معظم محمّد بن عبداللہ صلوات اللہ و سلامہ علیہ و آلہٖ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کوئی مومن مرتے وقت اس دنیا میں علم و دانش سے معمور ایک ورق چھوڑ جائے تو روز قیامت وہ ورق اس شخص کے اور جہنم کے درمیان ڈھال بن جائے گا۔ نیز اس ورق پر لکھے ہوئے ہر ایک حرف کے عوض اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں ایک شہر عطا فرمائے گا جو اپنی وسعت

کے لحاظ سے اس دنیا سے سات گنا بڑا ہوگا۔ [1]

اسی ضمن میں عبد السلام ہروی نے امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ امام نے فرمایا:

خدا رحمت کرے اس شخص پر جو ہمارے مقصد کو زندہ کرتا ہے۔

راوی نے پوچھا کہ وہ آپ کے مقصد کو کس طرح زندہ کرتا ہے؟

آپ نے فرمایا: وہ ہمارے بتائے ہوئے احکام اور مسائل کو سیکھتا ہے اور پھر لوگوں کو ان کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر لوگ ہمارے اقوال کی خوبیوں سے آگاہ ہو جائیں تو ضرور ہمارے فرمانبردار بن جائیں۔ [2]

اگرچہ یہ بندۂ ناچیز مختلف علوم کے بارے میں کئی کتابوں کی تدوین کر چکا ہے، جو انشاء اللہ اپنے وقت پر شائع ہوں گی۔ اس کے باوجود میں نے علم فقہ کی عظمت اور احادیث کے پیش نظر یہ ضروری سمجھا ہے کہ خاصہ و عامہ ہر دو مکاتب فکر کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک ایسی کتاب مرتب کروں، جس سے تمام مسلمان استفادہ کریں اور میں اس خیر و برکت سے محروم نہ رہوں جس کا وعدہ مذکورہ بالا احادیث میں کیا گیا ہے۔

چنانچہ مراجع عظام اور اساتذہ کرام کی اجازت سے بعض رفقاء اور برادران ایمانی کی خواہش پر میں نے ابواب فقہ میں سے کتاب حدود، دیات و قصاص کا انتخاب کیا ہے۔ تاکہ ان تینوں کتابوں کے احکام و مسائل

---

[1] و [2] وسائل الشیعہ

کو اختصار کے ساتھ اس طرح مرتب کروں کہ فقہائے خاصہ کے فتاویٰ سے فقہائے عامہ نے جہاں جہاں اختلاف کیا ہے اس کا تذکرہ بھی کرتا چلا جاؤں۔ اس موضوع کو منتخب کرنے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں ان حدود کا اجراء نہ صرف یہ کہ عملی طور پر معطل ہو چکا ہے بلکہ یہ احکام پڑھنے پڑھانے کی حد تک بھی متروک قرار پا چکے ہیں۔ کیونکہ علماء اعلام نے اپنی تالیفات میں ان پر بہت ہی کم توجہ فرمائی ہے۔ بہر حال مجھے امید ہے کہ میری یہ کوشش حضرت امام العصر علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں مقبول ہوگی۔ وہی حقیقی معنوں میں ان حدود الٰہی کے جاری کرنے والے ہیں۔ یہ کتاب تین ابواب اور بہت سے ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے تاکہ مسائل کو سمجھنے میں سہولت ہو۔

علاوہ ازیں زیر بحث آنے والی تمام آیات و احادیث کے اردو ترجمے پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ تاہم کتاب کے آخر میں ان کے عربی متون بھی دے دیے گئے ہیں، تاکہ صاحبِ نظر حضرات ان کو دیکھ کر اطمینان حاصل کر سکیں۔

الحاج سید صادق نبی حسینی

حصّہ اوّل

حُدود کے اَحکام

مُقدّمہ: "حُدود" حَدّ کی جمع ہے۔ لُغت میں حَد کے معنی روکنے کے ہیں۔ لیکن شریعت میں اس سے مراد وہ جسمانی سزا ہے جو کسی گناہ کے ارتکاب کے نتیجے میں گناہ کرنے والے کو دی جاتی ہے۔ ایک خاص مقررہ سزا کو "حَدّ" اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ جرائم کے مقابل پر سزاؤں اور حدود کے تعین کی غرض و غایت یہ ہے کہ امورِ زندگی کا نظم و ضبط اور معاشرے میں برائیوں کی روک تھام انہیں حدود و تعزیرات جاری کرنے اور قِصاص و دِیَت لینے پر منحصر ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس مقصد کے حصول کے لیے صرف اَمر و نہی ہی کافی نہیں بلکہ حدّ جاری ہونے اور سزا ملنے کا خوف بھی اَوَامِر و نوَاہِی کے قِیام اور بَقاء کا سبب ہے۔ اس لیے

ہم کہہ سکتے ہیں کہ عادلانہ انداز میں حدود کا اجراء معاشرے میں گناہ اور فساد کو پھیلنے سے روکتا ہے اور حیات انسانی کی بقاء اور رحمت الٰہی کا موجب ہوتا ہے۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں آیت شریفہ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا کی تفسیر میں امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت ہے:

آپ نے فرمایا:

زمین کے زندہ کرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ خداوند عالم زمین کو بارش سے زندہ کرتا ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے افراد کو پیدا کرتا ہے جو دنیا میں عدل و انصاف کا نظام قائم کرتے ہیں۔ گویا عدل و انصاف کے قائم ہونے سے زمین زندہ ہو جاتی ہے اور حدود الٰہی میں سے ایک حد کو جاری کرنا زمین پر چالیس دن کی بارش سے زیادہ مفید ہے۔

اسی کتاب کی ایک اور روایت میں رسول خداؐ فرماتے ہیں:

"امام عادل کی ایک ساعت کی حکومت ستّر سال کی عبادت سے افضل ہے اور از روئے عدالت ایک شرعی حد جاری کرنا چالیس دن کی بارش سے زیادہ سودمند ہے۔"

امام کی موجودگی میں حدود تعزیرات کا اجراء خود امام یا ان کے نائب خاص کے ساتھ مخصوص ہے۔ لیکن غیبت امامؑ میں یہ مجتہدین جامع شرائط کا فریضہ ہے۔ کیونکہ قول مشہور کی بنا پر وہ امامؑ کے نائب ہیں۔

حد: خداوندعالم کی جانب سے شارع مقدس اسلام نے اس دنیا میں کسی گناہ کے لیے جو سزا بطور خاص معین کردی ہے اسے "حد" کہتے ہیں

تعزیر: کسی گناہ کی وہ سزا جو شارع نے معین نہیں کی اسے تعزیر و تادیب کہا جاتا ہے البتہ چند مقامات ایسے ہیں جن کی معینہ تعزیر فقہا نے بیان کی ہے اور اس سلسلہ میں کچھ روایات بھی موجود ہیں۔ اگر خداوندعالم کی توفیق شامل حال رہی تو انشاءاللہ ہم اس کتاب کے حصہ اول کے آخر میں تفصیل سے اس بارے میں بیان کریں گے۔

پہلا باب

شرابی کے لیے حدود و تعزیرات اور ان کی شرائط

اس باب میں شراب اور دوسری نشہ آور چیزوں کے استعمال کرنے کے لیے حدود و تعزیرات کو تیرہ قوانین کی شکل میں بیان کیا گیا ہے۔

شریعت کی نظر میں شراب نوشی

شریعت مقدس اسلام نے شراب نوشی کو پوری شدت کے ساتھ حرام قرار دیا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ اور ائمہ طاہرینؑ نے شراب کو بے حیائی کا بیج، بدی کی جڑ، گناہ کی بنیاد اور ہر برائی کی کنجی قرار دیا ہے۔

چنانچہ زید شحام سے منقول ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: رسول خداؐ کا ارشاد ہے کہ شراب تمام گناہوں اور معصیتوں کا سرچشمہ ہے۔[1]

---

[1] وسائل الشیعہ۔ باب اطعمہ و اشربہ

نیز امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: شراب پینا تمام برائیوں کی کنجی ہے۔[1]

اسی طرح ایک اور حدیث کے ضمن میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک زندیق نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ خدا نے شراب کو کیوں حرام قرار دیا ہے؟ حالانکہ کوئی اور چیز اس سے بڑھ کر لذیذ اور نفیس نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے حرمت شراب کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: شراب تمام برائیوں کی ماں اور ہر بدی کا سرچشمہ ہے۔ شرابی پر ایک ایسا وقت آتا ہے جب اس کی عقل زائل ہو جاتی ہے اور وہ اپنے خدا کو بھی نہیں پہچانتا۔ پھر کوئی گناہ ایسا نہیں جس کو وہ نہیں کر گزرتا اور کوئی حرمت ایسی نہیں کہ جسے وہ پامال نہیں کرتا۔ وہ قطع رحم کرتا ہے اور تمام برے کاموں اور بری باتوں کا مرتکب ہوتا ہے۔ کیونکہ جو شخص بدمست ہو جاتا ہے وہ اپنی باگ ڈور شیطان کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ اگر شیطان اسے کسی بت اور مورتی کو سجدہ کرنے یا اپنی ماں یا بہن اور بیٹی سے زنا کرنے کو کہتا ہے تو وہ یہ سب کچھ کرتا ہے۔ پس شیطان جو چاہتا ہے اس سے کرواتا ہے اور جہاں چاہتا ہے اسے لے جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر طرح سے اس کا مطیع ہو جاتا ہے۔[2]

---

[1] وسائل الشیعہ۔ باب اطعمہ واشربہ

[2] وسائل الشیعہ۔ باب اطعمہ واشربہ۔ کتاب الاحتجاج

قانون ۱ :

شراب پینے یا کسی مست کر دینے والی چیز کھانے اور پینے کی سزا اسّی کوڑے ہے۔[۱] بشرطیکہ اس شخص میں مکلّف ہونے کی مندرجہ ذیل شرائط پائی جاتی ہوں۔

۱ــــ شراب پینے والا بالغ ہو۔ اگر وہ نابالغ ہے تو اس پر کوئی حد جاری نہیں ہو سکتی۔

---

[۱] فقہاعامہ میں سے شافعی نے شرابی کی حد ۴۰ کوڑے قرار دی ہے اور کہا ہے کہ اس سے زائد اس کے لیے تعزیر ہے۔ اس لیے ان کا فتویٰ ہے کہ اگر اجرا حد کے دوران مجرم ہلاک ہو جائے تو اس کی نصف دیت بیت المال سے ادا کی جانی چاہیے۔ (کتاب خلافت وکتب فقہی عامہ)

۲۔۔۔ وہ عاقل ہو۔ اگر وہ مجنوں ہے تو اس پر کوئی حد جاری نہیں ہو گی
۳۔۔۔ وہ مختار ہو۔ پس اگر کسی نے اس کو جبراً شراب پلائی ہو یا شراب پیتے وقت حالت اضطراب میں ہو یا نیند کی حالت میں ہو تو اس پر کوئی حد جاری نہیں ہو گی۔
۴۔۔۔ وہ شراب کی حرمت سے واقف ہو۔ اگر وہ شراب کی حرمت سے ناواقف ہو تو اس پر کوئی حد جاری نہیں ہو گی۔ جیسے رفع حدود مجازات والی حدیث میں مجبور اور ناواقف پر سے حد ساقط کر دی گئی ہے۔

امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ انھوں نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے امیر المومنین علیؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا:

"دیوانے پر کوئی حد نہیں، جب تک وہ عاقل نہ ہو جائے، بچے پر کوئی حد نہیں جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے اور سوئے ہوئے پر کوئی حد نہیں جب تک وہ بیدار نہ ہو جائے۔"[1]

اسی مضمون کی اور روایات بھی ہیں جو معتبر ذرائع سے ہم تک پہنچی ہیں۔

---

[1] وسائل الشیعہ۔ کتاب حدود باسناد شیخ قدس سرہ۔

قانون ۲

جب کوئی شخص کم یا زیادہ مقدار میں شراب پیئے اور اس میں مذکورہ بالا شرائط پائی جائیں تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔[1]

چنانچہ اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص صرف ایک گھونٹ شراب پیئے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اس کو ۸۰ کوڑے مارے جائیں گے۔ اس کا کم پینا یا زیادہ پینا دونوں صورتوں میں حرام ہے۔[2]

قانون ۳

اگر ایک شرابی پر دو مرتبہ حد جاری ہو چکی ہو اور وہ پھر شراب پیئے تو اکثر فقہاء کا کہنا ہے تیسری مرتبہ شراب پینے پر اسے قتل کر دینا چاہیے۔

چنانچہ ابو بصیر نے صادقین علیہما السلام میں سے ایک سے

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی، احمد ابن حنبل اور مالک نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے لیکن ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ اگر شراب پینے سے آدمی مست نہ ہو تو اس پر حد جاری نہیں ہو گی (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)۔

[2] فروع کافی۔ کتاب حدود۔

روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"اگر کوئی شخص شراب پیئے تو اس پر کوڑوں کی حد جاری کرو۔ اگر دوسری مرتبہ پیئے تو پھر اسی طرح اسے کوڑے لگاؤ اور اگر وہ تیسری مرتبہ پھر شراب پیئے تو اسے قتل کرو۔"

بعض فقہا نے کہا ہے کہ چوتھی مرتبہ شراب پینے پر اسے قتل کر دینا چاہیے اور بعض روایات میں ایسا وارد ہوا ہے اور یہی قول بہتر اور احتیاط کے موافق ہے۔ [1]

قانون ۴

فروع کافی کتاب حدود میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

"ہر وہ چیز جس کے پینے سے انسان مست ہو جائے، اس کے پینے والے پر اسی طرح کی حد کا اجرا واجب ہے، جیسے شراب پینے والے پر حد جاری کی جاتی ہے۔ [2]

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی۔ ابو حنیفہ۔ احمد بن حنبل اور مالک کا قول ہے کہ شراب خوار کو چوتھی مرتبہ شراب پینے پر بھی قتل نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اس پر صرف حد جاری کی جائے گی (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

[2] فقہائے عامہ میں سے ابو حنیفہ کا قول یہ ہے کہ ہر وہ شراب جو خشک کھجور، کشمش یا انگور کے علاوہ کسی اور چیز مثلاً جو، خرما، شہد، سیب یا دیگر ←

قانون ۵

شراب نوشی کے جرم میں غلام، آزاد، مسلمان و کافر سب برابر ہیں۔ اور جب کفار مسلمانوں کے درمیان کھلم کھلا شراب نوشی کرتے ہوں تو سزا اور حد میں ان کے مابین کوئی فرق نہیں ہے۔ [1]

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب حدود میں سلسلۂ اسناد کے ساتھ ابو بصیر سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیؑ شراب اور نبیذ [2] پینے کی سزا میں آزاد، غلام، یہودی اور نصرانی سب پر اسّی کوڑوں کی حد جاری کیا کرتے تھے۔ ابو بصیر کہتے ہیں کہ انہوں نے امامؑ سے دریافت کیا کہ آپ یہودیوں اور عیسائیوں پر شراب کی مقررہ حد کیوں جاری فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہود و نصاریٰ کو یہ حق حاصل نہیں کہ مسلمانوں

میوہ جات اور غلات سے بنائی گئی ہو اور وہ پینے والے کو مست کرتی ہو یا نہ کرتی ہو وہ حرام نہیں ہے اور اس کے پینے پر کوئی حد یا سزا نہیں ہے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

[1] شافعی کا قول ہے کہ اگر کوئی کافر ذمی یا وہ کافر جسے پناہ دی گئی ہو علانیہ طور پر شراب نوشی کرے، تب بھی اس پر کوئی حد نہیں ہے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

[2] خرما اور انگور سے بنی ہوئی شراب کو نبیذ کہتے ہیں۔

کے شہر میں علانیہ شراب نوشی کریں اور اگر وہ کھلم کھلا شراب نوشی کریں گے تو ان پر بھی اسلامی حدود جاری کی جائیں گی۔

قانون ۶

اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں شراب پیئے تو چونکہ اس نے ماہ رمضان کے احترام کو جو خدا کا مہینہ ہے نظر انداز کیا ہے' اس لیے اس کی سزا غیر معمولی اور سنگین ہو گی۔ چنانچہ ابو مریم سے منقول ہے کہ جب نجاشی شاعر نے ماہ رمضان میں شراب پی تو امیر المومنین علیؑ نے اسے اسی کوڑے لگوائے اور رات بھر قید میں رکھا۔ اگلی صبح پھر اسے طلب فرمایا اور اسے مزید بیس کوڑے لگوائے۔

نجاشی نے عرض کیا: اے امیر المومنینؑ! اسی کوڑے تو مجھے شراب نوشی کی حد کے طور پر لگا دیے گئے تھے۔ اب یہ بیس کوڑے کس جرم میں لگائے گئے ہیں؟

آپ نے فرمایا: یہ تمہاری ماہ رمضان میں شراب پینے کی جسارت کرنے کی سزا ہے۔[1]

قانون ۷

شرابی پر حد جاری کرتے وقت ضروری ہے کہ اس کی شرمگاہ کے علاوہ اس کے تمام بدن کو برہنہ کیا جائے اور پھر تازیانے لگائے جائیں۔

[1] فروع کافی۔ کتاب حدود

چنانچہ ایک حدیث کے ذیل میں ابوبصیر سے سلسلۂ اسناد کے ساتھ روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ سے شرابی اور زانی پر حد جاری کرنے کے سلسلے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

"شرابی یا زانی کو برہنہ کرکے اس کے دونوں کاندھوں کے درمیان کوڑے لگانا چاہئیں"۔ [1]

شرابی کا جرم ثابت ہونے کے طریقے

قانون نمبر ۸

حاکم شرع کے پاس شرابی کا جرم ثابت ہونے کے دو طریقے ہیں:

۱۔۔۔ شرابی بذات خود حاکم شرع کے سامنے اپنے شراب پینے کا اقرار و اعتراف کرے۔ کیونکہ اس کے منہ سے شراب کی بو کا آنا اس کے شراب پینے کا ثبوت نہیں ہے بلکہ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ اس نے شراب کا گھونٹ بھر کے اگل دیا ہو۔

۲۔۔۔ حاکم شرع کے سامنے دو عاقل، عادل، آزاد مرد حالت اختیار میں اس کے شراب پینے کی گواہی دیں۔ اس امر میں عورت کی گواہی قابلِ قبول نہیں ہے۔

قانون نمبر ۹

اگر شرابی اس قسم کا دعویٰ کرے کہ وہ شراب پینے پر مجبور تھا اور

[1] فروع کافی کتاب حدود

دو عادل افراد اسکی تکذیب نہ کرتے ہوں تو اس پر سے حد ساقط ہو جائیگی۔

اسی طرح اگر حاکم شرع کے سامنے دو عادل گواہوں کی موجودگی میں پہلے وہ شراب نوشی سے توبہ کرے تو علمار کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس پر سے حد ساقط ہو جائیگی۔

لیکن دو عادل اشخاص کی گواہی سے حاکم شرع کے سامنے اس کا جرم ثابت ہونے کے بعد اگر وہ توبہ کرے تو زیادہ مشہور قول کے مطابق اس پر حد ساقط نہیں ہو گی۔

اسی طرح اگر حاکم کے سامنے شرابی کے اعتراف جرم سے اس پر حد و دو سزا ثابت ہوتی ہو تو حاکم شرع کو اختیار حاصل ہے کہ اس کو معاف کر دے یا اس پر حد جاری کرے۔

قانون سزا

اگر کوئی شرابی اس بات پر اعتقاد رکھنے کے باوجود کہ اسلام نے شراب کو حرام قرار دیا ہے اپنی جانب سے ایک حکم وضع کر کے شراب کو حلال قرار دے تو اگر وہ مرد ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان ہے تو اس کی سزا قتل ہے کیونکہ وہ مرتد ہو کر دین سے خارج ہو گیا ہے۔ اس صورت میں اگر وہ توبہ کرنا چاہے تو اکثر علمار کا قول ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہو گی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص محارم جن کی حرمت کو اسلام نے ضروری اور لازم قرار دیا ہے، یعنی اپنی ماں، بہن، بیٹی، پھوپی اور خالہ سے نکاح کو اپنے لیے حلال سمجھے تو اس کا قتل واجب ہو جاتا ہے۔ احکام ارتداد

میں ان مسائل کو انشاء اللہ دلائل و براہین کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔

قانون ۱۱

اگر کوئی شخص شراب بیچتا ہو اور اپنے اس فعل کو حلال سمجھتا ہو تو پہلے اسے توبہ کرنے کے لیے کہا جائے گا اور اگر وہ توبہ کرنے سے انکار کر دے تو حاکم شرع کی اجازت سے اسے قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ شراب بیچنے کو حلال نہیں سمجھتا اور شراب بیچتا بھی ہے تو پھر اسے مناسب سزا دی جائے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کی کتاب اطعمہ و اشربہ میں امام رضاؑ فرماتے ہیں:

"اگر ملک میرے قبضے میں ہوتا اور میں قانون کا نفاذ کرتا تو میں شرابی کو کوڑے لگاتا اور شراب بیچنے والے کو قتل کر دیتا۔"

وسائل الشیعہ، کتاب عقاب الاعمال میں ہے کہ حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ جو شخص اس دنیا میں شراب پیتا ہے، پروردگار عالم آخرت میں اسے سیاہ سانپ اور بچھو کا زہر پلائے گا اور قبل اس کے کہ وہ اس زہر کو پیئے اس کے چہرے کا گوشت گل کر اس پیالے میں گر جائے گا۔ پھر وہ اس کو پیئے گا تو اس کا جسم سڑنے لگے گا اور اس میں سے ایسی بدبو اور تعفن پیدا ہو گا جس سے دوسرے لوگوں کو سخت تکلیف پہنچے گی یہاں تک کہ اسے جہنم رسید کر دیا جائے گا۔

آپ نے مزید فرمایا کہ شراب بنانے کے لیے انگور کا نچوڑنے والا

اور اس کا پینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ پھر فرمایا کہ جو شراب خریدتا ہے، جو اس کو اٹھا کرلے جاتا ہے، جس کے لیے شراب لے جائی جاتی ہے اور جو اس کے کاروبار سے اپنی روزی کماتا ہے، یہ سب لوگ گناہ اور عذاب میں برابر ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جو شراب پیتا ہے یا بیچتا ہے اور توبہ نہیں کرتا اس کی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور عمرہ قبول نہیں ہوتا۔ اگر وہ توبہ کرلے گا تو انشاء اللہ اس کی توبہ قبول ہو جائے گی اور اگر وہ توبہ کرنے سے پہلے مرجائے گا تو پھر یہ چیز خداوند کی مرضی پر منحصر ہوگی کہ وہ ہر اس شراب کے گھونٹ کے عوض جو اس نے اس دنیا میں پیا اسے کثافتِ جہنم سے سیراب کردے۔

اس کے بعد فرمایا:

اے لوگو! اس بات کو جان لو کہ خداوند عالم نے شراب کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح تمام نشہ آور اور مست کردینے والی چیزوں کو بھی حرام قرار دیا ہے۔

وسائل الشیعہ کی کتاب اطعمہ و اشربہ میں سلسلۂ اسناد کے ساتھ امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کوئی شرابی بیمار ہوجائے تو اس کی عیادت نہ کرو۔ اگر وہ مرجائے تو اس کے جنازے میں شرکت نہ کرو۔ نہ اس کی بیٹی کا رشتہ لو اور نہ اسے اپنی بیٹی یا کسی اور عورت کا رشتہ دو۔ اگر وہ کوئی گواہی دے تو اس کی گواہی قبول

نہ کرو۔ اگر کوئی اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دے تو یہ ایسا ہی ہے کہ گویا اس نے اپنی بیٹی کو آگ میں ڈالا اور قطعِ رحم کیا۔ نیز کسی شرابی کو امین نہ سمجھو اور اپنی امانتیں اس کے پاس نہ رکھواؤ۔

قانون ۱۲

جس دسترخوان پر شراب موجود ہو اس دسترخوان پر اپنی مرضی سے بیٹھنا اور کھانا تناول کرنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ سے پوچھا گیا کہ اس دسترخوان کے بارے میں کیا حکم ہے جس پر شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء بھی موجود ہوں؟

آپ نے فرمایا:

ایسے دسترخوان پر بیٹھنا اور اس میں سے کھانا حرام ہے۔

قانون ۱۳

اپنی مرضی اور ارادے سے شرابی کے ساتھ نشست و برخاست رکھنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

شرابی کے ساتھ مت اٹھو بیٹھو کیونکہ جب اس پر لعنت اور عذاب نازل ہوگا تو اس محفل میں بیٹھنے والا ہر شخص اس کی لپیٹ میں آجائے گا۔

تنبیہ

ہر انسان شراب نوشی کے انفرادی واجتماعی اور مادی ومعنوی نقصانات کو جان لینے کے بعد یقیناً اس بات کی تائید کرے گا شریعت مقدس اسلام نے شراب نوشی اور نشہ آور چیزوں کے استعمال کی سزا معین کرتے ہیں کمالِ عدالت اور انتہائی مہربانی اور شفقت اور رعایت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔

دُوسرا باب

چوری کی حُدود و تعزیرات

اس باب میں ۱۲ قوانین ہیں :

چوری

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے مال کو جو اس نے کسی جگہ سنبھال کر رکھا ہو، اس شخص کی اطلاع کے بغیر پوشیدہ طور پر لے جائے تو اسے چوری کہتے ہیں۔

چوری گناہان کبیرہ میں سے ہے اور ہر زمانے اور ہر معاشرے میں یہ ایک قابل نفرت فعل سمجھا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ شریعت مقدس اسلام نے اس کی خاص سزا مقرر کی ہے اور اس کو برکت سے محروم کر دینے والی اور گھر کو تباہ کر دینے والی برائی قرار دیا ہے۔

وسائل الشیعہ، کتاب حدود ابواب سرقت میں کتاب امالی

سے ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

جیسا کہ امالی میں امام جعفر صادق سے روایت کی گئی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا فرمان ہے کہ چار برائیاں ایسی ہیں کہ ان میں سے ایک بھی اگر کسی گھر میں داخل ہو جائے تو اس گھر کو یوں تباہ و برباد کر دیتی ہے کہ پھر اس گھر میں کبھی رحمت و برکت کا نزول نہیں ہوتا۔ وہ برائیاں شراب نوشی، خیانت، چوری اور زنا ہیں۔

قانون ہدا

پہلی مرتبہ چوری کرنے پر چوری کی حد اور سزا چور کا دایاں ہاتھ قطع کرنا ہے۔ دوسری مرتبہ چوری کرنے پر بایاں پاؤں کاٹنا اور تیسری مرتبہ چوری کرنے پر عمر قید ہے۔ اگر دوران قید وہ پھر چوری کرے تو اس کی سزا موت ہے۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود، ابواب سرقت میں قاسم سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادق ؑ سے چور کی سزا کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

میں نے اپنے پدر بزرگوار سے سنا اور انہوں نے فرمایا کہ امیر المومنین علی ؑ کے زمانہ خلافت میں ایک شخص نے پہلی بار چوری کی تو انہوں نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔

جب اس نے دوسری مرتبہ چوری کی تو آپ نے اس کا بایاں پاؤں کٹوا دیا۔ پھر اس نے تیسری مرتبہ چوری کی تو آپ نے اسے عمر بھر کے لیے قید کر دیا اور اس کے اخراجات بیت المال سے ادا کیے اور فرمایا کہ رسول خداؐ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ اس لیے میں ان کی مخالفت نہیں کروں گا۔

علاوہ ازیں امیر المومنین علیؑ کے فیصلوں کے بارے میں وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں بھی روایت موجود ہے کہ اگر کوئی شخص پہلی بار چوری کرتا تھا تو آپ اس کا داہنا ہاتھ کٹوا دیتے اور اگر دوسری مرتبہ چوری کرتا تو اس کا بایاں پاؤں کٹوا دیتے اور اگر تیسری مرتبہ چوری کرتا تو اسے عمر قید کی سزا دیتے اور اس کے اخراجات بیت المال سے ادا فرماتے تھے۔

اس کے بعد صاحب وسائل فرماتے ہیں کہ صاحب کتاب مقنع نے اس روایت کو بطور مرسل نقل کیا ہے۔ صاحب مقنع کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ روایت وارد ہوئی ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا: کہ اگر وہ چور حالتِ قید میں چوتھی مرتبہ بھی چوری کرے تو اسے قتل کر دینا چاہیے۔ [1]

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی و مالک کا قول ہے کہ چور اگر تیسری اور چوتھی مرتبہ چوری کرے تو اس کا بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں کاٹ دیں لیکن ابو حنیفہ اور احمد بن حنبل نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسکے ہاتھ پاؤں نہ کاٹے جائیں (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

چوری کی حدود و تعزیرات کے اجرا کی شرائط

قانون ۲

چوری کی حد جاری کرنے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ضروری ہیں:

پہلی شرط:

چور بالغ ہو۔ اگر کوئی بچہ چوری کرے تو قول مشہور یہ ہے کہ اس کے لیے صرف تادیب و تعزیر ہے۔ کیونکہ شرعی احکام اس پر جاری نہیں ہوئے لیکن شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر بچہ چوری کرے تو پہلی مرتبہ اسے معاف کر دینا چاہیے۔ دوسری مرتبہ اسے تادیب کریں اور سزا دیں۔ اگر وہ تیسری مرتبہ بھی چوری کرے تو اس کی انگلیوں کے سروں کو صرف اس قدر تراشیں کہ وہ خون آلود ہو جائیں اور اگر وہ چوتھی مرتبہ بھی چوری کرے تو اس کی انگلیوں کے سروں کو قطع کر دیں۔ اگر وہ اس کے بعد بھی چوری کرے تو مثل بالغ چور کے اس کا دایاں ہاتھ قطع کر دیں۔ یہ قول مستند ہے اور روایات کثیرہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب حدود کے باب سرقہ میں اور تمام معتبر کتابوں میں یہ روایت منقول ہے لیکن اس کی وجہ بیان کرنے سے عام طور پر گریز کیا گیا ہے۔

دوسری شرط:

چور عاقل ہو۔ اگر وہ دیوانہ ہے تو اسے فقط تعزیر کی جائے گی۔ اگرچہ کہ اس نے جرم کی تکرار ہی کیوں نہ کی ہو اور یہ اس لیے کہ وہ احکام

شریعت سے بری ہے۔

تیسری شرط:

چور نے اپنے ارادے اور اختیار سے چوری کی ہو۔ اگر کسی نے اسے چوری کرنے پر مجبور کیا ہو تو پھر اس پر حد جاری نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ کسی پر چوری کی حد جاری کرنے کے لیے یہ تین عمومی شرائط ہیں۔

چوتھی شرط:

چوری کیا جانے والا مال مقررہ نصاب تک پہنچتا ہو۔ مقررہ نصاب ۱/۴ مثقال شرعی خالص سکہ دار سونا یا ۱/۴ دینار ہے۔ اگر دوسری چیزیں چوری ہو جائیں، مثلاً لباس، طعام یا پھل وغیرہ تو ان کی قیمت ایک چوتھائی مثقال یا ایک چوتھائی درہم سونے کے برابر ہونی چاہیے۔ [1]

چنانچہ فروعِ کافی، کتاب حدود میں محمد بن مسلم سے روایت ہے

---

[1] فقہائے عامہ میں شافعی، احمد بن حنبل اور کچھ دیگر علماء کا قول ہے کہ چوری کے مال کا نصاب ۱/۴ دینار ہے۔ مالک کے نزدیک سونے میں یہ نصاب ۱/۴ دینار اور چاندی میں تین درہم ہے جبکہ ابوحنیفہ کے نزدیک چاندی کا نصاب دس درہم ہے۔ اس نے کہا ہے کہ اگر کوئی دس درہم یا اس سے زیادہ چوری کرے تو پھر اسکے ہاتھ قطع کیے جائیں گے۔ نیز اس کا قول ہے کہ اگر کوئی طعام یا تر میوہ مثلاً خربوزہ، تربوز، کھیرا ککڑی یا انگور وغیرہ چوری کرے تو اس کے ہاتھ قطع نہیں کیے جائیں گے خواہ مال مسروقہ نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہی کیوں نہ ہو۔ (از کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ کتنا مال چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنا چاہیے؟ آپ نے فرمایا:

ایک چوتھائی دینار!

اس نے عرض کیا کہ اگر چور نے صرف دو درہم چوری کیے ہوں تو اس پر کیا حد جاری کی جائے گی؟

امامؑ نے فرمایا: چوری کا مال زیادہ خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو لیکن کم از کم ایک چوتھائی دینار چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔

راوی نے سوال کیا کہ اگر کسی نے ایک چوتھائی دینار سے کم مال چرایا ہو تو کیا اسے چور کہا جائے گا اور کیا اسے خدا کے ہاں چور گردانا جائے گا؟

آپ نے فرمایا: ہر وہ شخص جو کسی مسلمان کا مال اس جگہ سے چوری کرے جہاں اس نے رکھا ہو تو وہ چور کہلائے گا اور خدا کی بارگاہ میں بھی وہ چور شمار ہوگا۔ لیکن اس کا ہاتھ صرف اسی صورت میں کاٹا جائے گا جب مال مسروقہ چوتھائی دینار یا اس سے زائد مالیت کا ہو۔

آپ نے مزید فرمایا: اگر چوتھائی دینار سے کم چوری پر ہاتھ قطع کیے جاتے تو پھر تمہیں بہت سے آدمیوں کے ہاتھ کٹے ہوئے دکھائی دیتے۔

پانچویں شرط:

چوری شدہ مال اپنے بیٹے یا غلام کا نہ ہو۔ چنانچہ اگر باپ اپنے بیٹے کا اور آقا اپنے غلام کا مال چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

اس مسئلے پر علماء کا اجماع و اتفاق اس حکم کے درست ہونے کی دلیل ہے۔ مزید یہ کہ اس مسئلے میں عامہ و خاصہ کے درمیان بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ تاہم اگر ماں اپنے بیٹے کا مال چوری کرے تو قول مشہور کے مطابق اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ ؎ مگر بعض علماء نے اس مسئلے کی تحقیق کے بعد کہا ہے کہ اگر ماں اپنے بیٹے کا مال چوری کرے تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اگر بیٹا اپنے باپ یا ماں کا مال چوری کرے تو اس کا ہاتھ قطع کیا جائے گا۔ اس مسئلے میں علماء و فقہاء میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

چھٹی شرط:

چوری قحط کے زمانہ میں نہ کی گئی ہو۔ اگر کسی نے قحط کے زمانے میں کھانے کی کوئی چیز چوری کی ہو تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر ایک شخص زمانۂ قحط میں کوئی کھائی جانے والی چیز جیسے

؎ فقہائے عامہ شافعی، ابوحنیفہ، مالک اور احمد بن حنبل وغیرہ کا قول ہے کہ اگر ماں اپنے بیٹے کا مال چوری کرے یا بیٹا اپنے ماں باپ یا دادا دادی وغیرہ کا مال چوری کرے تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ ابوحنیفہ کا قول یہ بھی ہے کہ اگر کوئی اپنے خونی رشتہ داروں میں سے کسی کا مال چوری کرے تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

روٹی، گوشت، اناج یا میوہ وغیرہ چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

نیز فروع کافی کے اسی باب میں امام جعفر صادقؑ ہی سے یہ روایت بھی ہے کہ آپ نے فرمایا:

امیر المومنین علیہ السلام قحط اور بدحالی کے ایام میں کسی چوری کرنے والے کے ہاتھ قطع نہیں کرتے تھے۔

ساتویں شرط:

مال مشترک یا مال غنیمت میں سے چوری نہ کی گئی ہو۔ کیونکہ اگر کسی شخص نے ایسے مال میں سے اپنے حصے کے برابر چوری کی ہے تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔

چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ جس شخص نے مال غنیمت میں سے چوری کی ہو، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا:

اگر اس نے اپنے حصہ سے کم چوری کی ہے تو اسے تادیب و تعزیر کی جائے گی (کیونکہ اس نے چوری کرنے کی جسارت کی ہے) اور اس کا بقایا حصہ اسے ادا کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر اس نے اپنے حصہ کے برابر چوری کی ہے تو اس پر کوئی الزام نہیں ہے۔ لیکن اگر اس نے اپنے حصہ سے ایک ؎ مال کی قیمت یعنی ایک چوتھائی دینار زیادہ مال چوری کیا ہے

تو اس کا ہاتھ قطع کیا جائے گا۔

اسی طرح اصول کافی، کتاب حدود میں محمد بن قیس نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

امیر المومنینؑ سے لوگوں نے ایک شخص کے بارے کہا کہ اس نے چوری کی ہے، اس کے ہاتھ قطع کروائیے۔ اس آدمی نے ایک لوہے کا خود چوری کیا تھا۔

آپ نے فرمایا:

میں اس کے ہاتھ قطع نہیں کرواؤں گا۔ کیونکہ اس نے مشترک مال میں سے چوری کی ہے اور اس مال میں اس کا بھی حصہ ہے۔

آٹھویں شرط:

چوری کرنے والا مزدور اور مہمان نہ ہو۔ اگر مزدور نے مالک کا یا مہمان نے میزبان کا وہ مال چرا لیا جو اس نے الگ سے سنبھال کر نہیں رکھا تھا۔ مثلاً طاقچے پر چھوڑ گیا تھا یا اس کے سپرد کر گیا تھا تو اس صورت میں قطع ید یعنی چوری کی حد جاری نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ جرم چوری نہیں بلکہ خیانت ہے اور ایسے شخص کے لیے صرف تعزیر ہے۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں سماعہ سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ ایک شخص نے جو مزدور کام پہ لگایا تھا وہ اسکا مال چرا کر لے گیا۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا: مزدور امین ہوتا ہے، اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا۔

پھر فرمایا: مزدور اور مہمان امین ہوتے ہیں۔ اگر وہ اپنے مالک یا میزبان کی کوئی چیز لے جائیں تو ان کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

قانون ۳

اگر مہمان اپنے ساتھ کسی دوسرے شخص کو میزبان کے گھر لے جائے اور وہ وہاں پر چوری کرے تو اس کا ہاتھ قطع کیا جائے گا۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں محمد بن قیس نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر مہمان چوری کرے تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ کسی دوسرے شخص کو مہمان بنائے اور وہ دوسرا شخص میزبان کے مال میں سے چوری کرے تو اس کا ہاتھ قطع کیا جائے گا۔

قانون ۴

اگر مزدور یا مہمان ایسے مال کو چوری کرے جو اس کے مالک یا میزبان نے مقفل صندوق میں یا کسی اور طرح سے محفوظ کر رکھا ہو، تو قول مشہور کے مطابق اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ نیز یہی حکم شوہر اور بیوی کے لیے بھی ہے۔ کیونکہ ان کے بارے میں ہاتھ کاٹنے کے لیے عمومی دلائل موجود ہیں۔

نویں شرط:

چور نے مال کسی محفوظ مقام سے چوری کیا ہو۔ محفوظ مقامات مال کی مناسبت سے مختلف ہیں۔ مثلاً حیوانات کے لیے باڑہ، زر و جواہر کے لیے مقفل صندوق، اجناس کے لیے گودام، سامان کے لیے مکان، میوہ کے لیے باغ اور کفن کے لیے قبر محفوظ مقام ہے۔ [1]

اسی طرح ایسے اور بھی مقامات ہیں۔ مال کے محفوظ مقام پر ہونے کی شرط میں علمائے خاصہ و عامہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

وسائل الشیعہ کتاب حدود میں تفسیر عیاشی سے روایت ہے کہ صادقین میں سے کسی نے فرمایا: کسی چور کے ہاتھ قطع نہ کیے جائیں جب تک وہ کسی گھر میں نقب لگا کر یا قفل توڑ کر چوری نہ کرے۔

فروع کافی، کتاب حدود میں حلبی سے روایت ہے کہ اس نے امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے پوچھا کہ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جس نے نقب لگائی۔ مگر مال چرانے سے پہلے گرفتار کر لیا گیا؟

آپ نے فرمایا: اسے صرف تادیب کی جائے گی۔

پھر مزید فرمایا: اگر چور اس وقت گرفتار ہو جب وہ مال کو گھر سے باہر لا چکا ہو، تو اس صورت میں اس کا ہاتھ قطع کیا جائے گا۔

---

[1] فقہائے عامہ میں سے ابوحنیفہ کے نزدیک قبر کفن کے لیے محفوظ مقام نہیں ہے۔ (از کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

فروع کافی، کتاب حدود میں حفص بن البختری سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

قبر کھود کر کفن چوری کرنے والے پر بھی وہی حد جاری کی جائے گی جو چور پر جاری کی جاتی ہے۔

دسویں شرط:

مال کو محفوظ مقام سے اٹھانے اور اسے وہاں سے نکال لے جانے والے دونوں کام چور ہی انجام دے۔ چنانچہ ایک شخص کسی محفوظ مقام کو توڑتا ہے اور کوئی دوسرا شخص وہاں سے مال اٹھا کر لے جاتا ہے تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ اس کے لیے صرف تادیب و تعزیر ہے۔ اس حکم کی دلیل علماء کا اجماع اور اتفاق ہے

گیارھویں شرط:

چور کو مال کے حلال ہونے کا گمان نہ ہو۔ اگر چور کو یہ گمان ہو کہ یہ مال خود اس کا اپنا ہے لیکن بعد میں صورت حال اس کے برعکس نکلے تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے کہ اجرار حد میں شبہ نہیں ہونا چاہیے اور اس طرح مال لے جانے کو لوگ چوری نہیں کہتے۔

بارھویں شرط:

صاحبِ مال اپنے مال کا مطالبہ کرے۔ اگر صاحب مال اپنے مال کا مطالبہ نہ کرے تو چوری کی حد جاری نہ کی جائے گی۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں فضیل بن یسار نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص امام یا حاکم شرع کے سامنے کسی اپنے برادرِ مسلم کے حق کو ضائع کرنے کا خود اقرار کرے تو امام یا حاکم شرع اس وقت تک اس پر حد جاری نہیں کر سکتا جب تک مال کا مالک یا اس کا ولی اپنے مال کا مطالبہ نہ کرے۔

تیرھویں شرط:

چور پوشیدہ طور پر مال کو اس کی محفوظ جگہ سے لے جائے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص کسی غیر کے مال کو کسی غیر محفوظ جگہ سے اٹھائے یا کھلم کھلا بالجبر اٹھا کر لے جائے تو یہ چیز چوری نہیں کہلائے گی، بلکہ یہ چیز غصب، خیانت، اختلاس، استلاب اور طراری کے ذیل میں آئے گی۔ اس کا حکم صرف تادیب و تعزیر ہے۔

اختلاس:

اگر کوئی شخص کسی غیر کے مال کو کسی غیر محفوظ جگہ سے پوشیدہ طور پر اٹھا کر لے جائے تو اسے اختلاس کہتے ہیں۔

استلاب:

اگر کوئی شخص کسی غیر کے مال کو مار دھاڑ کیے بغیر کھلم کھلا اٹھا کر بھاگ جائے تو اسے استلاب کہتے ہیں۔

طرّار:

اگر کوئی شخص کسی کو غافل پا کر اس کی جیب کاٹ لے اور اس میں جو کچھ نقدی وغیرہ ہو لے جائے تو اسے طرّار کہتے ہیں۔

مختال:

وہ شخص جو جھوٹی یا جعلی تحریر یا نام سے لوگوں کا مال ہتھیالے اسے مختال کہتے ہیں۔

چنانچہ سکونی نے امام ابی عبداللہؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ چار طرح کے آدمیوں کے ہاتھ قطع نہیں کیے جائیں گے کیونکہ وہ چوری کے نہیں بلکہ خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اول وہ شخص جو کوئی چیز اٹھا کر بھاگ جائے۔ دوم وہ شخص جو حیلہ وفکر سے لوگوں کا مال ہتھیالے۔ سوئم وہ شخص جو مال غنیمت سے چوری کرے۔ چہارم وہ مزدور جو اپنے مالک کے مال میں سے چوری کرے۔ [1]

سکونی نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ ایک شخص نے کسی لڑکی کے کان سے بالی اتار لی۔ اس پر امیر المومنینؑ نے فرمایا یہ کھلے اور غیر محفوظ مال کی چوری ہے۔ چنانچہ آپ نے اس کو مارا پیٹا اور قید کی سزا دی۔ [2]

مزید برآں عبدالرحمٰن ابن ابی عبداللہ نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص لوگوں کا مال سب کے سامنے اٹھا کر بھاگ

---

[1] و [2] فروع کافی، کتاب حدود۔ باب اختلاس

جائے تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی جیب کترا کسی کی جیب سے نقدی نکال لے تو اس کا ہاتھ بھی قطع نہیں کیا جائے گا۔[1]

قانون ۵

جیب تراشی کی مختلف صورتیں ہیں۔ اگر (جیب تراش) نیچے پہنے ہوئے کپڑے کی جیب سے مال نکالے تو یہ چوری ہے اور ایسے جیب تراش کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ لیکن اگر وہ مال اوپر والے کپڑے کی جیب سے نکالے تو پھر مجرم کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔[2]

چنانچہ فروع کافی "کتاب حدود" میں ابو یسار نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

امیر المومنین علیہ السلام کے حضور ایک جیب تراش کو پیش کیا گیا۔ جس نے ایک شخص کی جیب سے نقدی نکال لی تھی۔ حضرت نے فرمایا: اگر اس نے اوپر کے لباس کی جیب سے رقم نکالی ہے تو میں اس کا ہاتھ قطع نہیں

---

[1] فروع کافی، کتاب حدود۔ باب اختلاس

[2] فقہائے عامہ نے جیب کو محفوظ جگہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ہر صورت میں جیب تراش کا ہاتھ قطع کیا جائے گا۔ لیکن ابو حنیفہ جرم کی مختلف صورتوں کا لحاظ رکھنے کے قائل ہیں۔ (از کتاب خلاف وکتب عامہ)

کروں گا۔لیکن اگر اس نے نیچے والے لباس کی جیب سے رقم نکالی ہے تو میں اس کا ہاتھ قطع کروں گا۔

قانون ۶

اگر کوئی شخص مسجد میں جوتا رکھنے کی جگہ یا ایسی ہی کسی اور جگہ سے جوتا چوری کرے تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔بلکہ اسے تادیب و تعزیر کی جائے گی۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ سے چوری کرے جہاں وہ بغیر اجازت کے آتا جاتا ہو، جیسے حمام، سرائے اور سیر و تفریح کے مقامات وغیرہ تو ایسے چور کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ایسی صورتوں میں چور کو صرف تادیب اور تعزیر کی جائے گی۔

بعض بزرگ فقہا نے کہا ہے کہ ہر وہ مقام کہ جہاں اس کا مالک داخل ہونے پر راضی نہ ہو، اگر کوئی وہاں سے چوری کرے تو اس کا ہاتھ قطع کیا جائے گا۔

قانون ۷

اگر چور میں مذکورہ بالا شرائط موجود ہوں اور دو عاقل، عادل، بالغ

اور مختار مرد بطور گواہ کے حاکم شرع کے سامنے اس کے چوری کرنے کی گواہی دیں یا خود چور یا عاقل، بالغ، آزاد اور مختار ہو، حاکم شرع کے سامنے اپنے چوری کرنے کا دو مرتبہ اقرار و اعتراف کرے تو اس پر چوری کی حد جاری کی جائے گی۔ علمائے خاصہ کا اس پر اتفاق ہے اور روایت اس حکم کی صحت پر ایک قوی دلیل ہے۔ [1]

قانون ۸

چور پر واجب ہے کہ جو کچھ اس نے چرایا ہے، اگر وہ مال موجود ہو تو اس کے مالک کو واپس کردے۔ اس مسئلے میں علمائے خاصہ و عامہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر اس نے مال کو ضائع کردیا ہے تو اس کے برابر مال یا اس کی قیمت صاحب مال کو ادا کرے اور مال کے لوٹا دینے یا اس کے برابر مال دے دینے یا اس کی قیمت ادا کردینے سے کوئی چور اپنے جرم کی حد سے بری نہیں ہو سکتا۔ [2]

---

[1] فقہائے عامہ میں شافعی، ابوحنیفہ، احمد بن حنبل اور مالک کسی چور کے ایک مرتبہ کے اقرار و اعتراف کو چوری اور اس کی حد کے ثبوت کے لیے کافی سمجھتے ہیں۔ (از کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

[2] فقہائے عامہ میں ابوحنیفہ کا قول ہے کہ ہاتھ کا قطع ہونا اور مال کی قیمت ادا کردینا یعنی تاوان دونوں باتیں جمع نہیں ہو سکتیں اس لیے یا تو اس کا ہاتھ قطع کیا جائے گا یا تاوان وصول کیا جائے گا۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)۔

علماء کے اجماع کے علاوہ روایات بھی اس حکم پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ فروع کافی میں سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

چور کا ہاتھ قطع کیا جائے اور چوری کیا ہوا مال یا اس کا معاوضہ مالک کو دلایا جائے۔

قانون ۹

چوری کا جرم ثابت ہو جانے کے بعد حاکم شرع مندرجہ ذیل طریقے سے چور پر حد جاری کرے گا۔

اگر چور نے پہلی مرتبہ چوری کی ہے تو چور کے دائیں ہاتھ کی صرف چار انگلیاں قطع کی جائیں گی اور انگوٹھا باقی رہنے دیا جائے گا۔ اگر وہ دوسری مرتبہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں ایڑی چھوڑ کر مفصل سے قطع کیا جائے گا۔ [1]

علماء خاصہ کے پاس اجماع واتفاق کے علاوہ روایات بھی اس حکم کی دلیل ہیں۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب حدود باب سرقہ میں معاویہ بن عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

چور کی صرف چار انگلیاں قطع کی جائیں گی اور انگوٹھا

---

[1] تمام فقہائے عامہ کا قول ہے کہ چور کا ہاتھ کہنی سے اور پاؤں پنڈلی کے جوڑ سے پورا قطع کیا جائے گا۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

چھوڑ دیا جائے گا۔ نیز پاؤں مفصل سے کاٹا جائے گا اور
ایڑی رہنے دی جائے گی تاکہ وہ راستہ چل سکے۔

اسی طرح فروع کافی، کتاب حدود، باب حد قطع میں ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

ہاتھ کو ہتھیلی کے وسط سے کاٹنا ہے اور انگوٹھا نہیں
کاٹا جائے گا۔ اسی طرح پیر کے قطع کرنے میں ایڑی
چھوڑ دی جائے گی اور وہ نہیں کاٹی جائے گی۔

صاحب جواہر نے کتاب حدود میں حرث بن حضیرہ کی ایک مرسل روایت نقل کی ہے کہ میں نے مدینہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا داہنا ہاتھ نہیں تھا اور وہ سقائی کرتا تھا۔ میں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ میرا ہاتھ دنیا کے سب سے بہترین انسان نے قطع کیا ہے۔ پھر واقعہ یوں بیان کیا کہ ہم آٹھ آدمی اکٹھے چوری کیا کرتے تھے۔ ایک روز ہم سب امیرالمومنین علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے جرم کا اقرار و اعتراف کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا: کیا تم اس فعل کی حرمت سے واقف تھے؟ ہم نے کہا: جی ہاں! پس آپ نے حکم دیا کہ ہماری چار انگلیاں جڑ سے کاٹ دی جائیں اور انگوٹھے کو جڑ سے کاٹ دیا جائے۔ اس کے بعد ہم کو ایک مکان میں قید کر دیا گیا اور ہماری مقررہ غذا شہد اور روغن ہم کو دی جاتی رہی۔ یہاں تک کہ ہمارے زخم ٹھیک ہو گئے۔ پھر آپ نے ہمیں لباس فراہم کروائے اور آزاد کر دیا۔ اس وقت آپ نے فرمایا:

اگر تم توبہ کرو اور نیک کام کرتے رہو تو روز قیامت خدا تمہارے قطع شدہ ہاتھ تم کو لوٹا دے گا۔

فروع کافی، کتاب حدود میں عبداللہ بن ہلال نے اپنے باپ سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امام سے داہنے ہاتھ اور بائیں پیر کے قطع کرنے کی علت پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا:

اگر ایک ہی طرف کے دونوں اعضاء قطع کیے جائیں تو بدن انسان میں توازن قائم نہیں رہتا اور انسان گر جاتا ہے لیکن دونوں جانب کے ایک ایک عضو قطع ہونے سے بدن کا توازن برقرار رہتا ہے۔

سائل نے کہا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں، پاؤں قطع ہونے کے بعد کس طرح انسان کھڑا ہو سکتا ہے؟

امام نے فرمایا: پاؤں کا قطع کرنا ایسا نہیں ہے جیسا کہ تم سمجھ رہے ہو، بلکہ چور کا صرف آدھا پاؤں قطع کیا جاتا ہے اور آدھا پاؤں باقی رکھا جاتا ہے تاکہ وہ کام کاج کے علاوہ عبادت خدا بھی بجا لا سکے۔

سائل نے کہا: ہاتھ کیسے قطع کیا جاتا ہے؟

آپ نے فرمایا: صرف چار انگلیاں قطع کی جاتی ہیں اور انگوٹھا باقی رکھا جاتا ہے۔ تاکہ وہ ہتھیلی اور انگوٹھے سے اپنا منہ دھو سکے اور حالت نماز میں ان کا سہارا لے سکے۔

اس بارے میں روایات اور اخبار معتبرہ کثرت سے ہیں اور ان ہی میں سے ایک امام جواد علیہ السلام کا فیصلہ بھی ہے۔

معتصم عباسی کے دربار میں ایک بحث

وسائل الشیعہ کتاب حدود، باب سرقہ میں محمد بن مسعود عیاشی سے نقل کیا گیا ہے اور انہوں نے زرقان صاحب ابن ابی داؤد سے نقل کیا ہے کہ ابن ابی داؤد ایک دن خلیفہ عباسی کے دربار سے بہت افسردہ حالت میں واپس آئے میں نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بیان کیا کہ آج ایک چور نے خلیفہ کے سامنے خود اپنے جرم کا اقرار کیا۔ اس پر خلیفہ نے چوری کی حد جاری کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ فقہا اور قاضی صاحبان وہاں آئے تاکہ چور کا ہاتھ قطع کرنے کے لیے اپنا فتویٰ صادر کریں۔ جبکہ امام محمد بن علیؑ بھی وہاں موجود تھے۔ خلیفہ نے پہلے تو فقہا اور قاضی حضرات سے پوچھا کہ ہاتھ کہاں سے قطع کیا جانا چاہیے؟

سب سے پہلے میں نے حکم لگایا کہ ہاتھ گٹے سے قطع کیا جائے اور قرآن سے دلیل پیش کی کہ آیہ تیمم میں خدا فرماتا ہے:

"اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو۔"

اس آیت میں ہاتھ سے مراد بند دست یعنی گٹے تک ہے۔ کچھ فقہا نے میری موافقت کی اور کچھ نے مخالفت کی اور کہا کہ ہاتھ کہنی سے قطع کیا جانا چاہیے اور آیت وضو بطور دلیل پیش کی جس میں خدا نے فرمایا ہے: "اپنے منہ اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوو۔ امام

محمد بن علیؑ اس اثنا میں یکسر خاموش رہے۔ تب خلیفہ نے امامؑ کی جانب رُخ کیا اور ان سے کہا کہ آپ اس مسئلے میں کیا کہتے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا:

یہ فقہائے قوم ہیں اور انھوں نے اپنے قول سے فیصلہ صادر کر دیا ہے۔

خلیفہ نے کہا کہ ان کا فیصلہ اپنی جگہ ہے۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کا نظریہ بھی معلوم کروں۔ امامؑ نے پھر معذوری کا اظہار کیا۔ لیکن خلیفہ نے پھر اصرار کیا اور امامؑ کو قسم دی۔

تب امامؑ نے فرمایا:

چونکہ تم نے قسم دی ہے، اس لیے اب میں اپنی رائے بیان کرتا ہوں کہ ان فقہا نے غلطی کی ہے اور حق یہ ہے کہ ہاتھ کو انگلیوں کی جڑ سے قطع کرنا چاہیے اور ہتھیلی کو چھوڑ دینا چاہیے۔

خلیفہ نے پوچھا کہ اس حکم کی دلیل کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کی عبادت کے لیے جو سجدہ کیا جاتا ہے وہ بدن کے سات اعضا کی مدد سے ہوتا ہے۔ ان میں پیشانی، دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں، دونوں پاؤں اور دونوں زانو شامل ہیں۔

حضرت نے مزید فرمایا کہ اگر کسی کا ہاتھ گٹے یا کہنی سے قطع کیا جائے گا تو ہتھیلی باقی نہیں رہے گی اور وہ خدا کا سجدہ نہ کرسکے گا۔ حالانکہ خدا نے فرمایا ہے:

وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ.

یعنی وہ اعضاء جن سے خدا کو سجدہ کیا جاتا ہے، وہ خدا کے لیے مخصوص ہیں اور ان کو قطع نہیں کرنا چاہیے۔

پس خلیفہ معتصم عباسی اس دلیل کو سن کر متعجب ہوا اور اس نے امام کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کرنے کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ چور کی صرف انگلیاں قطع کی گئیں اور ہتھیلی چھوڑ دی گئی۔

نوٹ:

ارباب فضل و دانش سے یہ بات مخفی نہ رہے کہ اس روایت کو شیعہ اور سنی دونوں علماء نے نقل کیا ہے۔ اس روایت سے یہ افسوسناک بات سامنے آتی ہے کہ عباسی دور کے علماء نے ۔۔۔ جن کے زمانے اور پیغمبر خداؐ اور خلفاء کے زمانے میں کچھ زیادہ فاصلہ نہ تھا ۔۔۔ ان کے ارشادات سے استفادہ نہ کیا اور ان پر عمل پیرا نہ ہوئے۔ انہوں نے رسول خداؐ کے فرمان کے مقابلے میں فتاویٰ اور جعلی حکم صادر کیے۔ حالانکہ پیغمبر اکرمؐ اور خلفاء کے زمانے میں کتنے ہی چوروں کے ہاتھ کاٹے جا چکے تھے اور ہاتھ کاٹنے کی مقدار اور طریقہ بھی بیان ہو چکا تھا۔ اس لیے مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ ان علماء میں نفس پرستی، دین کے بارے میں عدم توجہی اور حق پوشی بہت بڑھ گئی تھی۔ (پروردگار ہم سب کو وساوس نفسانی سے محفوظ رکھے)۔

قانون نمبر ۱۰

مستحب ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹنے کے بعد اس کا علاج کروایا جائے اور اس کے ساتھ ہی اسے غذائیت سے بھرپور خوراک مثلاً شہد، گوشت اور دیگر مرغن غذائیں دینی چاہئیں تاکہ وہ صحت یاب ہو جائے۔ روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ اور امیر المومنینؑ یہی طریقہ فرمایا کرتے تھے۔

قانون نمبر ۱۱

مستحب ہے کہ چور کا ہاتھ قطع کرنے کے بعد اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے تاکہ دیکھنے والوں کے لیے درس عبرت ہو۔ چنانچہ روایت میں آیا ہے: پیغمبرؐ کے سامنے ایک چور کو پیش کیا گیا تو آپ نے اس کا ہاتھ قطع کرنے کے بعد اس کے بازو کو اس کی گردن سے لٹکا دیا۔ کچھ بعید نہیں کہ یہ امر لوگوں کو عبرت دلانے کے لیے ہو۔

چنانچہ علل الشرائع اور عیون الاخبار میں محمد بن سنان کی سند سے امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

چونکہ انسان زیادہ تر اپنے کام دائیں ہاتھ سے انجام دیتا ہے اور یہ بدن کا بہترین اور کارآمد عضو ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا قطع کیا جانا تمام بنی نوع انسان کے لیے باعثِ عبرت اور چور کے لیے باعثِ تکلیف ہے اور اس سزا کے بعد چور دوسروں کا مال چوری کرنے کی کوشش نہیں

کرتا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ چور کا ہاتھ قطع کیا جانا چور کے لیے سزا اور لوگوں کے لیے باعث عبرت ہے تاکہ وہ ناجائز مال کو حاصل کرنے کی رغبت نہ کریں۔

بلا تردید کہا جا سکتا ہے کہ جہاں پر چور کے ہاتھ کاٹ دینے کی سزا پر عمل ہوگا تو یقینی طور پر وہاں کوئی اس جرم کا مرتکب نہ ہوگا جس کے نتیجے میں قید خانے چوری کے مجرموں سے خالی ہو جائیں گے اور احتساب و قضا کے ادارے ان جرائم کا سامنا کرنے کی الجھن سے چھٹکارا پالیں گے۔

تنبیہہ

اگر اس خدائی قانون اور دستور شرعی پر عمل کرتے ہوئے چوروں کو سزا دی جائے تو معاشرے میں کافی حد تک امن قائم ہو جائیگا۔ چنانچہ اگر کوئی شخص خصوصاً حج کے موقع پر مملکت حجاز کا بغور مشاہدہ کرے تو وہ اس چیز کی تصدیق کریگا کہ تمام اسلامی ممالک سے مسلمان وہاں جمع ہوتے ہیں اور انکا ہر قسم کا مال و متاع مکانوں، گلی کوچوں اور میدانوں میں پڑا رہتا ہے۔ مگر کوئی شخص بھی اسکی جانب غلط نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا ماسوائے اسکے کہ وہ شخص حجاز سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ ذرا سی اخلاقی لغزش کے نتیجے میں قرآنی دستور کے مطابق سزا دی جائے گی۔ اگرچہ مخالفین دین چاہتے ہیں کہ اس عظیم نعمت کو ان کے ہاتھ سے چھین لیں لیکن حجاز میں ابھی تک چوری کے بارے میں قرآنی قانون نافذ ہے۔ یہ حقیر بھی بہت سے علماء کے ہمراہ ۱۳۸۲ھ (قمری) میں پہلی مرتبہ حج سے

مشرف ہوا اور دینی مناجات میں خداوند تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ تمام اسلامی ممالک کو اور خصوصاً ایران کو جہاں مذہب حقہ جعفری کے پیروکار آباد ہیں، اس امر کی توفیق دے کہ وہاں مجرموں کو اسلامی دستور کے مطابق سزائیں دی جائیں اور ان پر حدود کا اجرا ہو۔

قانون ۱۲

اگر چور دو عادل مردوں کے گواہی دینے سے پہلے یا حاکم شرع کے سامنے اپنے اعتراف جرم سے قبل پروردگار عالم کی بارگاہ میں توبہ کرے اور چوری کیا ہوا مال اس کے مالک کو واپس کر دے تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائیگا اور اس کی توبہ قبول ہو جائیگی۔

جیسا کہ وسائل الشیعہ، کتاب حدود باب سرقہ میں عبداللہ بن سنان نے امام جعفر صادق ؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر پروردگار عالم کے سامنے جو بخشنے والا اور مہربان ہے اپنے اس عمل قبیح پہ توبہ کرے اور چوری کیا ہوا مال اس کے مالک کو واپس کر دے تو اس کی توبہ قبول ہو جائیگی اور اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائیگا۔

تیسرا باب

محارب کی سزا اور حد

اس باب میں تیرہ قانون ہیں:

محارب کی تعریف

اگر کوئی مرد یا عورت چاہے وہ طاقتور ہو یا کمزور ہو، مسلح ہو کر صحرا یا بیرون شہر میں دن کے وقت یا رات کے وقت دوسروں کو ڈرائے، دھمکائے یا انکو قتل کرے اور انکے مال کو لوٹے تو اسکو فقہ کی اصطلاح میں "محارب" کہتے ہیں۔ عرف عام میں اسکو مسلح چور، رہزن اور ڈاکو کہا جاتا ہے۔ چنانچہ شریعت مقدس اسلام میں اسکے لیے شدید ترین سزا مقرر کی گئی ہے[1]

[1] فقہاء عامہ میں سے مالک کا قول ہے کہ رہزن وہ ہے جو شہر سے کم سے کم تین میل کے فاصلے پر رہزنی کرے اور ابو حنیفہ کا قول یہ ہے کہ اگر وہ شہر میں واردات کرے تو محارب نہیں بلکہ یہ فعل شہر سے باہر ہونا چاہیے۔ نیز ابو حنیفہ اور مالک کے بقول عورت پر محارب کی حد جاری نہیں ہو سکتی۔

قانون ۱

اسلامی عدالت میں محاربہ دو طریقوں سے ثابت ہوتا ہے:

اوّل: محارب خود حاکم کے سامنے اپنے فعل کا خواہ ایک مرتبہ ہی اقرار و اعتراف کرے۔

دوئم: دو عاقل، عادل اور مختار گواہ حاکم کے سامنے اس فعل کی گواہی دیں۔ تاہم محارب رہزن یا چوروں کی ایک دوسرے کے خلاف گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

قانون ۲

محارب کی "سزا و حد" اسے قتل کرنا یا سولی پر لٹکانا یا اسکا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں قطع کرنا یا دایاں پاؤں اور بایاں ہاتھ قطع کرنا یا اس کو جلاوطن کرنا اور شہر بدر کرنا ہے۔

قانون ۳

مختلف روایات کی بنا پر محارب پر حد جاری کرنے کے مسئلے میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض کا قول ہے کہ حاکم شرع کو اختیار ہے کہ وہ محارب کو ان سزاؤں میں سے جو چاہے سزا دے۔ چنانچہ علماء متاخرین نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود باب محارب میں جمیل بن دراج سے مروی ہے کہ اس نے امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے اس

آیت کے بارے میں کہ" اس میں شک نہیں کہ جو شخص خدا یا پیغمبر سے محاربہ کرے اور زمین پر فساد پھیلائے تو ضروری ہے اس کو قتل کر دیا جائے یا اس کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں یا دایاں پاؤں اور بایاں ہاتھ قطع کر دیا جائے یا اسے شہر بدر کر دیا جائے۔[1] (تا آخر آیہ) میں نے حضرت سے پوچھا کہ محارب کو ان میں سے کونسی سزا دینا حکم خدا کے مطابق ہو گا؟

آپ نے فرمایا: سزا کا تعین کرنا حاکم شرع کا کام ہے۔ وہ یا تو اس کے ہاتھ پاؤں قطع کرے یا اسے شہر بدر کرے یا اسے مار ڈالے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا: جلا وطنی یا شہر بدر کرنے کی حدود کیا ہیں؟

حضرت نے فرمایا: ایک شہر سے کسی دوسرے شہر میں منتقل کرنا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام نے بھی دو مردوں کو کوفہ سے شہر بدر کر کے بصرہ بھجوایا تھا۔

نوٹ:

اس آیہ شریفہ اور تفسیر معصوم علیہ السلام سے دو نکات واضح ہو جاتے ہیں۔ اول یہ کہ سزا کا تعین کرنا حاکم شرع کا کام ہے اور وہ اس امر میں مختار ہے۔ دوئم یہ کہ محارب کو خدا تعالیٰ اپنے اور اپنے پیغمبر سے جنگ کرنیوالا تصور کرتا ہے۔ گویا کہ محارب خدا اور رسولؐ سے جنگ کرتا ہے۔

---

[1] سورہ مائدہ۔ آیت ۳۲

قانون ۴

دوسرا قول یہ ہے کہ اگر محارب نے کسی کو قتل کیا ہے تو اسے بھی قتل کیا جائیگا اور اگر اس نے کسی کو قتل بھی کیا ہے اور اسکا مال بھی لوٹا ہے تو پہلے اسکا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں قطع کیا جائے گا اور پھر اسکو قتل کردیا جائیگا۔ لیکن اگر اس نے صرف مال لوٹا ہے اور کسی کو قتل نہیں کیا ہے تو اسکا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں قطع کر کے اسکو شہر بدر کردیا جائیگا نیز اس چیز کے بارے میں تمام شہروں میں اعلان کردیا جائیگا کہ کوئی شخص اس سے لین دین، میل جول اور رشتہ ناطہ نہ کرے۔ اسکے علاوہ اسے اس چیز کی اجازت نہیں دی جائیگی کہ وہ کفار یا مشرکین کی مملکت میں چلا جائے اور اگر کفار اسے اپنے شہروں میں پناہ دیں تو ان سے جنگ کرنا لازم ہے۔ اس کے علاوہ اگر محارب نے کسی پر تلوار کھینچی ہو اور کسی کو قتل یا زخمی نہ کیا ہو اور کسی کا مال بھی نہ لوٹا ہو تو اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو شہر بدر کردیا جائے۔ اکثر بزرگ علماء نے اس قول کو اختیار کیا ہے۔ چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود، باب محارب میں عبداللہ بن اسحاق مدائنی نے ایک روایت میں کہا ہے کہ اس نے امام علی رضاؑ سے اس آیت کے بارے میں کہ اس میں شک نہیں کہ جو شخص خدا اور اسکے پیغمبر سے محاربہ کرے اور زمین پر فساد پھیلائے اسے قتل کردینا چاہیے یا پھانسی دیدینی چاہیے یا اس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں قطع کردینا چاہیے یا اسے شہر بدر کردینا چاہیے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کونسا عمل ہے جس کے بجالانے سے کوئی

شخص ان چاروں سزاؤں میں سے کسی ایک کی پکڑ میں آجاتا ہے؟

امام نے فرمایا:

"اگر کسی نے رہزنی کی تو اس نے خدا اور اس کے رسولؐ سے محاربہ کیا اور روئے زمین پر فساد برپا کیا۔ پس اگر اس نے کسی کو مار ڈالا اور اس کا مال بھی لوٹ لیا ہے تو اسے قتل کرکے سولی پر لٹکا دیا جائے۔ اگر اس نے صرف مال لوٹا اور کسی کو قتل نہیں کیا تو اس کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں یا دایاں پاؤں اور بایاں ہاتھ قطع کر دیا جائے۔ اگر کوئی رہزن خدا اور اس کے رسولؐ کے مقابلے پر جنگ کرتے ہوئے لوگوں پر تلوار کھینچے اور زمین پر فتنہ وفساد برپا کرے مگر نہ تو کسی کو قتل کرے اور نہ ہی مال لوٹے تو اسے وہاں سے نکال دیا جائے اور شہر بدر کر دیا جائے۔"

راوی کہتا ہے کہ اس نے دریافت کیا کہ اسے کس طرح سے شہر بدر کیا جائے اور اس کی مدت کتنی ہو گی؟

حضرت نے فرمایا:

جس شہر کے نواح میں اس نے محاربہ کیا ہے اسے وہاں سے باہر نکال دیا جائے اور لوگوں کو مطلع کر دیا جائے کہ ایک سال تک نہ کوئی اس سے میل جول رکھے اور نہ لین دین کرے نہ اسکی صحبت اختیار کرے اور نہ اپنی لڑکی سے اسکا نکاح کرے اور نہ اسکے ساتھ کھائے پیئے۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے پوچھا کہ اگر وہ بھاگ کر کفار کے ملک میں پناہ حاصل کرلے؟

آپ نے فرمایا:

تب وہاں کے لوگوں سے جنگ کرنی چاہیے۔ اس بارے میں بہت سی روایات ہیں۔ لیکن متعدد علماء نے ان کی اسناد پر شبہ ظاہر کیا ہے۔[1]

قانون ۵

جو شخص لوگوں کی آمد و رفت پر نظر رکھتا ہو تاکہ ڈاکو اور رہزن کو اس کی اطلاع دے، فقہا کی اصطلاح میں اسے "طلیع" یعنی مخبر کہتے ہیں۔ نیز وہ شخص جو رہزن کا مال اپنے ہاں رکھے اور اس کی حفاظت کرے، اسے "ردع" یعنی مددگار کہا جاتا ہے۔ ایسے مجرموں کو محارب کی سزا نہیں دی جاتی۔ کیونکہ وہ خود محارب نہیں ہیں بلکہ محارب کی مدد کرنیوالے ہیں۔ لیکن جب وہ کسی دوسرے جرم کے مرتکب ہونگے تو انہیں اس جرم کی سزا دی جائیگی۔ اس حکم کی دلیل قانون برائت[2] اور اس بارے میں کسی روایت

---

[1] فقہائے عامہ میں سے ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل نے بھی اس کے مطابق فتاویٰ دیے ہیں (کتاب خلافت و کتب فقہی عامہ)۔

[2] قانون برائت سے مراد بنیادی طور پر ہر شخص کا کسی بھی جرم سے بری الذمہ ہونا ہے تاوقتیکہ جرم اس پر ثابت نہ ہو جائے۔

کا ہونا ہے[1]

قانون ۶

اگر محارب گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرے تو حد اس پر سے ساقط ہوجاتی ہے لیکن اگر اس نے کسی کا مال لوٹا ہو تو وہ مال اس سے واپس لے لیا جائیگا اور اگر اس نے کسی کو قتل یا زخمی کیا ہو تو اس سے قصاص لیا جائیگا۔ نیز توبہ کے نتیجے میں حدود الٰہی مثلاً زنا اور شراب کی حدود اس پر سے ساقط ہوجائیں گی۔

قانون ۷

اگر کوئی محارب گرفتاری کے بعد توبہ کرے تو اس پر سے حد ساقط نہیں ہوگی۔ اس حکم میں علماء خاصہ وعامہ کے مابین اختلاف نہیں ہے۔ لیکن اگر اس نے کسی کا مال لوٹا ہے تو وہ اس چیز کا ذمہ دار ہوگا کہ وہ مال کے مالک کو اس کا مال واپس کرے اور اگر اس نے کسی کو قتل یا زخمی کیا ہے تو اس کا قصاص بھی اس پر لازم ہوگا۔[2]

---

[1] فقہاء عامہ میں سے ابوحنیفہ کا قول ہے کہ طلیع اور ردء پر بھی محارب والی حد جاری کی جائیگی۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

[2] فقہائے عامہ میں سے ابوحنیفہ کا قول ہے کہ قصاص نفس کی صورت میں قصاص جراحت اعضاء ساقط ہوجائے گا (کتاب خلاف وکتب فقہی)۔

قانون ۸

اگر کوئی چور دن یا رات میں کسی وقت بھی زبردستی کسی کے گھر میں داخل ہو تو وہ بھی محارب کے حکم میں آتا ہے۔ اگر صاحب خانہ کے پاس اسے اپنے ہاں سے کسی طرح باہر نکالنے کے لیے سوائے جان سے مار ڈالنے کے اور کوئی ذریعہ نہ ہو تو اس کا مار ڈالنا جائز ہے اور اس کا خون مباح ہے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب حدود، باب حد محارب میں غیاث الدین ابراہیم نے امام جعفر صادقؑ سے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار سے نقل کرتے ہوئے فرمایا:

"اگر کوئی چور تمہارے گھر میں داخل ہو اور تمہارے اہل و عیال و مال پر دست درازی کا ارادہ کرے تو اگر تمہارے اندر مقابلہ کرنے کی طاقت ہے تو اسے مارنے میں پہل کرو اور اسے مارو۔ کیونکہ چور خدا اور پیغمبر سے جنگ کرتا ہے۔ تم اسے قتل کر دو اور تمہارے اس فعل کے تمام تر نتائج کی ذمہ داری مجھ پر ہوگی۔"

نوٹ: علمائے فقہ کی اصطلاح میں "لص" اس چور کو کہتے ہیں جو طاقت کے بل پر کسی کا مال چھین کر لے جائے۔

قانون ۹

اگر انسان صلاحیت رکھتا ہو اور اسے گمان ہو کہ وہ اپنی جان بچالے گا تو اس پر اپنی جان، مال اور ناموس کی حفاظت اور مدافعت کرنا

واجب ہے لیکن اسے اپنے دفاع کے لیے سب سے آسان طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ مثلاً اگر ڈاکو یا چور کو فقط ڈانٹ یا للکار سے بھگایا جاسکتا ہے تو صرف اتنا ہی کرنا چاہیے۔ اگر اس طرح وہ دور نہ ہو تو پھر زور زور سے چیخنا پکارنا چاہیے اور اگر اس طرح بھی وہ نہ بھاگے تو پھر ہاتھ سے مارنا چاہیے اور اگر وہ اس طرح بھی دفع نہ ہو تو اسے زخمی کرنا چاہیے۔ چنانچہ اگر وہ اس طرح بھی نہ ہٹے تو پھر اسے قتل کردینا چاہیے۔ روایت میں وارد ہوا ہے کہ اس کا خون مباح ہے۔

قانون ۱۰

جب کوئی شخص چور یا ڈاکو کے مقابل پر دفاع کرتا ہوا چور یا ڈاکو کے ہاتھوں مارا جائے تو اسکا اجر و ثواب شہید کے برابر ہے۔ چنانچہ ابو بصیر سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے دریافت کیا کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہوجائے اسکے بارے میں کیا حکم ہے؟

حضرت نے فرمایا:

پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ جو اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہوجائے وہ شہید کی منزل میں ہے۔

راوی نے پوچھا کہ کیا ڈاکو کے ساتھ لڑنا جائز ہے؟

آپ نے فرمایا: ڈاکو کے ساتھ لڑنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

پھر فرمایا: اگر میرے ساتھ ایسا واقعہ پیش آجائے تو میں ڈاکو کے ساتھ جھگڑا نہیں کروں گا۔

قانون ۱۱

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے گھر میں قتل ہوجائے اور مالک مکان یہ دعویٰ کرے کہ یہ شخص میرے گھر میں مال، جان یا ناموس پر دست درازی کے ارادے سے داخل ہوا تھا، اس لیے میں نے اسے قتل کردیا ہے تو ایسی صورت میں مالک مکان کے لیے واضح دلیل اور شرعی ثبوت پیش کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ شرعی ثبوت کے ذریعے اپنے بیان کو صحیح ثابت نہ کرسکے تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔

قانون ۱۲

اگر کوئی شخص عمداً دروازہ، دیوار یا چھت سے کسی دوسرے کی شرمگاہ یا اسکی بیوی پر نگاہ کرے تو اگرچہ نگاہ کرنیوالا اپنی مملوکہ جگہ پر ہی کیوں نہ کھڑا ہو۔ پھر بھی لازم ہے کہ پہلے اسے زبان سے منع کیا جائے اور اگر وہ نہ ہٹے تو جائز ہے کہ پتھر یا لکڑی مار کر اسے ہٹایا جائے۔ اگر پتھر یا لکڑی مارنے کے نتیجے میں دیکھنے والے کو کچھ نقصان پہنچ جائے تو ہٹانیوالا ذمہ دار نہیں ہوگا۔

چنانچہ روایت میں ہے کہ ایک مومن کی شرمگاہ دوسرے مومن پر حرام ہے۔ روایت میں مزید آیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے گھر میں جھانکے تو اس حالت میں اس دیکھنے والے کی آنکھیں مالک مکان کے لیے مباح ہیں (یعنی اگر مالک مکان دیکھنے والے کی آنکھوں کو ضائع کردے

تو وہ اس کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔

ایک اور روایت علا ابن فضیل سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص دیوار، چھت، دروازے کے سوراخ یا کھڑکی میں سے کسی گروہ کو دیکھے تو اگر وہ اسے پتھر یا لکڑی سے ماریں اور وہ مرجائے یا اس کی آنکھیں نکال دیں تو وہ اس فعل کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔

آپ نے مزید فرمایا: ایک شخص پیغمبر اکرم ؐ کے حجرے کی دیوار یا دروازے کے سوراخ میں سے جھانک رہا تھا۔ آپ نے اسے دیکھ لیا۔ چنانچہ آپ ہاتھ میں تیر لیے ہوئے تشریف لائے لیکن وہ وہاں سے کھسک گیا۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا: اے خبیث! اگر تو ٹھہرتا اور میرے ہاتھ آجاتا تو خداوند احدیت کی قسم میں تیری آنکھیں نکال لیتا۔

اس بارے میں بھی بہت سے روایات وارد ہوئی ہیں۔

قانون ۱۳

جب بھی کوئی شخص اپنے مال، جان اور ناموس کو چور اور ڈاکو سے بچانے کے لیے کسی مسلمان سے مدد مانگے تو اگر وہ مسلمان مدد کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اس کی مدد کرنا اس پر لازم ہے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ[1] میں

[1] کتاب حدود باسناد مستنبخ

سکونی نے امام جعفر صادقؑ سے اور انھوں نے اپنے والد بزرگوار سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین علیؑ نے فرمایا:

"پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص بھی کسی ایسے شخص کی آواز سنے جو مسلمانوں سے مدد طلب کر رہا ہو اور پھر وہ اس کی مدد کے لیے نہ جائے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔"

چوتھا باب

زِنا کے احکام

اس باب میں زنا کی حد جاری کرنے کی شرائط، حاکم شرع کے سامنے اس کا ثبوت اور اس کے لیے سزا کی اقسام کے بارے میں ۳۸ قانون بیان کیے گئے ہیں۔

زنا کے نقصانات : زنا عفت کے منافی ایک قبیح ترین فعل ہے۔ یہ عمل انسانی معاشرے میں نسل انسانی کو پراگندہ کر دینے والا ہے۔ اسی بنا پر تمام شریعتوں اور آسمانی مذاہب نے اسے حرام قرار دیا ہے اور اس کے لیے خاص سزا مقرر کی ہے۔ چنانچہ شریعت مقدس اسلام میں بھی حاکم شرع کے سامنے ثابت ہو جانے اور دیگر شرائط پوری ہو جانے کی صورت میں اس فعل قبیح کے لیے مختلف سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔

قانون ۱

زنا کے جرم پر سزا دینے کے لیے مندرجہ ذیل سات شرائط ہیں:

اوّل : زنا کرنے اور کروانے والے دونوں افراد بالغ ہوں۔ اگر وہ دونوں یا ان میں سے ایک نابالغ ہو تو نابالغ پر حد جاری نہیں ہوگی، بلکہ اس کے لیے صرف تعزیر اور تادیب ہے۔

دوئم : وہ دونوں عاقل ہوں۔ اگر وہ دونوں یا ان میں سے ایک دیوانہ ہو تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔

سوئم : وہ دونوں مختار ہوں۔ اگر وہ دونوں یا ان میں سے ایک مجبور ہو تو مجبور پر حد جاری نہیں ہوگی۔

چہارم : زانیہ عورت زانی مرد کے لیے حرام ہو۔

پنجم : زانیہ عورت زانی مرد کی منکوحہ یا کنیز نہ ہو۔

حالتِ حیض میں اگرچہ اپنی زوجہ سے مباشرت کرنا حرام ہے۔ تاہم اس بنا پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔

ششم : زانی مرد اس عورت کے اپنے لیے حرام ہونے کا علم رکھتا ہو۔ چنانچہ اگر ایک شخص شک وشبہ کی حالت میں کسی عورت کے ساتھ مباشرت کرے تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔

ہفتم : اپنے آلۂ تناسل کو کم از کم حشفہ کی مقدار کے برابر عورت کی شرمگاہ میں آگے یا پیچھے سے داخل کرے۔[1]

قانون ۲

زنا کی سزا اور حد دو طریقوں سے ثابت ہوتی ہے :

---

[1] فرج کا لفظ لغت میں آگے اور پیچھے دونوں شرمگاہوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

اوّل: زناکار بالغ، عاقل اور مختار ہو اور حاکم شرع کے سامنے چار مرتبہ (چاہے ایک ہی نشست میں) اپنے فعل کا اقرار و اعتراف کرے۔ [1]

دوئم: چار بالغ، عاقل اور با اختیار مرد یا تین عاقل، بالغ اور با اختیار مرد اور دو عاقلہ، بالغہ اور با اختیار عورتیں یا دو عاقل بالغ اور با اختیار مرد اور چار بالغہ، عاقلہ اور با اختیار عورتیں اس چیز کی گواہی دیں۔ [2]

قانون ۳

زنا کے گواہوں کے لیے ضروری ہے کہ انہوں نے زنا کے فعل کو اس طرح دیکھا ہو جس طرح سلائی سرمہ دانی میں ہوتی ہے۔ نیز سب گواہوں کی گواہی اپنے زمان، مکان اور کیفیت کے لحاظ سے یکساں ہو اور تمام گواہ ایک ہی وقت میں گواہی دیں۔ چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

> مرد اور عورت کو زنا کے جرم میں اس وقت تک سنگسار نہیں کیا جا سکتا، جب تک چار عاقل مرد یہ گواہی نہ دیں کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے اس طرح زنا ہوتے دیکھا ہے جیسے

---

[1] ابو حنیفہ اور شافعی کے بقول اگر زناکار حاکم شرع کے سامنے ایک مرتبہ بھی اقرار کرے اس پر زنا کی حد اور سزا ثابت ہو جاتی ہے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

[2] ابو حنیفہ کا قول ہے کہ اگر دو شاہد بھی گواہی دیدیں تو زنا کی حد اور سزا ثابت ہو جاتی ہے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

سلائی سرمہ دانی میں ہوتی ہے۔

فروع کافی کتاب حدود میں سکونی نے امام ابو عبداللہؑ سے اور آپ نے اپنے پدر بزرگوار سے نقل کرتے ہوئے فرمایا:

ایک مرتبہ تین افراد امام علیؑ کی خدمت میں پیش ہوئے اور انہوں نے ایک شخص کے زنا کرنے پر گواہی دی۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا: چوتھا گواہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا، وہ بھی تھوڑی دیر میں آجائے گا۔ آپ نے فرمایا حد جاری کرنے میں انتظار نہیں کیا جاسکتا۔ پھر حکم دیا کہ ان تینوں افراد کو قذف (زنا کی تہمت لگانے) کے جرم میں اسّی اسّی کوڑے لگائے جائیں۔

فروع کافی، کتاب حدود میں عباد البصری سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ اگر تین آدمی زنا کی گواہی دیں اور یہ کہیں کہ چوتھا گواہ بعد میں آئے گا تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: ان تینوں گواہوں میں سے ہر ایک کو زنا کی تہمت لگانے کے جرم میں اسی اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔

زنا کی پہلی سزا

قانون ۴

زنا کی سزا اور حد کی آٹھ مختلف شکلیں ہیں۔ ان میں سے پہلی سزا

تلوار سے قتل کرنا ہے۔

قانون ۵

اگر کوئی شخص اپنے شرعی محارم مثلاً نسبتی یا رضاعی ماں بہن بیٹی پھوپھی اور خالہ وغیرہ کے ساتھ زنا کرے تو ایسے زانی کی حد اور سزا اسے قتل کردینا ہے[1]۔ اجماع علماء خاصہ کے علاوہ آیات اور روایات بھی اس حکم پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ فروع کافی کتاب حدود میں ابن بکیر نے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ اس نے امام ابو عبداللہؑ سے دریافت کیا کہ جس شخص نے اپنے محارم سے زنا کیا ہو، اس کی کیا سزا ہے؟

آپ نے فرمایا: اسے تلوار سے قتل کردیا جائے۔

نیز کافی، کتاب حدود میں جمیل سے روایت ہے کہ اس نے امام ابو عبداللہ سے دریافت کیا کہ جس شخص نے اپنے محارم سے زنا کیا ہو اسے تلوار سے بدن کے کس حصے پر ضرب لگا کر قتل کیا جائے؟

آپ نے فرمایا:

اس کی گردن پہ تلوار ماری جائے۔

---

[1] فقہائے عامہ میں سے ابو حنیفہ کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے محارم سے عقد کرے اور جانتا بھی ہو کہ یہ عقد حرام ہے تو پھر بھی اس پر زنا کی حد جاری نہیں ہوگی۔ نیز اگر کوئی شخص کسی عورت کو کرائے پہ حاصل کرے اور اس سے زنا کرے تو اس پر بھی حد جاری نہیں ہوگی۔ (از کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون ۶

اگر کوئی شخص کسی عورت کو زنا کرنے پر مجبور کرے تو اس کی سزا اسے قتل کر دینا ہے۔ جیسے فروع کافی، کتاب حدود میں برید العجلی سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقر سے دریافت کیا کہ جس شخص نے کسی عورت کو مجبور کر کے اس سے زنا کیا ہو، اس کی سزا کیا ہے؟

امام ؑ نے فرمایا: اس مرد کو قتل کر دینا چاہیے خواہ وہ مرد شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ہو۔

قانون ۷

اگر کوئی کافر ذمی یا یہودی یا نصرانی کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو اس کی سزا اسے قتل کر دینا ہے۔ اگرچہ اجرائے حد کے وقت وہ مسلمان ہو جائے۔ چنانچہ وسائل شیعہ کتاب حدود میں حنان ابن سدیر نے روایت کی ہے کہ اس نے امام جعفر صادق ؑ سے پوچھا کہ اگر ایک یہودی کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو اس کی سزا کیا ہے؟

امام نے فرمایا: اس یہودی کو مار ڈالنا چاہیے۔

نیز اسی کتاب میں جعفر بن رزاق اللہ سے روایت ہے کہ ایک نصرانی نے ایک مسلمان عورت کے ساتھ زنا کیا۔ اس کو خلیفہ متوکل کے سامنے لایا گیا۔ خلیفہ نے چاہا کہ اس پر اسلامی قانون کے مطابق حد جاری کرے۔ مگر وہ نصرانی مسلمان ہو گیا۔ تب قاضی یحییٰ بن اکثم نے کہا کہ اس کے ایمان لے آنے سے

اس کا شرک اور اس کے دیگر برے اعمال اس سے دور ہو گئے ہیں۔ اس محفل میں موجود بعض علماء نے کہا کہ اس پر تین حدیں جاری کی جائیں گی۔ کچھ دیگر علماء نے بھی مختلف فتاویٰ دیے۔ خلیفہ متوکل نے حکم دیا کہ امام نقی ہادیؑ کی خدمت میں خط بھیج کر ان کی رائے معلوم کی جائے۔ چنانچہ جب امام کی خدمت میں خط پہنچا تو آپ نے جواب میں لکھا:

"اس یہودی کو اس قدر مارو کہ وہ مر جائے۔"

جب امامؑ کا یہ فتویٰ خلیفہ متوکل کے پاس پہنچا تو یحییٰ بن اکثم اور دیگر علماء نے اس حکم کو قبول نہ کیا اور کہا کہ اس حکم اور فتویٰ کی دلیل بھی چاہیے۔ چنانچہ متوکل نے امام علیہ السلام کو دوبارہ لکھا کہ علماء دربار قرآن و سنت پیغمبرؐ سے آپ کے حکم کی دلیل چاہتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے جواب میں قرآن کی یہ آیت لکھی:

پس جب کفار و مشرکین ہمارے عذاب کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور ہم اپنے کفر اور شرک سے بیزار ہیں۔ لیکن خدا کا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا یہ ایمان انہیں کوئی فائدہ نہ دے گا۔ (سورۃ غافر۔ آیت ۸۴-۸۵)

زنا کی دوسری سزا

قانون ۸

زنا کی سزاؤں میں سے دوسری سزا رجم ہے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ

زنا کرنے والے کو کمر تک زمین میں گاڑ کر اس پر پتھر برسائے جائیں۔ یہ سزا مرد محصن اور زن محصنہ کے لیے مخصوص ہے۔

قانون ۹

جس مرد نے نکاح دائمی کر رکھا ہو اور اسے کسی وقت بھی اپنی زوجہ سے مباشرت کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اسے محصن کہتے ہیں۔ اسی طرح جس عورت نے نکاح دائمی کر رکھا ہو اور اسے کسی وقت بھی اپنے شوہر سے مباشرت کرنے میں رکاوٹ نہ ہو اسے محصنہ کہتے ہیں۔

چنانچہ فروع کافی کتاب حدود میں اسماعیل بن جابر سے روایت ہے کہ اس نے امام ابو جعفر محمد باقرؑ سے پوچھا کہ مرد محصن کون ہے؟

امام نے فرمایا: جس شخص کی زوجہ موجود ہو اور وہ جب چاہے اس سے ہم بستر ہو سکے وہ شخص محصن کہلاتا ہے۔

قانون ۱۰

جو شخص غیر مدخولہ زوجہ رکھتا ہو یا اس نے نکاح موقت (متعہ) کر رکھا ہو، وہ محصن نہیں کہلائے گا۔

چنانچہ فروع کافی کتاب حدود میں حفص بن البختری سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ جس شخص نے متعہ کر رکھا ہو کیا وہ محصن کی تعریف میں آتا ہے؟

امام نے فرمایا: نہیں! محصن صرف وہ شخص ہے جس نے عقد دائمی

کر رکھا ہو۔

اسی طرح رفاعہ سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ جس شخص نے اپنی نکاح دائمی والی زوجہ سے مباشرت نہ کی ہو، اگر وہ زنا کرے تو کیا اسے سنگسار کیا جائے گا ؟

امامؑ نے فرمایا: اسے سنگسار نہیں کیا جائے گا۔

قانون ۱۱

اگر کوئی شخص اپنی نکاح دائمی والی زوجہ سے مباشرت کر چکا ہو لیکن اب وہ اس سے مباشرت نہ کر سکتا ہو۔ مثلاً وہ قید خانے یا حالت سفر میں ہو اس صورت میں اگر وہ زنا کرے تو اسے سنگسار نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں حارث بن مغیرہ سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کی بیوی عراق میں ہو اور وہ خود حجاز میں ہو اور اس صورت میں اگر وہ کسی عورت سے زنا کرے تو اس کے لیے کیا حکم ہے ؟

حضرتؑ نے فرمایا: اس کو سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔
اور سنگسار نہیں کیا جائے گا۔

راوی نے پوچھا کہ اگر وہ شخص اور اس کی بیوی ایک ہی شہر میں ہوں لیکن وہ مرد قید خانے میں ہو اور اپنی بیوی کے پاس نہ جا سکتا ہو اور نہ بیوی اس کے پاس آ سکتی ہو تو اس صورت میں اگر وہ قید خانے میں کسی

عورت سے زنا کرے تو کیا اسے سنگسار کیا جائے گا؟

امام نے فرمایا: وہ غائب اور مسافر کے حکم میں ہے۔
اسے صرف سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔

قانون ۱۲

فروع کافی، کتاب حدود میں محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

وہ مرد جس کی زوجہ اس کی دسترس سے باہر ہو اور وہ عورت جس کا مرد اس کی دسترس سے باہر ہو اگر وہ زنا کریں تو انہیں سنگسار نہیں کیا جائے گا، بلکہ کوڑے مارے جائیں گے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مرد اپنی زوجہ اور عورت اپنے شوہر کی دسترس سے باہر ہو اور مسافرت میں ہو۔[1]

قانون ۱۳

اگر کوئی بوڑھا محصن شخص کسی عاقلہ و بالغہ عورت سے زنا کرے

[1] فقہائے عامہ یعنی ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ جب کوئی آزاد شخص کسی آزاد عورت سے نکاح کرے اور اس سے مباشرت کر چکا ہو تو پھر اگر وہ مسافرت، طلاق یا مرگ وغیرہ کے باعث مباشرت نہ بھی کر سکے تب بھی وہ محصن کہلائے گا۔ چنانچہ اگر وہ زنا کرے گا تو اس پر زنائے محصنہ کی حد جاری ہوگی۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

تو پہلے اسے سو کوڑے لگائے جائیں گے اور پھر سنگسار کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی بوڑھی محصنہ عورت کسی غیر مرد کے ساتھ زنا کرے تو اسے بھی پہلے سو کوڑے لگائے جائیں گے اور پھر سنگسار کیا جائے گا۔

چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں عبدالرحمٰن نے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

امیرالمومنین علیؑ بوڑھے زناکار مرد اور بوڑھی زناکار عورت کو پہلے سو کوڑے لگواتے اور پھر سنگسار کروا دیتے تھے۔

اسی کتاب میں عبداللہ ابن طلحہ سے روایت ہے کہ امام ابو عبداللہ نے فرمایا:

اگر کوئی بوڑھا مرد، یا بوڑھی عورت زنا کرے تو پہلے اسے سو کوڑے مارے جائیں اور پھر انہیں سنگسار کر دیا جائے۔

یہ سزا ان کے لیے مخصوص ہے۔

چنانچہ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ چونکہ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت) کے جنسی جذبات سرد پڑ چکے ہوتے ہیں اس لیے ان کی سزا کو زیادہ سخت رکھا گیا ہے۔ اس امر میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ انہیں دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

قانون نمبر ۱۴

ایک جوان عاقل و بالغ مرد جو نکاح دائمی والی عورت رکھتا ہو اور اس سے مباشرت کر چکا ہو وہ کسی بالغہ و عاقلہ عورت سے زنا کرے یا ایک

جوان بالغہ وعاقلہ عورت جس کا نکاح دائمی والا شوہر موجود ہو، وہ کسی بالغ وعاقل مرد سے زنا کرے تو ان میں سے ہر ایک پر حد جاری کرنے کے سلسلے میں روایات میں پائے جانے والے اختلاف کی بناپر فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ اکثر فقہاء کا قول ہے کہ ان کی سزا بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت والی سزا ہے۔ یعنی پہلے سو کوڑے مارے جائیں اور پھر سنگسار کیا جائے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب حدود میں محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ امام ابو جعفرؑ نے فرمایا:

شادی شدہ عورت اور شادی شدہ مرد یعنی محصن اور محصنہ کی سزا سو کوڑے اور پھر سنگسار کرنا ہے۔

نیز اسی کتاب میں فضیل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

اگر کوئی آزاد یا غلام مرد و زن امام کے سامنے اپنے کسی جرم کا اقرار کرے تو پھر امام پر لازم ہے کہ جو حد اس پر ثابت ہوتی ہے، وہ اس پر جاری کرے۔ لیکن اگر ایک مرد محصن زنا کا اقرار بھی کرے، تب بھی اسے اس وقت تک سنگسار نہیں کیا جائے گا جب تک کہ چار آدمی اس کے خلاف گواہی نہ دیں۔ جب وہ گواہی دے دیں تو امام اسے سو کوڑے لگوانے کے بعد سنگسار کروا دے گا۔

نیز ایک اور مستند روایت میں بھی یہی حکم بیان کیا گیا ہے لیکن بعض علماء نے کہا ہے کہ اسے صرف سنگسار کیا جائے گا اور وہ ابو بصیر کی

ایک روایت کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔

فروع کافی کتاب حدود میں ابو بصیر نے امام جعفر صادق ؑ سے نقل کیا ہے کہ امام ؑ نے فرمایا:

سنگسار کرنا خداوند عالم کی حد اکبر ہے اور کوڑے مارنا حد اصغر ہے۔ پس اگر کسی شخص نے زنا کا ارتکاب کیا ہو تو اسے صرف سنگسار کیا جائے گا اور کوڑے نہیں مارے جائیں گے۔

لیکن جیسا کہ صاحب وسائل نے نقل کیا ہے۔ شیخ قدس سرہ اس روایت کو تقیہ پر محمول کرتے ہیں۔[1] مگر یہ بات مخفی نہیں رہنی چاہیے کہ پہلا قول آیات قرآنی اور معتبر روایات پر مبنی ہے اور اسی بنا پر بعض فقہا نے اسے قول مشہور قرار دیا ہے اس لیے اس پر عمل کرنا بہتر ہے۔

قانون ۱۵

جب زنا کرنے والوں کو سزا دی جائے اور ان پر حد جاری کی جائے تو ان کے فعل کی گواہی دینے والے افراد کا وہاں موجود ہونا واجب ہے۔ اسی طرح یہ لازم ہے کہ مجرم پر سنگباری کی ابتدا بھی وہی لوگ کریں۔ بعض مجتہدین کا قول ہے کہ حد کے اجراء کے وقت مومنین کے ایک گروہ کا

---

[1] فقہا عامہ یعنی ابو حنیفہ، شافعی، مالک اور احمد بن حنبل زنائے محصنہ کی صورت میں صرف سنگسار کرنے کے قائل ہیں۔ (از کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

موجود ہونا ضروری ہے۔ اگرچہ وہ صرف ایک ہی فرد کیوں نہ ہو۔ بعض علماء کا قول ہے کہ کم سے کم دس آدمیوں کا موجود ہونا ضروری ہے اور بعض صرف تین آدمیوں کی موجودگی کو ضروری سمجھتے ہیں۔ جو علماء کرام وہاں مومنین کی موجودگی کو ضروری سمجھتے ہیں، وہ اس آیۂ شریفہ سے استدلال کرتے ہیں جس میں خدائے تعالٰی نے فرمایا ہے:

ان کی سزا کو مومنین کا ایک گروہ دیکھے (سورۂ نور۔ آیت ۲)

بعض فقہاء مومنین کی موجودگی کو مستحب سمجھتے ہیں اور یہی قول مشہور تر ہے۔

قانون ۱۶

جس شخص کو سنگسار کرنا ہو، اگر اس نے غسل نہ کیا ہو تو اسے غسل میت کرنے اور کفن پہننے کا حکم دینا واجب ہے۔

قانون ۱۷

اگر مجرم نے سنگسار ہونے سے پہلے غسل نہیں کیا تو سنگسار کرنے کے بعد اسے غسل دینا، کفن پہنانا، نماز میت پڑھنا اور دفن کرنا واجب ہے۔

قانون ۱۸

اگر حاکم شرع کسی مجرم کو دو سزائیں دینا چاہتا ہے تو زنائے محصنہ کی مانند پہلے کوڑے لگائے اور بعد میں سنگسار کرے۔

جیسا کہ وسائل الشیعہ کتاب حدود میں بسند شیخ زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

اگر کسی مجرم کے لیے قتل کے ساتھ کچھ اور سزائیں بھی جمع ہو جائیں تو پہلے قتل کے علاوہ دوسری سزائیں دی جائیں اور بعد میں اسے قتل کیا جائے۔

نیز اسی کتاب اور اسی باب میں سماعہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

ایک شخص نے شراب پی، چوری کی اور ایک آدمی کو قتل کیا۔ امیرالمومنین علیؑ نے شراب پینے پر اسے کوڑوں کی سزا دی، چوری کرنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ کاٹے اور پھر قتل کے جرم میں اسے قتل کروایا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ امیرالمومنینؑ نے جمعرات کو ایک مجرم کو کوڑوں کی سزا دی اور جمعے کو اسے سنگسار کروایا۔

قانون ۱۹

اگر زانی کا جرم خود اس کے اپنے اقرار سے ثابت ہو تو اس پر حد جاری کرتے وقت سنگباری کی ابتدا امام یا حاکم کو خود کرنی چاہیے۔

جیسا کہ وسائل الشیعہ میں کلینی کی سند سے صفوان نے روایت بیان کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

اگر ایک محصن زانی نے خود اپنے جرم کا اقرار کیا ہو تو اس

پر سنگساری کی ابتدا امام کو کرنی چاہیے اور اس کے بعد دوسرے لوگ اس کو پتھر ماریں۔ لیکن اگر اس کا جرم گواہوں کے بیانات سے ثابت ہوا ہو تو پھر وہی گواہ سنگباری کی ابتدا کریں گے۔ ان کے بعد امام و حاکم اور ان کے دوسرے لوگ ان کو پتھر ماریں گے۔

قانون ۲۰

سنگسار کرتے وقت عورت کو سینہ تک اور مرد کو کمر تک زمین میں گاڑنا واجب ہے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں بسند کلینی سماعہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

> عورت کو سنگسار کرتے وقت اسے اس کے سینے تک زمین میں گاڑ دیا جائے اور پھر امام اور دوسرے لوگ اسے چھوٹے چھوٹے پتھر ماریں۔ لیکن مرد کو صرف کمر تک زمین میں گاڑا جائے گا۔

قانون ۲۱

اگر ایک زناکار زمین میں گاڑا جانے کے بعد کسی طرح وہاں سے نکل بھاگے تو اگر اس پر سنگساری کی یہ حد گواہوں کے بیانات سے ثابت ہوتی ہے تو اسے دوبارہ پکڑ کر لانا چاہیے۔ لیکن اگر زناکار کا جرم صرف زناکار کے اقرار سے ثابت ہوا ہے تو اس صورت میں اگر وہ پتھر کھا کر بھاگ جائے

تو اس کا واپس لانا لازم اور جائز نہیں ہے لیکن اگر وہ پتھر کھائے بغیر ہی فرار ہو جائے تو اس صورت میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ اسے دوبارہ واپس لایا جائے یا نہ لایا جائے۔ اکثر فقہاء کا قول ہے کہ اسے واپس لانا لازم نہیں ہے لیکن بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ اسے واپس لانا ضروری ہے۔ اس اختلاف کی وجہ روایات کی سند اور ان کی تفصیل ہے۔ چنانچہ اصول کافی اور وسائل الشیعہ میں حسین ابن خالد کی روایت، روایت مرسل اور روایت ماعز میں اس تفصیل کا ذکر موجود ہے۔

قانون ۲۲

اگر کوئی مجرم سنگساری کے علاوہ کسی اور سزا کے دوران بھاگ جائے تو اس کا دوبارہ واپس لانا لازم ہے۔

قانون ۲۳

اگر زنا کار مرد ہے تو سنگسار کرتے وقت اسے برہنہ کرنا ضروری ہے۔

چنانچہ وسائل الشیعہ میں بہ سند کلینی، اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ اس نے امام موسیٰ کاظمؑ سے پوچھا کہ زنا کار مرد کو کوڑوں کی سزا کس طرح دی جائے؟

آپ نے فرمایا کوڑا زور سے مارنا چاہیے۔

اس نے پوچھا کہ کیا کوڑے اس کے لباس کے اوپر سے مارے جائیں؟

امامؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ اسے برہنہ کر لیا جائے۔

بعض فقہاء کا قول ہے کہ زناکار مرد کو انہی کپڑوں کے ساتھ سنگسار کرنا چاہیے جو کپڑے وہ زنا کرتے وقت پہنے ہوئے تھا۔ یہ چیز بہت سی روایات میں مذکور ہے۔

قانون ۲۴

زانیہ عورت کو اس کے لباس کے ساتھ سنگسار کرنا چاہیے۔ اس حکم میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور اس بارے میں کئی ایک روایات وارد ہوئی ہیں۔

قانون ۲۵

مستحب ہے کہ خبر ملنے پر لوگ سنگسار کیے جانے والے مقام پر جمع ہو کر سنگسار کے عمل کو دیکھیں۔ جیسا کہ سماعہ کی روایت میں مذکور ہے۔ بہتر یہ ہے کہ مجرم کو چھوٹے چھوٹے پتھروں سے سنگسار کیا جائے تاکہ وہ جلدی ہلاک نہ ہو اور اس کی تکلیف اور اذیت دوچند ہو جائے۔

ایک شادی شدہ زانیہ کا سنگسار

فروع کافی [1] میں صالح بن میثم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ایک حاملہ عورت امیرالمومنین علیؑ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی کہ یا امیرالمومنینؑ! میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ آپ مجھے پاک کر دیجیے۔ خداوند عالم آپ کو ہر قسم کی نجاست سے دور رکھے۔ میرے لیے عذاب آخرت

---

[1] کتاب حدود، باب صفت رجم

جو کبھی ختم نہ ہونے والا ہے، اس کے مقابل میں عذاب دنیا کو برداشت کرنا آسان ہے۔

حضرتؑ نے دریافت فرمایا: کس چیز سے تجھے پاک کروں؟

عورت نے کہا کہ میں زنا کی مرتکب ہوئی ہوں؟

حضرت نے پوچھا: تم شادی شدہ حالت میں زنا کی مرتکب ہوئی ہو یا غیر شادی شدہ حالت میں؟

اس نے کہا: میں شادی شدہ ہوں۔

حضرت نے پوچھا: جس وقت تم نے زنا کیا، اس وقت تمہارا شوہر حالت سفر میں تھا یا حالتِ حضر میں؟

اس نے کہا: میرا شوہر حالتِ حضر میں تھا۔

حضرت نے فرمایا: اس وقت تم چلی جاؤ اور وضع حمل کے بعد میرے پاس آنا تاکہ میں تمہیں پاک کردوں۔

جب وہ خاتون امیر المومنینؑ کی بارگاہ سے لوٹی اور حضرتؑ سے کچھ دور ہو گئی تو حضرت نے فرمایا: پروردگار! یہ اس عورت کی جانب سے پہلا اقرار ہو گیا۔

چند روز گزر جانے کے بعد جب اس عورت نے وضع حمل سے فراغت حاصل کرلی تو پھر امامؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور کہا کہ مولا! میں نے وضع حمل سے فراغت حاصل کرلی ہے۔ اب آپ مجھے پاک فرما دیجیے۔ حضرت نے ازسر نو پورا قصہ دہرایا اور پوچھا کہ کس شے سے تمہیں پاک کروں؟

اس نے کہا کہ یا امیر المومنینؑ! میں زنا کی مرتکب ہوئی ہوں، آپ

مجھے اس گناہ سے پاک کر دیں۔

حضرتؑ نے پوچھا: تم اس وقت شادی شدہ تھیں؟

اس نے کہا کہ ہاں میں شادی شدہ تھی۔

حضرتؑ نے پوچھا: جس وقت تم نے زنا کیا، اس وقت تمہارا شوہر حالتِ سفر میں تھا یا حالتِ حضر میں؟

اس نے کہا کہ میرا شوہر کسی سفر پر نہیں گیا ہوا تھا بلکہ حالتِ حضر میں تھا۔

حضرتؑ نے فرمایا: تم اس وقت چلی جاؤ اور جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے، دو برس تک اپنے بچے کو دودھ پلاؤ۔ چنانچہ وہ عورت چلی گئی۔ اور جب وہ حضرت سے کچھ دور ہو گئی تو آپ نے فرمایا:

"پروردگار! اس عورت کی زبان سے دوسرا اقرار ہو گیا۔"

جب دو برس گزر گئے تو وہ عورت پھر امیر المومنینؑ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ یا امیر المومنینؑ! میں نے دو سال تک بچے کو دودھ پلا دیا ہے۔ اب آپ مجھے پاک کر دیجیے!

حضرت نے دریافت فرمایا: جس وقت تم اس جرم کی مرتکب ہوئی تھیں، کیا اس وقت تم شادی شدہ تھیں؟

اس نے کہا: ہاں میں شادی شدہ تھی۔

حضرت نے پوچھا: جس وقت تم نے اس جرم کا ارتکاب کیا تھا اس وقت تمہارا شوہر حالتِ سفر میں تھا یا حالتِ حضر میں؟

اس نے کہا: اس وقت میرا شوہر حالتِ حضر میں تھا۔

حضرتؑ نے فرمایا: تم اس وقت لوٹ جاؤ اور اس بچے کی پرورش کرو یہاں تک کہ وہ باشعور ہو جائے اور تمام ممکنہ حوادث سے اس کی حفاظت کرو۔ اس پر وہ عورت واپس چلی تو گئی مگر وہ روتی ہوئی واپس جارہی تھی۔ جب وہ حضرت سے کچھ دور چلی گئی تو آپ نے فرمایا: اے پروردگار! اپنے جرم کے بارے میں اس عورت کا یہ تیسرا اقرار ہو گیا۔

جب وہ عورت روتی ہوئی واپس جارہی تھی تو عمرو بن حریث مخزومی سے اس کی ملاقات ہو گئی۔ حریث نے اس سے پوچھا کہ تم کیوں رو رہی ہو؟ میں نے تو تمہیں دیکھا تھا کہ تم امیرالمومنین کے پاس اس لیے گئی تھیں کہ وہ تمہیں پاک کر دیں۔ عورت نے جواب دیا کہ ہاں، میں تو امیرالمومنینؑ کی خدمت میں گئی تھی کہ وہ مجھے پاک کر دیں۔ لیکن حضرت نے فرمایا ہے کہ تم اس وقت واپس چلی جاؤ اور بچے کی تربیت کرو۔ یہاں تک کہ وہ باشعور ہو جائے اور اس کی حفاظت کرو کہ وہ کسی ممکنہ حادثے کا شکار نہ ہونے پائے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میری زندگی کا آخری لمحہ نہ آن پہنچے اور امیرالمومنینؑ مجھے پاک نہ کر سکیں۔

عمرو بن حریث نے کہا کہ میں اس بچے کی پرورش اور حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں۔ تم امیرالمومنینؑ کے پاس واپس جاؤ تاکہ وہ تمہیں پاک کر دیں۔

وہ عورت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں آئی اور پورا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ عمرو بن حریث کہتا ہے کہ وہ میرے بچے کی پرورش اور حفاظت کا ذمہ لیتا ہے۔ حضرت نے اس طرح جیسے انہیں پہلے سے صورت حال کا کوئی علم نہ ہو دریافت فرمایا یہ کیا معاملہ ہے کہ عمرو بن حریث تیرے بچے کی پرورش اور حفاظت کرنے کو تیار ہے؟ اس عورت نے کہا کہ یا امیرالمومنینؑ امیں

نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، آپ مجھے اس گناہ سے پاک فرما دیجیے۔

حضرتؑ نے پوچھا جس وقت تم اس فعل کی مرتکب ہوئی تھیں، کیا اس وقت تم شادی شدہ تھیں؟

اس نے کہا: ہاں میں شادی شدہ تھی!

حضرتؑ نے پوچھا: جس وقت تم اس فعل کی مرتکب ہوئیں اس وقت تمہارا شوہر حالتِ سفر میں تھا یا حالتِ حضر میں؟

اس عورت نے کہا: میرا شوہر حالتِ حضر میں تھا۔

حضرتؑ نے آسمان کی جانب رخ کر کے فرمایا: پروردگارا تیرے اس عورت کی اپنے خلاف چار شہادتیں مکمل ہوگئیں۔ تو نے اپنے پیغمبرؐ کو جو تعلیماتِ دین تعلیم فرمائی ہیں، ان میں کہا ہے کہ اے محمدؐ! جو شخص میری مقرر کردہ کسی حد کو بھی جاری کرنے میں تاخیر کرتا ہے وہ میرے ساتھ دشمنی کرتا ہے اور میرے غضب کو دعوت دیتا ہے۔

پھر فرمایا: "پروردگارا بے شک میں تیرا مطیع اور تیرے پیغمبرؐ کی سنت کا تابع ہوں"۔

جب امیرالمومنینؑ یہ کلمات ادا فرما رہے تھے تو عمرو بن حریث نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنینؑ! میں یہ سمجھ رہا تھا کہ اس عورت کے بچے کی ذمہ داری قبول کر لینے پر آپ مجھ سے خوش ہوں گے۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ میرا یہ فعل آپ کو ناگوار گزرا ہے۔ اس لیے اب میں اس بچے کی ذمہ داری ہرگز قبول نہیں کروں گا۔

اس پر آپ نے فرمایا: چار شہادتیں پوری ہو جانے کے بعد

اب کوئی فائدہ نہیں۔ اب تمہیں اس عورت کے بچے کی پرورش اور حفاظت کی ذمہ داری قبول کرنی ہوگی۔

اس کے بعد آپ منبر پر تشریف لے گئے اور قنبر سے کہا کہ لوگوں کو نماز کے لیے بلاؤ۔ جب لوگ مسجد میں جمع ہو گئے تو آپ نے خداوند عالم کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

اے لوگو! انشاء اللہ کل تمہارا امام اس عورت کو ساتھ لے کر شہر سے باہر نکلے گا۔ تاکہ اس پر شرعی حد جاری کرے۔ پس میں تمہارے لیے بھی یہ امر لازم قرار دیتا ہوں کہ تم لوگ بھی غیض و غضب کی حالت میں ہاتھوں میں پتھر لیے ہوئے اس طرح شہر سے باہر نکلو کہ کوئی ایک دوسرے سے کلام نہ کرے۔ یہاں تک کہ تم اپنے گھروں کو لوٹ آؤ۔

پھر آپ منبر سے اتر آئے۔ اگلے روز امیرالمومنینؑ اس عورت کے ہمراہ شہر سے نکلے اور لوگوں کی ایک جماعت بھی غیض و غضب کے عالم میں اپنے ہاتھوں میں پتھر اٹھائے ہوئے مقررہ جگہ پر آ گئی۔

حضرتؑ کے حکم پر لوگوں نے ایک گڑھا کھودا اور اس میں اس کو سینے تک گاڑ دیا۔ پھر آپ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اپنے پاؤں گھوڑے کی رکاب میں زور سے ٹکائے اور پھر اپنے کانوں میں شہادت کی انگلیاں ڈال کر بلند آواز میں فرمایا:

اے لوگو! بے شک خداوند عالم نے اپنے پیغمبرؐ سے عہد لیا اور پھر پیغمبر اکرمؐ نے مجھ سے عہد لیا کہ جس شخص پر کسی حد کا

اجرار واجب ہو وہ کسی دوسرے پر حد جاری کرنیکے عمل میں حصہ نہیں لے سکتا۔ پس ہر وہ شخص جس پر اس عورت کی مانند کسی حد کا اجرار واجب ہے وہ اس حد کے اجرا میں حصہ نہیں لے سکتا۔

آپ کے اس اعلان کو سن کر تمام لوگ منتشر ہو گئے اور سوائے امیرالمومنینؑ اور حسنینؑ کے کوئی وہاں موجود نہ رہا۔ پس صرف امیرالمومنینؑ اور ان کے دونوں نورچشموں نے اس عورت پر حد جاری کی اور اس وقت ان حضرات کے علاوہ کوئی اور فرد ان کے ساتھ نہ تھا۔ اس سے پہلے سنگساری کے باب میں بیان کی جانے والی اکثر شرائط اسی روایت سے اخذ کی گئی ہیں۔

ایک شادی شدہ زانی کا سنگسار

فروع کافی کتاب حدود میں بسند امیرالمومنینؑ، محمد بن خالد سے روایت ہے کہ کوفہ کا ایک مرد امیرالمومنین علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا امیرالمومنینؑ! میں زنا کے جرم کا مرتکب ہوا ہوں، آپ مجھے پاک کر دیں۔

حضرتؑ نے اس سے دریافت فرمایا: تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟

وہ کہنے لگا کہ میں مزینہ قبیلہ سے تعلق رکھتا ہوں۔

حضرتؑ نے پوچھا: کیا تم قرآن پڑھ سکتے ہو؟

اس نے کہا: جی ہاں! پڑھ سکتا ہوں۔

حضرتؑ نے فرمایا: قرآن میں سے کچھ پڑھو۔

اس نے قرآن کی چند آیات پڑھیں تو حضرتؑ نے اس کی تعریف کی اور دریافت فرمایا:

کیا تم مخبوط الحواس یا دیوانے ہو؟

اس نے کہا: نہیں!

حضرتؑ نے فرمایا: تم اس وقت چلے جاؤ۔ میں تمہارے بارے میں مزید تحقیق کروں گا۔

وہ شخص چلا گیا اور پھر لوٹ کر آیا اور کہا کہ یا امیر المومنینؑ! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ مجھے پاک کر دیں۔

حضرتؑ نے پوچھا: جس وقت تم نے زنا کیا تھا، کیا تم اس وقت شادی شدہ تھے؟

اس نے کہا کہ ہاں! اس وقت میں شادی شدہ تھا۔

حضرتؑ نے دریافت فرمایا: جب تم نے زنا کیا، اس وقت تمہاری بیوی تمہاری دسترس میں تھی؟

اس نے کہا کہ ہاں!

حضرتؑ نے فرمایا: اچھا تم اس وقت چلے جاؤ۔ میں تمہارے بارے میں مزید تحقیق کروں گا۔

اس کے بعد امامؑ نے ایک آدمی کو اس کے قبیلے میں بھیجا تاکہ وہ وہ یہ تحقیق کرے کہ کیا وہ شخص عاقل اور باشعور ہے؟ وہ شخص گیا اور اس کے قبیلے سے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ایک

عقلمند اور باشعور انسان ہے۔ ادھر وہ شخص تیسری مرتبہ پھر حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پہلے کی طرح اپنے جرم کا اقرار کیا۔

حضرتؑ نے فرمایا: فی الحال تم واپس لوٹ جاؤ۔ یہاں تک کہ تمہارے بارے میں تحقیقات مکمل ہو جائے۔ چنانچہ وہ شخص واپس لوٹ گیا۔ پھر جب وہ شخص چوتھی مرتبہ آیا اور اس نے اپنے جرم کا اقرار و اعتراف کیا تو امامؑ نے قنبر کو حکم دیا:

> اس آدمی کو حراست میں لے لو۔ پھر غضب آور لہجے میں فرمایا یہ چیز کس قدر قابل نفرت اور قبیح ہے کہ تم میں سے ایک فرد ایسے فحش اور شرمناک جرم کا مرتکب ہو اور پھر خود ہی اسے بیان کرکے اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے ذلیل و رسوا کرتا پھرے۔ وہ شخص اپنے گھر میں بیٹھ کر خدا سے توبہ کیوں نہیں کرتا۔ پھر فرمایا:
>
> خدا کی قسم! اگر ایک گناہگار شخص اپنے پروردگار کی بارگاہ میں توبہ کرے تو اس کا یہ توبہ کرنا اس سے کہیں زیادہ افضل ہے کہ میں اس پہ حد جاری کروں!

اس کے بعد آپ نے لوگوں سے کہا کہ وہ سب شہر سے باہر بیابان میں جمع ہو جائیں تاکہ اس مرد پہ حد جاری کی جائے۔ جب سب لوگ معینہ مقام پر جمع ہو گئے تو اس شخص نے کہا کہ یا امیرالمومنینؑ! مجھے اتنی مہلت دیں کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ امامؑ نے اجازت دیدی۔ اس کی نماز تمام ہونے کے بعد اسے زمین میں گاڑ دیا گیا اور پھر حضرت نے فرمایا:

اے گروہ مسلمین! یہ خدا تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد ہے اور یہ اللہ کے حقوق میں سے ایک حق ہے۔ پس جو شخص اللہ کے حقوق میں سے کوئی حق اپنی گردن پر رکھتا ہو وہ شخص جس کی گردن پر کوئی حد واجب ہے۔ وہ بھی حد جاری کرنے میں شرکت نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر تمام لوگ منتشر ہو گئے اور سوائے امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور امیرالمومنینؑ کے اور کوئی وہاں باقی نہ رہا۔

چنانچہ پہلے امیرالمومنینؑ نے تین مرتبہ سنگباری کی اور ہر مرتبہ تکبیر کہی۔ اس کے بعد اسی طرح سے امام حسنؑ نے اور پھر امام حسینؑ نے اسے سنگسار کیا اور مجرم کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ امیرالمومنینؑ نے اسے گڑھے سے باہر نکالا اور اس پر نماز میت پڑھ کر اسے دفن کر دیا۔ آپ سے سوال کیا کیا گیا کہ آپ نے اسے غسل کیوں نہیں دیا؟

آپ نے فرمایا: اس نے ایک ایسی چیز سے غسل کر لیا ہے جو اسے روزِ قیامت تک پاک رکھے گی۔ پھر فرمایا: اس نے یقیناً ایک عظیم مصیبت پر صبر کیا ہے۔

فضیلت توبہ

قانون ۲۶

اس مذکور روایت اور صالح بن میثم کی روایت سے حد جاری کرنے

اور زنا کار کو سنگسار کرنے کی بعض شرائط کا علم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اس روایت سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ اگر مجرم تاریک شب میں اپنی پیشانی کو خاک پر رکھ کر خلوت میں خلوص دل سے توبہ کرے اور اپنے پروردگار سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرے اور آئندہ اس گناہ کا اعادہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے تو خداوند عالم اس کی توبہ قبول فرمائے گا (انشاءاللہ) کیونکہ اس بارے میں اس کے علاوہ روایات بڑی کثرت سے وارد ہوئی ہیں۔

زنا کی تیسری سزا

قانون ۲۷

زنا کی حدود اور سزاؤں میں سے ایک سزا اور حد سو کوڑے لگانا ہے۔ شریعتِ مقدسِ اسلام نے یہ سزا چند مخصوص گروہوں کے لیے مخصوص کی ہے۔ وہ گروہ مندرجہ ذیل ہیں:

اوّل: ہر غیر شادی شدہ اور آزاد مرد اور عورت اگر زنا کرے تو اسے سو کوڑے مارے جائیں گے۔ چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں سماعہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

> اگر ایک آزاد مرد اور آزاد عورت زنا کریں تو ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارے جائیں گے لیکن اگر ایک شادی شدہ عورت یا شادی شدہ مرد زنا کریں تو ان کی سزا سنگسار کرنا ہے۔

دوئم : وہ مرد جو کسی کم سن لڑکی یا پاگل عورت سے زنا کرے تو اسے بھی سو کوڑے مارے جائیں گے ۔ چنانچہ فروع کافی کتاب حدود میں آبان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ع نے فرمایا :

اگر کوئی نابالغ لڑکا بالغہ اور عاقلہ عورت سے زنا کرے تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی لیکن اگر کوئی بالغ مرد کسی کمسن لڑکی سے زنا کرے تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔

سوئم : اگر کوئی شادی شدہ عورت اپنی مرضی سے کسی نابالغ لڑکے سے زنا کروائے تو اس صورت میں اس عورت کو سو کوڑے مارے جائیں گے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب حدود میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ع نے فرمایا:

اگر کسی دس سالہ نا سمجھ لڑکے سے کوئی بالغ عورت زنا کروائے تو اس لڑکے پر حد جاری نہیں ہو گی بلکہ اسے صرف تادیب کی جائے گی اور اس عورت پر حد جاری ہو گی اور اسے سو کوڑے مارے جائیں گے۔

امام ع سے سوال کیا گیا کہ اگر وہ عورت شادی شدہ ہو ؟

امام ع نے فرمایا : اگر عورت شادی شدہ بھی ہو تب بھی اسے سنگسار نہیں کیا جائے گا کیونکہ جس نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے وہ نابالغ اور ناسمجھ ہے۔ لیکن اگر وہ سمجھدار ہے اور عورت بھی شادی شدہ ہے تو اس صورت میں عورت کو سنگسار کیا جائے گا۔

چہارم: ایک بالغہ، عاقلہ اور آزاد عورت جس کا نکاح ہو چکا ہو اور ابھی تک اس نے اپنے شوہر سے مباشرت نہ کی ہو، اگر وہ زنا کی مرتکب ہو تو اسے شہر سے باہر لے جایا جائے گا اور نہ ہی اس کے بال تراشے جائیں گے بلکہ اسے سزا کے طور پر سو کوڑے لگائے جائیں گے۔ اس کی دلیل اجماع اور شہرت ہے لیکن اس قسم کے مرد کا مسئلہ اس سے مختلف ہے۔ اس کی سزا کا بیان بعد میں آئے گا۔

زنا کی چوتھی سزا

قانون ۲۸

ایک آزاد اور شادی شدہ مرد جس نے اپنی زوجہ سے مباشرت نہ کی ہو، اگر کسی اجنبی عورت سے زنا کرے تو اسے سو کوڑے مارے جائیں گے، اس کا سر مونڈ دیا جائے گا اور اسے ایک سال کے لیے شہر بدر کر دیا جائے گا۔

چنانچہ فروع کافی کتاب حدود میں زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

ایک غیر شادی شدہ شخص جس نے اپنی زوجہ سے مباشرت نہ کی ہو، اگر وہ زنا کرے تو اسے کوڑے لگا کر شہر بدر کر دیا جائے گا۔

جواہر الکلام، کتاب حدود میں ہے کہ علی ابن جعفرؑ نے اپنے بھائی (امام موسیٰ الکاظمؑ) سے پوچھا کہ ایک شادی شدہ مرد جس نے اپنی زوجہ سے مباشرت نہ کی ہو اگر وہ کسی عورت سے زنا کرے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

حضرت نے جواب میں فرمایا: اسے سو کوڑے لگائے جائیں گے اور اس کے بال مونڈ دیے جائیں گے۔ پھر اس کے اہل و عیال سے اسے دور رکھنے کے لیے اسے ایک سال کے لیے شہر بدر کر دیا جائے گا۔

زنا کی پانچویں سزا

قانون ۲۹

زنا کی حدود اور سزاؤں میں سے پانچویں سزا پچاس کوڑے ہے۔ یہ سزا زناکار غلاموں اور لونڈیوں کے لیے ہے۔ اس حکم کے اجرا میں غلام یا کنیز، بوڑھا غلام یا جوان غلام، مسلمان غلام یا کافر غلام، شادی شدہ غلام یا غیر شادی شدہ غلام میں کوئی فرق نہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی سزا پچاس کوڑے ہے۔

چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں برید العجلی سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ اگر ایک کنیز زنا کی مرتکب ہو تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

امام نے فرمایا: وہ کنیز خواہ شادی شدہ ہو اس کو نصف حد یعنی پچاس کوڑے مارے جائیں گے۔

وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں محمد بن قیس نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

امیرالمومنینؑ نے ایک زناکار غلام کو صرف پچاس کوڑے لگانے کا حکم صادر فرمایا اور کہا کہ وہ غلام خواہ مسلمان ہو، کافر ہو یا نصرانی ہو اسے پچاس کوڑے لگائے جائیں گے اور اسے سنگسار یا شہر بدر نہیں کیا جائے گا۔

زنا کی چھٹی سزا

قانون نمبر ۳۰

زنا کی سزاؤں اور حدود میں سے چھٹی سزا وحد مُبَعَّض کے لیے ہے۔ مبعض اس غلام کو کہتے ہیں جو نیم آزاد اور نیم غلام ہو۔

قانون نمبر ۳۱

جب کوئی مُبَعَّض غلام زنا کا مرتکب ہو گا تو اس کی سزا اس کی آزادی اور غلامی کی مناسبت سے ہو گی۔ مثلاً اگر وہ آدھا آزاد اور آدھا غلام ہے تو اس کی سزا آزادی کی مناسبت سے پچاس کوڑے اور غلامی کی مناسبت سے مزید ۲۵ کوڑے یعنی مجموعاً پچھتر کوڑے ہو گی۔ اسی طریق پر آزادی اور غلامی کی مناسبت سے اس کی سزا کا تعین کیا جائے گا۔ یہی چیز روایت میں بیان کی گئی ہے۔

زنا کی ساتویں سزا

قانون ۳۲

زنا کی حدود میں سے ساتویں حد "ضغث" ہے۔ اس میں کوڑوں اور نازک چھڑیوں کو اکٹھا کر کے ایک ہی مرتبہ ملا کر زنا کار کو مارتے ہیں۔ یہ سزا ایسے بیمار زنا کاروں کے لیے جو کوڑوں کی سزا برداشت نہیں کر سکتے۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب حدود میں سماعہ نے امام جعفر صادقؑ سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے آبا کرام سے اور ان سب نے رسول اکرمؐ سے روایت کی ہے کہ ایک زنا کار مرد کو رسول اکرمؐ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس کا پیٹ بیماری کی وجہ سے بڑھ گیا تھا۔ رسول اکرمؐ نے کھجور کی ایک ایسی چھڑی منگوائی جس کی سو نازک شاخیں تھیں۔ پھر آنحضرتؐ نے اس مرد کو اس چھڑی سے ایک مرتبہ ضرب لگائی۔

فروع کافی، کتاب حدود باب "اخبار مریض" میں رسول اکرمؐ سے روایت کی گئی ہے کہ ایک مریض نے، ایک مریضہ سے زنا کیا۔ آنحضرتؐ نے کوڑوں کو ملا کر ان دونوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک مرتبہ مارا اور پھر دونوں کو رہا کر دیا۔

قانون ۳۳

اگر مریض پر اجرائے حد میں تاخیر کرنے میں مصلحت ہو تو حاکم شرع کے لیے جائز ہے کہ وہ اجرائے حد میں تاخیر کرے تاکہ مریض صحتمند ہو جائے اور پھر اس پر پوری حد جاری کی جائے۔ چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں امیرالمومنین علیؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

مریض پر حد جاری کرنے میں اتنی تاخیر کرو کہ وہ صحتیاب ہو جائے۔

قانون ۳۴

مریض پر وقفوں کے ساتھ حد جاری کرنا جائز نہیں ہے۔ مثلاً ہر روز ایک کوڑا مارا جائے۔ بلکہ اگر اس کے فوت ہو جانے کا احتمال ہو تو جیسا روایت میں مذکور ہے اس صورت میں کوڑوں کو جمع کر کے ایک ہی مرتبہ اسے مارا جائے۔

قانون ۳۵

اگر نازک چھڑیوں کی مدد سے ایک مرتبہ مار کر کسی مریض پر حد جاری کی جا چکی ہو تو جب وہ مریض صحت یاب ہو جائے گا تو یہ لازم نہیں ہے کہ اس پر دوبارہ حد جاری کی جائے۔

زنا کی آٹھویں سزا

قانون ۳۶

زنا کی سزاؤں میں سے آٹھویں سزا سخت ترین اور زیادہ تکلیف دہ ہے۔ یہ سزا ان لوگوں کے لیے جو رمضان المبارک، عرفہ، جمعہ اور عید الفطر کے محترم ایام یا زیارات مقدسہ میں اس فعل قبیح کے مرتکب ہوں۔ ایسے زناکار کو اس کی معین سزا کے علاوہ تادیب کے عنوان سے مزید سزا بھی دی جائے گی۔ اس اضافی تادیب اور سزا کا تعین حاکم شرع کرے گا۔ روایت میں بھی ایسا ہی بیان کیا گیا ہے۔

چھ زانی مردوں کی مختلف سزائیں

شریعت مقدس اسلام میں زنا جیسے قبیح فعل کی اس کی مختلف اقسام کے اعتبار سے مختلف سزائیں معین کی گئی ہیں۔

چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں تفسیر علی ابن ابراہیم سے یہ روایت نقل ہوئی ہے کہ چھ زناکار افراد کو خلیفہ عمر کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے ان سب پر ایک ہی طرح کی حد جاری کرنے کا حکم دیدیا۔ امیرالمومنین علیؑ بھی اس محفل میں موجود تھے۔ آپ نے خلیفہ عمر سے فرمایا کہ ان چھ افراد کے لیے شریعت وہ حکم نہیں دیتی جو تم نے جاری کیا ہے۔

خلیفہ عمر نے کہا: یا علیؑ! اگر فیصلہ کرنے میں مجھ سے غلطی ہوئی ہے

تو آپ اس مقدمے کا فیصلہ صادر فرمائیں۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا: ان میں سے پہلے شخص کو تلوار سے قتل کر دیا جائے، دوسرے کو سنگسار کر دیا جائے، تیسرے کو سو کوڑے لگائے جائیں۔ چوتھے کو پچاس کوڑے لگائے جائیں، پانچویں کو صرف تادیب و تعزیر کی جائے اور جب چھٹے مجرم کو آپکے سامنے لایا گیا تو آپ نے اس پہ کوئی حد جاری نہیں کی بلکہ اسے آزاد کر دیا۔

خلیفہ عمر اس فیصلے سے بہت حیران ہوئے اور امیر المومنینؑ سے کہنے لگے: یا علیؑ! یہ سب ایک ہی جرم کے مرتکب ہوئے تھے۔ پھر آپ نے ہر ایک کے لیے یہ علیحدہ علیحدہ اور مختلف سزائیں کس طرح معین کی ہیں؟

آپ نے فرمایا: ان کی سزاؤں میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ پہلا شخص کافر ذمی تھا اور ذمیت کے دائرے سے نکل جانے کے بعد اس کی سزا تلوار سے قتل کرنا تھی۔ دوسرے آدمی نے شادی شدہ ہوتے ہوئے زنا کیا تھا، اس لیے اس کی سزا اسے سنگسار کرنا تھی۔ تیسرا آدمی چونکہ غیر شادی شدہ تھا، اس لیے اس کی سزا سو کوڑے تھی۔ چوتھا آدمی غلام تھا اس لیے اس کی سزا پچاس کوڑے تھی۔ پانچواں آدمی سہواً اس جرم میں مبتلا ہو گیا تھا اس لیے اس کی سزا صرف تادیب و تعزیر کرنا تھی۔ چھٹے آدمی نے دیوانگی کی حالت میں زنا کیا تھا، چونکہ دیوانگی کی وجہ سے اس پہ احکامات کا نفاذ نہیں ہوتا اس

لیے میں نے اسے معاف کر دیا اور اس پر حد جاری نہیں کی۔

وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں کلینی اور شیخ الطائفہ کی اصبغ بن نباتہ سے روایت کے مطابق مذکورہ بالا مقدمہ میں مجرموں کی تعداد چھ کی بجائے پانچ تھی۔

قانون ۳۷

اگر کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو اور کسی غیر مرد کو اپنی زوجہ کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھے تو اگر وہ اپنے آپ کو فتنہ و فساد اور نقصان سے محفوظ رکھ سکتا ہو تو خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے وہ اس شخص کو قتل کر سکتا ہے اور اگر اسے یہ یقین حاصل ہو جائے کہ خود اس کی بیوی بھی اس فعل پہ راضی تھی اور اس نے اپنے طرز عمل سے اس مرد کو روکنے کی کوشش نہیں کی تو اس صورت میں وہ اپنی بیوی کو بھی قتل کر سکتا ہے۔ اگر اس مقتول مرد کے وارث یہ دعویٰ کریں کہ اس نے بغیر کسی وجہ کے قتل کیا ہے تو شرعی قوانین کے مطابق اسے قتل کی وجوہات کو ثابت کرنا ہو گا اور اگر وہ ثابت نہ کر سکا تو مقتول کے ورثا اس سے قصاص لے سکتے ہیں۔

وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں محمد بن مکی الشہید سے نقل کیا گیا ہے کہ انھوں نے کتاب دروس میں ایک روایت بیان کی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کسی سے زنا کرواتے ہوئے دیکھے تو اس کے لیے ان دونوں کو قتل کر دینا مباح ہے۔ صاحب جواہر الکلام نے کتاب حدود میں ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے ایک دوسرے شخص کو قتل کرنے کے

بعد یہ دعویٰ کیا کہ اس نے مقتول کو اپنی بیوی کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس شخص کے بارے میں امیرالمومنین علیؑ نے فرمایا:

اس شخص کو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی گواہ پیش کرنا چاہیے۔ ورنہ اس سے قصاص لیا جائے گا۔

قانون ۳۸

اگر کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو اور کسی نامحرم شخص کو اپنی زوجہ کے ساتھ تنہائی میں دیکھے اور قرائن سے یہ اندازہ ہو کہ وہ کسی غیر مشروع ارادے سے وہاں آیا ہے تو اس شخص کے لیے جائز ہے کہ جس طرح سے بھی ممکن ہو وہ اس کو اپنے گھر سے نکال دے اور اگر اس کا گھر سے نکالنا سوائے قتل کے کسی صورت میں بھی ممکن نہ ہو تو اسے قتل کردے۔ کیونکہ اس کا خون مباح ہے اور اس فعل پر خداوند عالم کی بارگاہ میں کوئی گرفت نہیں ہے۔ لیکن اگر مقتول کے ورثاء یہ دعویٰ کریں کہ اس کو بلاوجہ قتل کردیا گیا ہے تو اس کو شرعی قوانین کے مطابق اپنے اس فعل کا جواز ثابت کرنا ہوگا اور اگر وہ ثابت نہ کرسکا تو اس کو قصاص دینا پڑے گا۔

چنانچہ جواہرالکلام، کتاب حدود میں فتح بن یزید الجرجانی سے روایت ہے کہ اس نے امام ابوالحسن علی نقیؑ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کے گھر میں اس نیت سے داخل ہو کہ چوری کرے یا کوئی غیر مشروع فعل انجام دے تو اس صورت میں اگر صاحبِ خانہ اس کو قتل کردے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

حضرتؑ نے فرمایا:
جو شخص کسی کے گھر میں غلط ارادے سے داخل ہو تو اس کا خون صاحبِ خانہ پر مباح ہے اور صاحبِ خانہ سے اس مسئلے پر کوئی سوال نہیں کیا جائے گا۔

پانچواں باب

لواطت کی سزا اور حُدود

اس باب میں حاکم شرع کے سامنے لواطت کے ثبوت اور اس کی سزاؤں کے سلسلے میں ۲۲ قوانین بیان کیے گئے ہیں۔

لواطت: لواطت سے مراد ایک مرد کا دوسرے مرد کے ساتھ مباشرت کرنا ہے۔

لواطت کے عیوب: یہ قوم لوط کے بدترین اعمال میں سے ہے۔ انسانی معاشرے کو اس کے ذریعے پہنچنے والا نقصان اور اس کی خرابیاں زنا سے بھی زیادہ ہیں۔ یہی سبب ہے کہ شریعت مقدس اسلام میں اس کے لیے زنا سے بھی زیادہ سخت سزا رکھی گئی ہے۔ ایک روایت میں امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

> مقعد کی حرمت، فرج کی حرمت سے بھی زیادہ ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے حرمتِ مقعد کی خاطر سے ایک قوم کو ہلاک کر دیا

لیکن حرمت فرج کی وجہ سے کسی ایک فرد کو ہلاک نہیں کیا۔

قانون ۱

لواطت کی سزا اور حد جاری کرنے کے لیے مندرجہ ذیل تین شرائط ہیں:

اوّل: مجرمان بالغ ہوں۔ کیونکہ نابالغ پر حد جاری نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ اسے صرف تادیب و تعزیر کی جائے گی۔

دوئم: مجرمان عاقل ہوں کیونکہ دیوانے پر حد جاری نہیں کی جاسکتی۔ لیکن بعض مجتہدین کا قول ہے کہ دیوانے کو بھی تادیب و تعزیر کی جائے گی۔ لیکن اگر دونوں میں سے ایک بالغ و عاقل ہو تو صرف بالغ و عاقل پر حد جاری کی جائے گی اور بچے یا دیوانے کو صرف تادیب و تعزیر کی جائے گی۔

سوئم: مجرمان صاحب اختیار ہوں۔ پس اگر کسی پر اس فعل کے لیے جبر کیا گیا ہو تو اس پہ حد جاری نہیں ہوگی۔

لواطت ثابت ہونے کے طریقے

قانون ۲

اگر مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ کسی شخص کا جرم حاکم کے سامنے ثابت ہو جائے تو وہ شخص لواطت کی سزا کا مستحق ہوگا۔

قانون ۳

زنا کی مانند لواطت کا فعل بھی حاکم کے سامنے دو طرح سے ثابت ہوتا ہے۔

اوّل: لواطت کرنے والا خود حاکم شرع کے سامنے خواہ ایک ہی نشست میں چار مرتبہ اپنے فعل کا اقرار و اعتراف کرے۔

دوئم: چار عاقل، عادل اور مختار مرد گواہ جنہوں نے اپنی آنکھوں سے لواطت کے عمل کو وقوع پذیر ہوتے دیکھا ہو، وہ سب حاکم شرع کے سامنے ایک ہی وقت میں گواہی دیں۔ زنا کے گواہوں کے احکامات کے ذیل میں گواہوں کی شرائط مفصل بیان کی جا چکی ہیں۔

قانون ۴

اگر گواہوں میں شریعت کی مقرر کردہ شرائط نہ پائی جاتی ہوں تو تہمت کی حد جاری کرتے ہوئے انہیں اسّی کوڑے مارے جائیں گے اور جس پر تہمت لگائی گئی ہے اس پر کوئی جرم ثابت نہ ہو گا۔

قانون ۵

اگر ایک مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ لواطت کرے اور دخول بھی ثابت ہو جائے تو اس کی سزا قتل ہے اور اس مسئلے میں فقہاء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ امام یا حاکمِ شرع کو یہ اختیار حاصل

ہے کہ خواہ وہ اس کو تلوار سے قتل کرے یا آگ میں جلادے یا اسے کسی بلند پہاڑ سے نیچے گرا کر مار دے یا دیوار کو اس کے اوپر گرادے۔ اسی طرح حاکم کو بھی یہ اختیار حاصل ہے کہ فاعل و مفعول دونوں کو آگ میں جلادے یا سنگسار کردے یا ان میں سے ایک کو جلادے اور دوسرے کو سنگسار کردے یا تلوار سے قتل کردے۔

قانون ۶

قولِ مشہور کی بنا پر لواطت کی سزا اور حد کے مسئلے میں مجرم کے مسلمان یا کافر، آزاد یا غلام، فاعل یا مفعول اور شادی شدہ یا غیر شادی شدہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں ابوبکر حضرمی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

> ایک مرد اور ایک عورت کو امیرالمومنین علیؑ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اس عورت کے شوہر نے اس عورت کے پہلے شوہر کے لڑکے کے ساتھ لواطت کا فعل انجام دیا تھا۔ امیرالمومنینؑ نے اس مرد کو تلوار سے قتل کروادیا اور اس عورت کے لڑکے کو تادیب کی اور اس سے کہا کہ اگر تم بالغ ہوتے تو میں تمہیں بھی تلوار سے قتل کروادیتا۔ کیونکہ تم نے اپنی مرضی سے لواطت کا فعل کروایا ہے۔

ایک لواطی پر حد کا اجراء

فروع کافی کتاب حدود میں مالک بن عطیہ سے ایک روایت منقول ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

ایک شخص امیر المومنین علیؑ کی خدمت میں آیا اور لواطت کے جرم کا چار مرتبہ اقرار و اعتراف کیا۔ جب وہ چوتھی مرتبہ اپنے جرم کا اقرار کر چکا تو امیر المومنینؑ نے اس سے کہا: پیغمبر اکرمؐ نے لواطت کے جرم کی سزا تین طریقوں سے متعین فرمائی ہے۔ تم ان تینوں سزاؤں میں سے اپنے لیے کون سی سزا پسند کرتے ہو؟

اس نے کہا کہ یا امیر المومنینؑ! وہ تین سزائیں کون کون سی ہیں؟

آپ نے فرمایا: پہلی سزا یہ ہے کہ تمہاری گردن پر ایک مرتبہ تلوار کا وار کیا جائے اور جتنا بھی چاہے ایک وار سے کٹ جائے۔ دوسری سزا یہ ہے کہ تمہارے ہاتھ پاؤں باندھ کر تمہیں پہاڑ سے نیچے گرا دیا جائے اور تیسری سزا یہ ہے کہ تمہیں آگ میں جلا دیا جائے۔

اس نے پوچھا: ان تینوں میں سے کون سی سزا سب سے سخت ہے؟

آپ نے فرمایا: آگ میں جلایا جانا![1]

---

[1] فقہاء عامہ میں سے شافعی کے نزدیک لواطت کرنے والے کے بارے میں خواہ وہ فاعل ہو یا مفعول، دو قول ہیں۔ اول یہ کہ مجرم کو مار ڈالا جائے۔ مالک اور ←

اس نے کہا: یا امیرالمومنینؑ! میں نے آگ میں جل جانے کو پسند کیا۔
حضرتؑ نے حکم دیا کہ اس کو جلانے کے لیے آگ روشن کی جائے۔
تب اس شخص نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: اے پروردگار! تو جانتا ہے کہ میں نے گناہ کا ارتکاب کیا اور اب آخرت کے عذاب سے خائف ہوں۔ میں نے اپنے آپ کو تیرے نبیؐ کے وصی اور ابن عمؑ کے سامنے پیش کیا اور عرض کی کہ وہ مجھے اس گناہ سے پاک کر دیں۔ انہوں نے مجھے تین دنیاوی سزاؤں میں سے ایک سزا اختیار کرنے کا حق دیا اور میں نے ان میں سے سخت ترین سزا کو اختیار کیا ہے۔ اب میں تیری بارگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ اس سزا کو میرے گناہوں کا کفارہ قرار دے اور آخرت میں مجھے آتش جہنم سے محفوظ رکھ۔
یہ کہہ کر وہ روتا ہوا اٹھا اور اس گڑھے میں کود گیا جو اس کے لیے کھودا گیا تھا۔ حالانکہ وہ اس کے چاروں طرف آگ کے شعلے دیکھ رہا تھا۔ اس وقت خود امیرالمومنینؑ اور آپ کے اصحاب بھی رو رہے تھے۔ پس امیرالمومنینؑ نے حکم دیا:
اے شخص اٹھ! اور آگ سے باہر آجا کہ تیری اس حالت پر

احمد بن حنبل نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ لواطت کی سزا وہی ہے جو زنا کی سزا ہے۔ لیکن ابوحنیفہ کا قول ہے کہ لواطت کرنیوالا خواہ فاعل ہو یا مفعول اس پر حد جاری نہیں ہو گی بلکہ صرف تادیب و تعزیر کی جائے گی۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)۔

پر آسمان و زمین کے تمام ملائکہ گریہ کر رہے ہیں۔ خداوند عالم نے تیری توبہ قبول کر لی اور تجھے معاف کر دیا ہے۔ پھر کبھی اس فعلِ قبیح کا ارتکاب نہ کرنا۔

قانون ۷

اگر حاکم شرع کے سامنے گواہوں کی شہادت کے نتیجے میں لواطت کا جرم ثابت ہو جانے کے بعد مجرم توبہ کرے تو اس پر حد ساقط نہیں ہو گی لیکن اگر کوئی شخص حاکم شرع کے سامنے از خود جرم کا اقرار و اعتراف کرے اور پھر توبہ کرے تو حاکم شرع کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اسے معاف کر دے یا اس پر حد جاری کرے۔ جیسا کہ مالک بن عطیہ کی مندرجہ بالا روایت سے ظاہر ہے۔

قانون ۸

اگر ایک مرد دوسرے مرد سے لواطت کرتے وقت دخول نہ کرے بلکہ اپنی منی کو اس کے پیروں یا اس کی رانوں کے درمیان گرا دے تو اس صورت میں اگر وہ دونوں بالغ، عاقل اور مختار ہیں تو ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔ اگر ان میں سے ایک بالغ و عاقل ہے اور دوسرا بچہ ہے تو بالغ پر حد جاری ہو گی اور بچے کو تادیب و تعزیر کی جائے گی۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں سلیمان بن ہلال سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اگر کوئی مرد کسی دوسرے مرد سے لواطت کرے لیکن اس نے

دخول نہ کیا ہو تو اسے سو کوڑے مارو۔ لیکن اگر اس نے دخول کیا ہو تو اس کی گردن پہ ایک مرتبہ تلوار کا وار کرو۔ پھر تلوار جس قدر بھی کاٹ دے۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے پوچھا: اے فرزند رسولؐ! تلوار کا وار کرنا اسے قتل کرنے کے لیے ہے؟

امامؑ نے فرمایا: مقصد اسے قتل کرنا ہی ہے۔

بعض فقہاء نے کہا ہے کہ اگر لواطت کرنے والا شادی شدہ ہو تو اسے سنگسار کرنا چاہیے۔

قانون ۹

اگر کوئی کافر ذمی کسی مسلمان سے لواطت کرے تو خواہ اس نے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو، ہر صورت میں اسے قتل کر دینا چاہیے۔ اس حکم میں فقہاء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔

از روئے شہوت بوسہ لینے کی سزا

قانون ۱۰

اگر کوئی شخص شہوت کے تحت کسی لڑکے کا بوسہ لے تو یہ فعل حرام ہے اور حاکم شرع اسے مناسب تعداد میں کوڑے لگوائے گا۔ اس حکم میں فقہاء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔

روایت میں ہے کہ جب کوئی شخص شہوت سے کسی لڑکے کا بوسہ لیتا ہے تو آسمان و زمین اور رحمت و عذاب کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ پروردگار عالم لواط کے منہ میں آگ کی لگام دیتا ہے اور دوزخ کی آگ اس کے لیے تیار کی جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ توبہ کرے تو انشاء اللہ اس کی توبہ قبول ہو جائے گی۔

وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادق ؑ سے کہا کہ ایک شخص نے حالت احرام میں شہوت کی بنا پر ایک لڑکے کا بوسہ لیا ہے، اس بارے میں کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا: اسے سو کوڑے مارنے چاہئیں۔

اس روایت کی یہ توجیہہ پیش کی جا سکتی ہے کہ حالت احرام میں اس گناہ کی سنگینی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس کی تادیب و تعزیر میں بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔

دو برہنہ افراد کے ایک لحاف میں سونے کی سزا

قانون ۱۱۱

اگر دو برہنہ مرد یا دو برہنہ عورتیں ایک لحاف میں سوئیں تو پہلی اور دوسری مرتبہ حاکم شرع صرف انہیں تادیب و تعزیر کرے گا۔ لیکن تیسری مرتبہ انہیں سو کوڑے مارے جائیں گے اور چوتھی مرتبہ انہیں جان سے مار ڈالا جائے گا۔

چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں سلیمان بن ہلال سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں، ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک ہی لحاف میں سوتا ہے۔

حضرتؑ نے پوچھا: کیا وہ ایک دوسرے کے قرابتدار ہیں ؟

اس شخص نے کہا کہ نہیں! وہ آپس میں قرابت نہیں رکھتے۔

حضرتؑ نے فرمایا: کیا وہ ضرورت کے تحت اکٹھے سوتے ہیں؟

اس نے کہا کہ نہیں!

حضرتؑ نے فرمایا: تادیب وتعزیر کے طور پر ان میں سے ہر ایک کو تیس تیس کوڑے لگائے جائیں۔

نیز وسائل الشیعہ کتاب حدود میں ابوخدیجہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

دو عورتوں کے لیے اپنے مابین کسی رکاوٹ کے بغیر خواہ وہ ایک پیراہن ہی کیوں نہ ہو ایک لحاف میں سونا جائز نہیں ہے۔ اگر دو عورتیں ایسا عمل کریں تو پہلی مرتبہ انہیں منع کرنا چاہیے۔ اگر وہ دوبارہ ایسا ہی کریں تو تادیب کے طور پر انہیں کوڑے لگانے چاہئیں۔ اگر وہ تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی کریں تو ان پر سو کوڑوں کی حد جاری کرنی چاہیے اور اگر وہ چوتھی بار بھی ایسا ہی کریں تو انہیں قتل کر دینا چاہیے۔

مساحقہ کی سزا

توضیح : اگر دو عورتیں باہمی قربت سے لذت حاصل کریں تو فقہاء کی نظر میں اس عمل کو مساحقہ کہتے ہیں۔

قانون ۱۲

اگر دو بالغہ و عاقلہ عورتیں اپنی مرضی سے مساحقہ کریں تو پہلی مرتبہ ان میں سے ہر ایک کی سزا سو کوڑے ہے اور اگر ان میں سے صرف ایک بالغہ و عاقلہ ہو تو صرف اسی پر حد جاری ہوگی۔

قانون ۱۳

مساحقہ کی حد جاری کرنے میں عورت کے مسلمان یا کافرہ' آزاد یا کنیز اور شادی شدہ یا غیر شادی شدہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: مساحقہ کرنیوالی عورت کو کوڑے مارے جائیں گے۔

جواہر الکلام کتاب حدود، باب مساحقہ میں صاحب جواہر فرماتے ہیں کہ بعض کتابوں میں منقول ہے کہ امیر المومنین علیؑ نے فرمایا:

مساحقہ مثل لواطت کے ہے۔ یعنی جیسے مردوں میں لواطت ہے' ویسے ہی عورتوں میں مساحقہ ہے لیکن مساحقہ میں صرف سو کوڑے اس لیے لگائے جاتے ہیں کہ اس میں دخول نہیں ہے۔

چنانچہ اکثر علماء اس قول پر قائم ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ قول علماء میں مشہور اور موافق احتیاط ہے۔ تاہم بعض مجتہدین کا قول ہے کہ اگر مساحقہ کرنے والی عورتیں شادی شدہ ہوں تو انہیں سنگسار کرنا چاہیے۔

چنانچہ فروع کافی کتاب حدود میں محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ اس نے صادقین میں سے ایک سے سنا کہ کچھ لوگ امیرالمومنین علیؑ کی خدمت میں ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لیے جا رہے تھے کہ راستے میں ان کی ملاقات امام حسنؑ سے ہو گئی۔ انہوں نے آپ سے پوچھا کہ امیرالمومنینؑ کہاں ہیں؟

امام حسنؑ نے فرمایا: تمہیں کیا مسئلہ درپیش ہے؟

انہوں نے کہا کہ ہم ایک مسئلے کے بارے میں سوال کرنا چاہتے ہیں۔

آپ نے پوچھا تمہارا سوال کیا ہے؟

انہوں نے کہا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے مباشرت کی اور مباشرت کرنے کے فوراً بعد اس نے ایک لڑکی سے مساحقہ کیا اور نطفہ اس لڑکی کے رحم میں ڈال دیا۔ اسی وجہ سے وہ لڑکی حاملہ ہو گئی۔ اب آپ اس عورت کی سزا بیان فرمائیں۔

امام حسنؑ نے جواب میں فرمایا:

پہلے تو اس عورت سے اس لڑکی کا مہر لیا جائے۔ کیونکہ بچے کی پیدائش کے وقت اس لڑکی کی بکارت زائل ہو جائے گی۔ پھر اس عورت کو سنگسار کیا جائے۔ کیونکہ وہ شادی شدہ ہونے کے باوجود اس فعل کی مرتکب ہوئی ہے۔ پھر اس

لڑکی کے وضع حمل کا انتظار کیا جائے اور وضع حمل کے بعد کوڑوں کی معین حد اس پر جاری کر دی جائے۔

اس کے بعد وہ لوگ امام حسنؑ سے رخصت ہو کر امیرالمومنینؑ کی خدمت میں آئے اور اپنا مسئلہ اور امام حسنؑ کا جواب آپ کے سامنے پیش کیا۔

امیرالمومنینؑ نے فرمایا: اگر یہ مسئلہ مجھ سے پوچھا جاتا تو جو کچھ میرے بیٹے نے کہا ہے میں بھی اس کے علاوہ کچھ نہ کہتا۔

لیکن بہت سے فقہاء نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

قانون ۱۴

اگر کسی عورت پر کئی مرتبہ مساحقہ کی حد جاری کی جا چکی ہو تو روایت کے مطابق چوتھی مرتبہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔

مساحقہ کا ثبوت اور اس کی سزا

قانون ۱۵

حاکم شرع کے سامنے مساحقہ دو طرح سے ثابت ہوتا ہے۔

اوّل: ایک بالغہ و عاقلہ عورت اپنی مرضی سے حاکم شرع کے سامنے خود اپنے جرم کا اقرار و اعتراف کرے۔

دوئم: چار عاقل عادل اور مختار مرد حاکم شرع کے سامنے اس عورت کے اس فعل کی گواہی دیں۔ ان گواہوں کے لیے بھی وہی شرائط

ہیں جو لواطت کے گواہوں کے ذیل میں تفصیل سے ذکر ہو چکی ہیں۔

قانون ۱۶

اگر واضح گواہی کے نتیجے میں حاکم شرع کے نزدیک مساحقہ کا جرم ثابت ہو جائے اور بعد میں مجرم عورتیں توبہ کریں تو ان پر سے حد ساقط نہیں ہو گی۔ لیکن اگر حاکم شرع کے سامنے جرم ثابت ہونے سے پہلے توبہ کریں تو حد ساقط ہو جائے گی۔

قانون ۱۷

اگر مساحقہ کا فعلِ قبیح انجام دینے والی عورتیں اپنے جرم کا اقرار کرنے سے پہلے توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول ہو جائے گی اور ان پر سے حد ساقط ہو جائے گی۔ لیکن اگر وہ حاکم شرع کے سامنے اقرار کرنے کے بعد توبہ کریں تو پھر حاکم کو اختیار حاصل ہے کہ وہ چاہے تو معاف کرے اور چاہے تو حد جاری کرے۔ اس حکم کے دلائل بھی وہی ہیں جو لواط اور زنا کار کے حکم کے سلسلے میں ذکر کیے گئے ہیں۔

مردے سے زنا اور لواطت کرنے کی سزا

قانون ۱۸

مردہ انسان سے زنا اور لواطت کرنے کی سزا بھی وہی ہے جو کسی

زندہ انسان کے ساتھ یہ فعل انجام دینے کی سزا ہے، بلکہ مردہ کے ساتھ اس فعل بد کا ارتکاب کرنے کی سزا زیادہ سخت ہے۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب حدود میں شیخ قدس سرہ کی سند سے عبداللہ بن محمد جعفی سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے ایک عورت کی قبر کھود کر اس کا کفن چرایا اور پھر اس کے ساتھ زنا کیا۔

امامؑ نے فرمایا: چونکہ اس نے قبر کھود کر مردے کا کفن چرایا ہے اس لیے اس کا ہاتھ قطع کیا جائے گا۔ نیز اس پر زنا کی حد بھی جاری کی جائے گی اور اگر وہ محصن ہے تو پھر اسے سنگسار کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ محصن نہیں ہے تو اسے سو کوڑے لگائے جائیں گے۔

وسائل الشیعہ کے اسی باب میں شیخ قدس سرہ کی اسناد کے ساتھ ابن ابی بکیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ کے بعض اصحاب سے منقول ہے کہ مردہ عورت سے زنا کرنے والے شخص کے بارے میں امامؑ نے فرمایا:

مردہ عورت سے زنا کرنے کی سزا زندہ عورت سے زنا کرنے کی سزا سے زیادہ سخت ہے۔

قانون ۱۹

اگر کوئی شخص اپنی مردہ بیوی سے مباشرت کرے تو اگرچہ یہ ایک فعل حرام ہے لیکن اس پر زنا کی حد جاری نہیں ہوگی۔ کیونکہ انتقال کر جانے

کی وجہ سے عورت اس کی زوجیت سے خارج نہیں ہوتی اور اسی لیے شوہر اپنی بیوی کو غسل میت دے سکتا ہے۔

دلّالی کی سزا

دلّال: فقہاء کی اصطلاح میں دلال اس شخص کو کہا جاتا ہے جو بدکار مردوں کو زنا کے لیے عورتیں اور لواطت کے لیے مفعول مرد مہیا کرتا ہے۔ (اس عمل کو قواد کہتے ہیں)۔

شریعت مقدس اسلام میں یہ فعل حرام ہے اور اس کی مخصوص سزا رکھی گئی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص کسی مرد اور عورت کو زنا کی غرض سے جمع کرے تو اس پر جنت حرام ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

قانون ۳۰

دلال کا جرم دو طرح سے حاکم شرع کے سامنے ثابت ہوتا ہے:

اوّل: دلّالی کرنے والا بالغ، عاقل اور آزاد ہو اور وہ خود حاکم شرع کے سامنے اس فعل کا دو مرتبہ اقرار کرے۔

دوئم: دو عادل، عاقل اور مختار مرد حاکم شرع کے سامنے اس کے عمل کی گواہی دیں۔

قانون ۔ ۲۱

دلالی کی سزا پچھتر کوڑے ہے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے دلالی کی سزا کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

اس پر کوئی حد نہیں کیونکہ وہ اجرت پر مردوں کے لیے عورتوں کی خواستگاری کرتا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے پھر سوال کیا کہ اگر وہ مردوں اور عورتوں کو زنا کرنے کی غرض سے جمع کرے تو پھر اس صورت میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: کیا تم اس مقصد کے لیے جمع کرنے کے بارے میں سوال کر رہے ہو؟

راوی نے کہا: جی ہاں!

تب امامؑ نے فرمایا: اس کی سزا زناکار کی سزا کا تین چوتھائی یعنی پچھتر کوڑے ہے اور اس سزا کے علاوہ اسے شہر بدر بھی کیا جائے گا۔

قانون ۔ ۲۲

زنا اور لواطت کی دلالی کی سزا دینے اور حد جاری کرنے میں مسلمان یا کافر، مرد یا عورت اور غلام یا آزاد کے مابین کوئی فرق نہیں ہے۔ تاہم بعض فقہاء کا قول ہے کہ دلال اگر مرد ہو تو اس کا سر مونڈ کر اس کو شہر سے باہر نکال دینا چاہیے۔

چھٹا باب

قَذَفْ

اس باب میں قذف کی سزا کے بارے میں چودہ قوانین بیان کیے گئے ہیں:

قذف: اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر کوئی ایسا الزام یا تہمت لگائے جو عصمت کے منافی ہو مثلاً زنا یا لواطت یا ان جیسے کسی دوسرے عمل کی نسبت دے اور اپنے قول کی تائید میں کوئی ثبوت پیش نہ کرسکے تو فقہا کی اصطلاح میں اسے قذف کہتے ہیں۔ شریعت مقدس اسلام میں قذف ایک قابل سزا اور حرام فعل ہے اور گناہان کبیرہ میں شمار ہوتا ہے۔

چنانچہ وسائل الشیعہ، کتابِ حدود، باب قذف میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

جو شخص بھی کسی پاک دامن عورت کی جانب کسی غلط فعل کی نسبت دیتا ہے، پروردگار عالم اس کے اعمال کو ضائع

ضائع کر دیتا ہے اور قیامت کے روز ستر ہزار فرشتے اس کو آگے اور پیچھے سے کوڑے ماریں گے اور پھر خدا انھیں حکم دے گا کہ اب تم اسے جہنم میں ڈال دو۔

حد قذف کی شرائط

قانون ۱

اگر قذف کرنے والے میں مندرجہ ذیل شرائط پوری ہو جائیں تو اس کی سزا اسی کوڑے ہے۔

اوّل: مجرم بالغ ہو۔ اگر وہ سمجھدار بچہ ہے تو اسے صرف تادیب کی جائے گی۔

دوئم: مجرم عاقل ہو۔ اگر وہ دیوانہ ہو تو اسے صرف تادیب کی جائے گی۔

سوئم: جس شخص کو گالی دی گئی ہے یا جس شخص پر تہمت لگائی ہے وہ مسلمان ہو۔ چنانچہ اگر کسی نے کافر ذمی پر تہمت لگائی ہے تو اسے صرف تادیب و تعزیر کی جائے گی۔

چہارم: جس کو گالی دی گئی ہے یا جس پر تہمت لگائی گئی ہے وہ آزاد بالغ اور عاقل ہو۔ چنانچہ اگر کسی نے غلام، بچے یا دیوانے پر تہمت لگائی ہے تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی بلکہ اسے صرف تادیب و تعزیر کی جائیگی۔

پنجم: جس پر تہمت لگائی ہے وہ باعفت اور پاک دامن ہو۔ چنانچہ

اگر کسی نے کسی زانی لواط یا کسی ایسے شخص پر تہمت لگائی جو فاسق مشہور ہو تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی، بلکہ اسے صرف تادیب و تعزیر کی جائے گی۔ تاہم بعض فقہا کا قول ہے کہ اگر کھلم کھلا فسق کرنے والے پر تہمت لگانے والے کو تادیب و تعزیر بھی نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ روایت میں آیا ہے کہ جو شخص کھلم کھلا فسق و فجور کا مرتکب ہوتا ہے، مومنین پر اس کا احترام لازم نہیں ہے اور اس کی غیبت جائز ہے۔

ششم: جس پر تہمت لگائی جا رہی ہے وہ تہمت لگانے والے کا فرزند نہ ہو۔ چنانچہ اگر باپ اپنے بیٹے کو گالی دے یا اس پر تہمت لگائے تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔ لیکن اسے تادیب و تعزیر ضرور کی جائے گی۔

چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب حدود، باب قذف میں بسند کلینی محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ اگر باپ نے اپنے بیٹے پر زنا کا الزام لگایا ہو تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اگر باپ اپنے بیٹے کو قتل کر دے تو اس کو قتل نہیں کیا جاتا، اسی طرح اگر باپ اپنے بیٹے پر زنا کی تہمت لگائے یا اس پر عدل و عفت کے منافی کوئی الزام لگائے تو باپ کو کوڑوں کی سزا نہیں دی جائے گی۔

ہفتم: تہمت لگانے والا اپنے کہے ہوئے الفاظ کے معنی جانتا ہو۔ پس اگر وہ ان الفاظ کے معنی نہیں جانتا تو رُفِعَ مَا لَا يَعْلَمُوْنَ کی دلیل کے تحت اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔

قانون ۲

جو شخص ان مذکورہ شرائط کا حامل ہو اور وہ کسی شخص کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کرے جن سے زنا یا لواطت کے معنی نکلتے ہیں اور وہ اپنے قول کو چار بالغ، عاقل اور عادل گواہوں کے ذریعے ثابت نہ کر سکے تو حاکم شرع پر لازم ہے کہ حد قذف کے تحت اسے اسی کوڑوں کی سزا دے نیز وہ اس مجرم کو ان لوگوں میں سے قرار دے جن کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔

قانون ۳

قذف اور اس کی سزا حاکم شرع کے سامنے دو طرح سے ثابت ہوتی ہے۔

اوّل: دشنام دینے اور اتہام لگانے والا شخص خود حاکم شرع کے سامنے دو مرتبہ اپنے جرم کا اقرار و اعتراف کرے۔

دوئم: دو بالغ، عاقل، آزاد اور خود مختار مرد حاکم شرع کے سامنے گواہی دیں کہ مجرم نے کسی شخص پر زنا یا لواطت کا اتہام لگایا ہے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب حدود باب قذف میں کافی سے منقول ہے کہ ابو بصیر نے امام ابو جعفر محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے ایک مرد پر زنا کی تہمت لگائی۔ امامؑ نے حکم دیا کہ اسے اسی کوڑے لگائے جائیں۔

وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

امیر المومنین علیؑ نے قذف کی تین ممکن صورتیں قرار دی ہیں۔

اول : کوئی مرد کسی دوسرے مرد پر زنا کی تہمت لگائے۔
دوئم : کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی ماں پر زنا کی تہمت لگائے۔
سوئم : کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے بارے میں کہے کہ اس کا باپ فلاں شخص نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔

وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں عباد بصری سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص کسی پر قوم لوط والے عمل کی تہمت لگائے اور کہے کہ تم نے لواطت کی ہے تو اس پر قذف کی حد جاری کی جائے گی۔ یعنی اسے اسّی کوڑے لگائے جائیں گے۔

وسائل الشیعہ کتاب حدود میں علی بن ابراہیم کی تفسیر سے منقول ہے اور انہوں نے حریز سے اور انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

قذف کرنے والے کی سزا اسی کوڑے ہے اور اس کی گواہی کسی صورت میں قابل قبول نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ توبہ کرے یا خود اپنے قول کی تکذیب کرے۔ نیز اگر تین اشخاص اس قول کی تائید کریں اور کوئی چوتھا شخص اس بات کی گواہی نہ دے تو ان تینوں کو بھی کوڑے لگائے جائیں گے اور ان کی یہ گواہی قبول نہیں کی جائے گی سوائے اس کے کہ چار عادل اشخاص یہ گواہی دیں کہ انہوں نے خود زنا کے عمل کو اس طرح ہوتے ہوئے دیکھا ہے جس طرح سلائی سرمہ دانی

میں داخل ہوتی ہے۔

قانون ۔ ۴

اگر کوئی شخص ایک پوری جماعت پر زنا یا لواطت کی تہمت لگائے مثلاً کہے کہ تم سب اس فعل قبیح کے مرتکب ہوئے ہو تو اس پر قذف کی حد جاری کی جائے گی لیکن اگر اس جماعت کا ہر شخص فرداً فرداً حاکم شرع سے اس پر حد جاری کرنے کا تقاضا کرے تو پھر اس پر متعدد حدود جاری کی جائیں گی۔ لیکن اگر وہ شخص اس جماعت کے ہر فرد پر مختلف الفاظ میں تہمت لگائے تو اس صورت میں بھی اس پر متعدد حدود جاری ہوں گی۔ لہ اس حکم میں فقہاء خاصہ کی دلیل اجماع اور اتفاقِ روایات ہے۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب حدود باب قذف میں جمیل بن دراج سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ اگر کسی شخص نے کسی جماعت پر تہمت لگائی ہو تو اسکے بارے میں کیا حکم ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اگر وہ سب حاکم شرع کے سامنے پیش ہو کر سزا کا مطالبہ کریں تو اس شخص پر صرف ایک حد جاری ہوگی۔

لہ فقہاء عامہ میں سے ابو حنیفہ کا قول ہے کہ تہمت لگانے والا چاہے ایک ہی مرتبہ پوری جماعت پر تہمت لگائے یا فرداً فرداً سب پر یکساں تہمت لگائے تو دونوں صورتوں میں اس پر فقط ایک ہی حد جاری کی جائے گی۔
(کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

لیکن اگر اس جماعت کا ہر ایک فرد انفرادی طور پر مطالبہ کرے تو ہر شخص کے حق میں اس پر ایک حد جاری کی جائے گی۔

قانون ۵

اگر کوئی شخص کسی کو مخاطب کر کے اس کی ماں یا باپ پر زنا یا لواطت کی تہمت لگائے تو چونکہ مخاطب کو اس تہمت سے اذیت پہنچی ہے' اس لیے تہمت لگانے والے کو تادیب کی جائے گی۔ لیکن چونکہ اس نے اس کی ماں یا باپ کی طرف زنا اور لواطت کی نسبت دی ہے اس کے لیے اسے اسّی کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔ چنانچہ مخاطب کی ماں یا باپ کو حاکم شرع سے مطالبہ کرنا چاہیے کہ وہ تہمت لگانے والے پر حد قذف جاری کرے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو زانی یا زانیہ کا بیٹا کہے تو اس پر دوہری حد اور دوہری تادیب لازم ہو گی۔ کیونکہ اس نے بیک وقت زنا کی دو تہمتیں لگائیں' ایک تہمت اس کے باپ پر اور ایک تہمت اس کی ماں پر لگائی ہے اور خود اس شخص کو اذیت پہنچائی ہے۔

قانون ۶

اگر دو شخص ایک دوسرے پر تہمت لگائیں اور دشنام دیں تو چونکہ ان دونوں کا ایک دوسرے پر حق برابر ہو گیا ہے اس لیے ان دونوں میں سے کسی ایک پر بھی حد جاری نہیں ہو گی لیکن دونوں کو تادیب کی جائیگی۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادق ؑ سے ایک دوسرے پر تہمت لگانے والے دو اشخاص کی سزا کے بارے میں پوچھا تو امام ؑ نے فرمایا:

حد ان سے ساقط ہو جائے گی لیکن انہیں تادیب ضرور کی جانی چاہیے۔

قانون ۷

اگر کوئی شخص کسی کو دیوث[1] یا دلال وغیرہ کہہ کر پکارے اور کہنے والے کا ارادہ اپنے مخاطب پر ایک خاص تہمت لگانا ہو۔ مثلاً وہ اس پر دلاّلی کی تہمت لگانا چاہتا ہو تو اس صورت میں تہمت لگانے والے پر حد جاری کی جائے گی۔ لیکن اگر کہنے والا تہمت نہ لگانا چاہتا ہو بلکہ اس کا مقصد صرف گالی دینا ہو تو اسے تادیب و تعزیر کی جائے گی۔

قانون ۸

اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے لیے ایسے الفاظ استعمال کرے جو اس کی نظر میں اذیت و ایذا پہنچانے والے ہوں مثلاً یہ کہے کہ تم فاسق یا شرابی ہو

---

[1] دیوث وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے بارے میں غیرت نہ رکھتا ہو۔ بعض فقہاء کا قول ہے کہ دیوث وہ شخص ہے جو اپنی بیوی یا ماں بہن کو دوسرے مردوں کے سامنے پیش کرتا ہو۔

جبکہ بظاہر وہ شخص ایسا نہیں ہے یا اس کو سوّر، کتا، گدھا، بیل وغیرہ یا کافر، مرتد، حقیر، کمینہ، نجس، پھلبہری یا کوڑھی یا کانا کہے تو اس کا یہ کہنا حرام ہے اور اسے "تادیب و تعزیر کی جائے گی۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا کہ جو شخص کسی پر کھلی تہمت لگائے یا اشارہ کیے بغیر صرف گالی دے اس کی کیا سزا ہے؟ کیا اس پر کوڑوں کی حد جاری ہوگی؟

آپ نے فرمایا: اس کو صرف "تادیب و تعزیر کی جائے گی۔

وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں جراح المدائنی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ تم خبیث یا سوّر ہو تو اس پر کوئی حد نہیں، بلکہ اسے نصیحت اور تادیب کی جائے گی۔

وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں امام جعفر صادقؑ سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو شرابی یا سوّر کا گوشت کھانے والا کہے تو اس پر کوئی حد جاری نہیں ہوگی بلکہ بطور تادیب اس کو چند کوڑے لگائے جائیں گے۔

قانون ۹

اگر کوئی شخص کسی دوسرے پر صاف اور کھلے لفظوں میں زنا یا لواطت کی تہمت نہ لگائے بلکہ صرف اشاروں کنایوں میں ایسے الفاظ استعمال کرے

مثلاً مخاطب سے یوں کہے کہ میں تو زنا کار یا لواطت کرنے والا نہیں ہوں؛ یا یہ کہے کہ نہ تو میرا باپ زانی ہے اور نہ میری ماں زانیہ ہے یا اپنی بیوی سے کہے کہ میں نے تمہیں باکرہ یعنی کنواری نہیں پایا۔ چونکہ اس نے کسی پہ صریحاً کوئی تہمت نہیں لگائی اس لیے اس پر حد جاری نہیں ہو گی۔ لیکن چونکہ اس کے مخاطب کو اس سے اذیت پہنچی ہے اس لیے اسے تادیب و تعزیر کی جائے گی۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب حدود میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ کے پدر بزرگوار نے فرمایا:

امیر المومنین علیؑ کسی ایسے شخص پر حد جاری نہیں فرمایا کرتے تھے جو کسی دوسرے کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کرے جو تہمت کے مترادف ہوں۔ لیکن اگر کوئی شخص واضح طور پر کسی پر تہمت لگاتا اور کہتا کہ او زانی کے بیٹے یا او زانیہ کے بیٹے یا یہ کہتا کہ تم اپنے باپ کے نطفہ سے نہیں ہو تو پھر آپ اس پر حد جاری فرمایا کرتے تھے۔

قانون ۱۰

جس طرح میت کے ورثا کو اس کے مال اور ترکے سے اپنا اپنا حصہ لینے کا حق ہوتا ہے، اسی طرح سوائے شوہر اور زوجہ کے اگر کسی نے میت پر جھوٹی تہمت لگائی ہو تو ورثا، حاکم شرع سے اس کو سزا دینے اور اس پر حد جاری کرنے کا مطالبہ کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ چنانچہ اگر تمام ورثا اس

کو معاف کردیں تو حد اس پر سے ساقط ہو جائے گی۔ لیکن اگر بعض ورثاء معاف کریں اور بعض معاف نہ کریں تو جیسا ساباطی کی روایت میں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے اسی مناسبت سے اس کی سزا میں تخفیف ہو جائے گی۔

قانون ۱۱

اگر کسی پر تین مرتبہ قذف کی حد جاری ہوئی اور اس نے توبہ نہیں کی تو جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے، چوتھی مرتبہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔

قانون ۱۲

تہمت لگانے والے اور دشنام دینے والے کو سزا دیتے وقت نہ اس کا لباس اتارا جائے اور نہ زیادہ سختی سے مارا جائے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب حدود میں اسحاق بن عمار نے امام ابوالحسن علی نقیؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

> جس شخص نے کسی پر تہمت لگائی یا افترا باندھا اس کے سارے بدن پر لباس کے ساتھ ایک متوسط انداز میں مارا جائے گا۔ نیز ایک اور روایت میں امام نے فرمایا:
> قذف کی حد جاری کرتے وقت مجرم کے لباس میں سے سوائے چادر کے اور کوئی چیز نہ اتاری جائے۔

وسائل الشیعہ کتاب حدود میں مسمع بن عبدالملک نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

زانی کو شرابی سے زیادہ سخت اور شرابی کو قاذف سے زیادہ سخت اور قاذف کو تادیب و تعزیر والے سے زیادہ مارنا چاہیے۔

قانون ۱۳

تہمت لگانے والے اور دشنام دینے والے کو اس وقت سزا دی جائے گی اور اس پر حد جاری کی جائے گی جب مخاطب یا متہم خود حاکم شرع کے پاس جاکر اس کا مطالبہ کرے گا ـــــ اگر متہم حاکم شرع کے پاس نہ آئے یا تہمت لگانے والے کو معاف کردے تو پھر حد ساقط ہو جاتی ہے۔ چنانچہ فروع کافی اور وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں عمار ساباطی نے امام ابوعبداللہ جعفر صادقؑ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کسی شخص کو کسی نے زانیہ کا بیٹا کہا ہو اور اس شخص کی ماں زندہ موجود ہو اور حاکم شرع کے پاس آکر اپنا حق عزت طلب کرے تو تہمت لگانے والے کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔

کافی اور وسائل الشیعہ کتاب حدود میں ضریس الکناسی نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

حدود اللہ مثلاً شرابی، زانی اور لواطی وغیرہ کی حدود کو امام یا حاکم شرع کے علاوہ کوئی اور معاف نہیں کرسکتا۔ لیکن

وہ حدود جو حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً چوری اور تہمت وغیرہ تو ان کی سزا کو امامؑ کے علاوہ صاحبِ حق معاف کر سکتا ہے اور اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

قانون ۱۴

اگر کوئی شخص اپنے اوپر لگائی ہوئی تہمت یا دشنام طرازی کی سزا معاف کر دے تو پھر اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوبارہ اپنے حق کے لیے حاکم شرع سے رجوع کرے۔

چنانچہ فروع کافی اور وسائل الشیعہ کتاب حدود باب عفو حد قذف میں سماعہ بن مہران سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص نے تہمت لگانے والے کو معاف کر دیا لیکن اب دوبارہ اس نے اپنا حق طلب کیا ہے۔ کیا اس صورت میں تہمت لگانے والے پر کوڑوں کی حد جاری ہوگی؟

امامؑ نے فرمایا: معاف کر دینے کے بعد جائز نہیں ہے کہ مجرم کو کوڑے لگائے جائیں۔

حدِّ قذف کی فروعات

فروعات کے ذیل میں نو قوانین بیان کیے گئے ہیں۔

قانون ۱

اگر کوئی شخص پیغمبر اکرم صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ائمہ ہدیٰ علیہم السلام میں سے کسی کو لعن طعن کرے یا گالی دے تو اس کی سزا قتل ہے اور اسے قتل کرنے کے لیے امام یا حاکم شرع کی اجازت ضروری نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے قتل سے کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو۔ نیز اپنی یا دوسرے مومنین کی جان اور مال کے ضائع ہو جانے کا خوف نہ ہو۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب حدود میں محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص پیغمبر اکرمؐ کو گالی دے تو کیا اسے مار ڈالنا میرے لیے جائز ہے؟

حضرت نے فرمایا: اگر تمہیں یہ خوف نہ ہو کہ تمہاری جان خطرے میں پڑ جائے گی تو اسے قتل کر دو۔ اس مسئلے میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے اور اس بارے میں اجماع کے علاوہ بہت سی احادیث بھی وارد ہوئی ہیں۔

وسائل الشیعہ کتاب حدود میں، عبداللہ بن سلیم عامری سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا کہ جو شخص امیرالمومنین علیؑ کو دشنام دیتا ہو اور ان سے بیزاری ظاہر کرتا ہو، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

حضرتؑ نے فرمایا: قسم بخدا اس کا خون مباح ہے۔ خدا نے ایسے لوگوں کے ساتھ تمہارے جیسے لوگوں کی دوستی کو جائز قرار نہیں دیا۔ اگر اسے قتل کرنا ممکن نہیں تو پھر اسے چھوڑ دو اور اس سے دوری اختیار کرو۔

وسائل الشیعہ کتاب حدود میں زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھا ہو جہاں ائمہ معصومینؑ میں سے کسی پر دشنام طرازی کی جا رہی ہو اور وہ شخص یہ قدرت رکھتا ہو کہ اس مجلس کو درہم برہم کر دے اور وہاں پر موجود افراد کو تتر بتر کر دے تو اگر وہ ایسا نہ کرے تو خداوند عالم دنیا میں بھی اسے ذلیل کرے گا اور آخرت میں بھی اس پر عذاب ہو گا۔

قانون ۲

تمام انبیاء ماسبق ؑ کے بارے میں بھی وہی حکم ہے جو پیغمبر آخرالزمان ؐ کے لیے ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء کی تکریم و تعظیم ضروریات دین میں سے ہے اور ان پر دشنام طرازی کرنا ارتداد اور دین سے خروج کا سبب ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی میں آیا ہے کہ پیغمبر اکرم ؐ نے فرمایا:

جو کسی نبی ؑ پر دشنام طرازی کرے اسے قتل کر دو۔

قانون ۳

جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے اس کی سزا قتل ہے۔ چنانچہ صاحب جواہر الکلام نے ابو بصیر سے نقل کیا ہے کہ امام محمد باقر ؑ نے فرمایا:

پیغمبر اکرم ؐ کا ارشاد ہے کہ اے لوگو! بتحقیق میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا اور میری شریعت اور سنت کے بعد کوئی اور نئی شریعت و سنت نہیں آئے گی۔ میرے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا، اس شخص کو اور اس کی بدعت کو جہنم میں جھونکا جائے گا۔ تمہیں چاہیے کہ اسے قتل کر دو۔

قانون ۴

اگر کوئی شخص ظاہراً مسلمان ہو مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت میں شک کرے اور کہے کہ نہیں معلوم آپ کی نبوت صحیح بھی ہے یا

نہیں؟ ایسے شخص کی سزا قتل ہے۔ چنانچہ صحیحہ ابن سنان میں ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

جو شخص خدا وند احدیت اور اس کے پیغمبرؐ کے بارے میں شک کرے وہ کافر ہے۔

قانون ۵

اگر کوئی شخص خلاف شرع کام کرے یا کسی فعل حرام کا مرتکب ہو تو امام یا حاکم شرع اسے تادیب و تعزیر کریں گے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب حدود میں برید العجلی سے روایت ہے کہ ایک شخص کے بارے میں گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے ماہ رمضان کے تین روزے نہیں رکھے۔ اس کے بارے میں امام محمد باقرؑ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

اس سے پوچھو کہ تمہارا روزہ نہ رکھنا گناہ ہے یا نہیں؟ اگر وہ کہے کہ روزہ نہ رکھنے میں کوئی گناہ نہیں تو اسے قتل کر دو اور اگر کہے کہ ہاں! روزہ نہ رکھنا ایک فعل حرام اور گناہ ہے تو امام اور حاکم شرع پر لازم ہے کہ تادیب کے طور پہ اسے سخت سزا دے۔

فروع کافی کتاب حدود میں اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

مردہ حیوان کا گوشت، خون یا سوّر کا گوشت کھانے والے کو تادیب کی جائے گی۔ اگر وہ دوبارہ کھائے تو بھی

صرف تادیب کی جائے گی اور اگر تیسری مرتبہ کھائے تو پھر بھی صرف تادیب کی جائے گی کیونکہ اس پر کوئی حد نہیں ہے۔

قانون ۶

مندرجہ بالا اقسام کے گناہوں کا ارتکاب کرنے والے لوگ توبہ کر لیں تو ان سے تادیب و تعزیر کی سزا بھی ساقط ہو جائے گی۔

قانون ۷

اگر کوئی شخص سود خور ہو تو حاکم شرع اسے تادیب و تعزیر کر سکتا ہے تاکہ وہ سود کھانا ترک کر دے۔

قانون ۸

مردار، سوّر کا گوشت کھانے والے اور خون پینے والے کو اس صورت میں کوڑوں کی سزا دی جائے گی، جب وہ ان چیزوں کو حلال نہ سمجھتا ہو لیکن اگر وہ ان چیزوں کو حلال سمجھتا ہو تو اس کی سزا قتل ہے۔ کیونکہ اس صورت میں وہ مرتد ہو جاتا ہے۔

قانون ۹

اگر کوئی شخص نماز کو ترک کرے اور یہ اعتقاد رکھے کہ نماز واجب نہیں تو اس کی سزا قتل ہے۔ کیونکہ اس صورت میں وہ مرتد اور کافر

ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ سستی کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتا اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ نماز کو ترک کرنا حرام ہے تو اس صورت میں وہ فاسق کہلائے گا۔ نماز نہ پڑھنے پر اسے تعزیر و تادیب کی جائے گی۔[1]

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی اور احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ اسے توبہ کرنی چاہیے اور اگر وہ توبہ بھی نہ کرے اور نماز بھی نہ پڑھے تو اسے قتل کر دینا چاہیے۔ ابو حنیفہ کا قول ہے کہ اسے قید کر دیا جائے۔ یہاں تک کہ وہ نماز پڑھنے لگے۔
(کتاب خلاف و کتاب فقہی عامہ)

ساتواں باب

مُرتدّ کی سزا اور اس کی شرائط

مرتد: مرتد اس شخص کو کہتے ہیں جو اسلام لانے کے بعد پھر کافر ہو جائے۔ ارتداد کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ ارتداد قولی ۲۔ ارتداد فعلی

ارتداد قولی: اگر کوئی شخص واضح لفظوں میں وجود خدا کا انکار کرے یا انبیاء علیہم السلام کا منکر ہو یا ضروریات دین میں شمار ہونے والی محرمات کو حلال سمجھے مثلاً سگی ماں، بہن، خالہ، پھوپی اور ان کے مثل جو بھی محارم ہیں، ان سے نکاح کو حلال سمجھے یا اسی طرح زنا اور لواطت وغیرہ کو حلال وجائز سمجھے تو وہ ارتداد قولی کا مجرم ہے۔

ارتداد فعلی: اگر کوئی شخص بتوں کو سجدہ کرے یا قرآن مجید کی توہین کرے اور اس کا مذاق اڑائے یا ایسے ہی دیگر افعال کا مرتکب ہو تو وہ ارتداد فعلی کا مجرم ہو گا۔

قانون ۱

ارتداد کی چار شرطیں ہیں:

۱ بلوغ ۲ عقل ۳ اختیار ۴ ارادہ

چنانچہ اگر ایک سمجھدار بچہ یا دیوانہ مرتد ہو جائے تو اسے صرف تادیب کی جائے گی یا اگر کوئی شخص مجبور ہو اور اس کی مرضی کے خلاف اسے ارتداد پر مجبور کیا جائے تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔

قانون ۲

مرتد دو طرح کے ہوتے ہیں:

۱- فطری ۲- ملی

مرتد فطری: جو شخص مسلمان پیدا ہو یعنی اس کے ماں باپ مسلمان ہوں اور پھر وہ اسلام کو ترک کر کے کسی دوسرے دین کو اختیار کرے یا بے دین ہو جائے یا ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کر دے اور بقیہ احکام کو قبول کرتا رہے تو اسے مرتد فطری کہتے ہیں۔

قانون ۳

مرتد فطری کی سزا قتل ہے اور ظاہراً اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اسے اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر وہ ہبہ کرے یا غلام آزاد کرے یا وصیت وغیرہ کرے تو اس کے یہ تصرفات صحیح نہیں ہوں گے۔

اسی طرح اگر اسے قتل نہ بھی کیا گیا ہو، تب بھی اس کی بیوی وفات کی عدت پوری کرے گی اور اس کی میراث اس کے ورثاء میں تقسیم کر دی جائے گی۔ چنانچہ فروعِ کافی کتاب حدود، باب مرتد میں عمار ساباطی نے امام جعفر صادقؑ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

ہر وہ مسلمان جو مسلمانوں کے درمیان دین اسلام سے خارج ہو جائے اور محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے انکار کر دے تو اس کا خون ہر مسلمان کے لیے مباح ہے جو اس سے ارتداد کے جملے سنے۔ جس دن سے وہ مرتد ہوا ہے اسی دن سے اس کی بیوی اس سے الگ ہو جائے گی اور اب وہ اس سے ہم بستر نہیں ہو سکتی۔ نیز اس کا مال اس کے ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا اور اس کی بیوی وفات کی عدت پوری کرے گی۔ امام اور حاکم شرع پر اس مرتد کا قتل کرنا لازم ہے اور اس کو توبہ کا موقع نہیں دیا جائے گا۔

قانون ۴

اگر کوئی عورت مرتد فطری ہو جائے تو اس کی سزا قتل نہیں ہے بلکہ اسے عمر قید کی سزا دی جائے گی۔ اس کے علاوہ اوقات نماز میں اسے مارا جائے گا اور اسے کھردرے کپڑے پہنائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کرے یا قید خانہ میں مر جائے[1]۔ اجماع کے علاوہ روایات بھی اس حکم کی تائید کرتی ہیں۔

---

[1] فقہاء عامہ میں سے شافعی، احمد بن حنبل اور مالک کا قول ہے کہ اسے ←

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب حدود، باب مرتدین غیاث بن ابراہیم نے امام جعفر صادقؑ سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے امیرالمومنین علیؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کوئی عورت دین اسلام سے خارج ہو جائے تو اسے قتل نہ کرو، بلکہ ہمیشہ کے لیے قید کر دو۔

وسائل الشیعہ، کتاب حدود، باب مرتدین حماد سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ جو عورت مرتد اور اسلام سے خارج ہو جائے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

حضرت نے فرمایا: اس کو قتل نہیں کیا جائے گا لیکن اس سے سخت کام لیا جائے گا اور اسے صرف زندہ رہنے کے لیے کھانا اور پانی دیا جائے گا۔ نیز اسے کھردرے کپڑے پہنائے جائیں گے اور نماز پنجگانہ کے اوقات میں اسے زدوکوب کیا جائے گا۔

قانون ۵

مرتد کی دوسری قسم مرتد ملی ہے - مرتد ملی اس شخص کو کہتے ہیں جس کے ماں باپ یا صرف باپ کافر ہو اور وہ حالت کفر میں پیدا ہوا ہو لیکن بعد میں دین اسلام قبول کر کے مسلمان ہو جائے اور مسلمان ہونے کے بعد پھر

توبہ کروائی جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو پھر اسے قتل کر دیا جائے گا۔

دوبارہ کفر اختیار کرے۔ یعنی دین اسلام سے انکار کرے یا ضروریات دین میں سے بعض کو تسلیم نہ کرے تو تین دن تک اس سے توبہ کروائی جائے گی۔ چنانچہ اگر تین دن گزر جانے پر بھی وہ توبہ نہ کرے تو پھر اس کی سزا قتل ہے۔ مرتد کی توبہ یہ ہے کہ جس بات کا اس نے انکار کیا ہے" اس کا اقرار کرے۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود، باب مرتد میں مسمع بن مالک نے امام جعفر صادق سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

امیر المومنین علیؑ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے تو اس کی بیوی اس سے جدا ہو جائے گی۔ اس حالت میں اگر وہ کسی حیوان کو ذبح کرے گا تو اس کا گوشت نہیں کھایا جائے گا۔ پھر تین دن تک اس سے توبہ کروائی جائے گی۔ اگر وہ توبہ کرے گا تو اس کی توبہ قابل قبول ہو گی اور اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ توبہ نہیں کرے گا تو چوتھے روز اسے قتل کر دیا جائے گا۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود باب مرتد میں روایت ہے کہ علی بن جعفرؑ نے اپنے برادر بزرگ امام موسیٰ بن جعفر سے سوال کیا کہ اگر ایک مسلمان اپنے دین کو ترک کر کے نصرانی ہو جائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اس سے توبہ نہیں کروائی جائے گی بلکہ اس کی سزا قتل ہے۔

انہوں نے پھر سوال کیا کہ اگر کوئی نصرانی مسلمان ہو جائے اور پھر بعد میں اسلام سے خارج ہو کر کفر اختیار کرے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

حضرت نے فرمایا: اس سے توبہ کرنے کو کہا جائے گا۔ اگر وہ توبہ کرے گا تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور اگر توبہ نہیں کرے گا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

فروع کافی کتاب حدود، باب مرتد میں ہشام بن سالم نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

امیر المومنین علیؑ کی خدمت میں کچھ لوگ آئے اور کہا کہ اے ہمارے پروردگار! آپ پر سلام ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے یہ الفاظ واپس لو۔ مگر انھوں نے اپنے الفاظ واپس نہ لیے۔ چنانچہ آپ کے حکم پہ ان لوگوں کے لیے ایک گڑھا کھود کر اس میں آگ روشن کر دی گئی۔ پھر اس گڑھے کے پاس ایک دوسرا گڑھا کھودا گیا اور درمیان میں ایک سوراخ کر کے ایک گڑھے کو دوسرے گڑھے سے ملا دیا گیا۔ اس کے بعد ان تمام افراد کو جنہوں نے توبہ نہیں کی تھی اس دوسرے گڑھے میں ڈال دیا گیا، یہاں تک کہ وہ سب ہلاک ہو گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ ان گڑھوں کے دھانے بند کر دیے گئے تاکہ وہ لوگ آگ کے دھوئیں سے گھٹ کر ہلاک ہو جائیں۔

قانون ۶

شریعت مقدس اسلام میں ارتداد کی سزا معین کرنے کی وجہ یہ

ہے کہ اسلام اپنے اجتماعی مفادات کی حفاظت کے لیے مفاد پرست اور چالاک افراد کو شریعت کے ساتھ کھیلنے کے لیے آزاد نہیں چھوڑنا چاہتا۔

آٹھواں باب

حیوانات کے ساتھ مُباشَرت کی سزا

اِس باب میں آٹھ قوانین بیان کیے گئے ہیں:

قانون ۱

اگر کوئی شخص کسی حیوان کے ساتھ مباشرت کرے تو اس پر ۵ چیزیں لازم ہو جائیں گی۔

اوّل: امام یا حاکم شرع اپنی مصلحت کے مطابق اسے تادیب و تعزیر کرے گا۔

بعض فقہاء کا قول ہے کہ اسے ۲۵ کوڑے لگائے جائیں گے اور بعض نے کہا ہے کہ اسے سو کوڑے لگائے جائیں گے اور بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن پہلا قول ہی مشہور اور مناسب ہے۔ یعنی کوڑوں کی سزا معین کرنا حاکم شرع کی مرضی پر منحصر ہے۔

دوئم : وہ شخص اس حیوان کی قیمت ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ چنانچہ اگر وہ حیوان کسی دوسرے کی ملکیت ہے تو وہ شخص اس حیوان کی قیمت اسکے مالک کو ادا کرے گا۔

سوئم: اگر جانور حلال گوشت ہے تو اس کا گوشت حرام ہو جائے گا۔ نیز اس کا دودھ اور اس سے پیدا ہونیوالا بچہ بھی حرام ہو گا۔

چہارم: اگر اس حیوان کا گوشت عام طور پر کھایا جاتا ہے جیسے بکری، گائے اور اونٹ تو پھر اس حیوان کو مار ڈالنا اور جلا دینا لازم ہے۔

پنجم : اگر اس حیوان کا گوشت عام طور پر نہ کھایا جاتا ہو جیسے گدھا، گھوڑا، خچر وغیرہ تو اس جانور کو اس مقام اور شہر سے جہاں اس کے ساتھ یہ فعل ہوا ہے کسی دوسرے مقام پر منتقل کر دیا جائے گا۔

قانون ۲

فقہاء کے مابین اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ اس حیوان کو فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت آیا اس شخص کو دی جائے گی جس نے اس حیوان کے ساتھ مباشرت کی ہے اور حیوان کے مالک کو قیمت ادا کر دی ہے یا اس کے مالک کو دی جائے گی یا یہ کہ اس کی قیمت کو صدقے کے طور پر دے دیا جائے گا۔ لیکن مشہور قول یہ ہے کہ وہ رقم اس شخص کو دی جائے کہ جس نے اس کی قیمت اور تاوان مالک کو ادا کر دیا ہے۔

فروع کافی، کتاب حدود، باب وطی حیوان میں سدیر سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ سے پوچھا گیا کہ جس شخص نے حیوان کے ساتھ مباشرت

کی ہو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا: اس شخص کو زنا کی حد سے کم کوڑے لگائے جائیں گے اور وہ شخص اس حیوان کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرنے کا ذمہ دار ہو گا۔ کیونکہ اس نے حیوان کو ناکارہ کر دیا ہے۔ اگر وہ ایسا حیوان ہو جس کا گوشت کھایا جاتا ہو تو اسے ذبح کر کے آگ میں جلا کر اس کی خاک کو دفن کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ سواری کا جانور ہے تو مباشرت کرنیوالا اس کی قیمت ادا کرنے کا ذمہ دار ہو گا۔ جہاں اس حیوان کے ساتھ یہ فعل ہوا ہے۔ اس حیوان کو اس مقام یا شہر سے دور لے جا کر کسی دوسرے شہر میں فروخت کر دیا جائے گا تاکہ وہ شناخت نہ کیا جا سکے اور اپنے مالک کی توہین کا سبب نہ بنے۔

قانون ۳

اگر کوئی شخص کسی ایسے حیوان سے وطی کرے جس کا وہ خود مالک ہو تو حیوان کو فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت اسی کو دیدی جائے گی۔

قانون ۴

حلال گوشت حیوانات کے ساتھ وطی کرنے کے نتیجے میں ان کے گوشت اور ان کی نسل کے حرام ہو جانے میں وطی کرنیوالے کا بالغ، عاقل

اور مختار ہونا نیز اس فعل کے حرام ہونے کا علم ہونا کوئی شرط نہیں ہے بلکہ اگر کسی بالغ یا نابالغ دیوانے یا عاقل نے مجبوری کی حالت میں ایسے حیوان سے وطی کی ہو جس کا گوشت عادتاً کھایا جاتا ہو تب بھی اس حیوان کا گوشت دودھ اور اس کی نسل سب حرام ہو جائے گا۔ چنانچہ اس حیوان کو ذبح کر کے جلا دیا جائے گا اور اس کی خاک کو دفن کر دیا جائے گا۔

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیؑ سے ایک وطی شدہ حیوان کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

اس کا گوشت اور دودھ حرام ہے۔

اس روایت سے تمام حیوانات مدخولہ کے بارے میں خواہ دخول کرنے والا بالغ ہو یا نابالغ، عاقل ہو یا دیوانہ، مختار ہو یا مجبور شرعی حکم مل جاتا ہے۔

قانون ۵

اگر وطی شدہ حیوان دوسرے حیوانات کے ساتھ مشتبہ ہو جائے تو ان سب کو دو حصوں میں تقسیم کر کے قرعہ اندازی کی جائے گی حتیٰ کہ ایک حیوان باقی رہ جائے۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب اطعمہ و اشربہ میں تحف العقول سے منقول ہے کہ امام علی نقی الہادیؑ نے یحییٰ بن اکثم کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

اگر کوئی شخص کسی گڈریے کو بھیڑ کے ساتھ وطی کرتے ہوئے دیکھے تو اگر وہ شخص اس بھیڑ کو پہچانتا ہو تو اسے چاہیے کہ اس بھیڑ کو ذبح کر کے اسے

آگ میں جلادے لیکن اگر وہ بھیڑ دوسری بھیڑوں کے ساتھ اس طرح مخلوط ہو جائے کہ شناخت نہ کی جا سکے تو بھیڑوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ان میں قرعہ اندازی کی جائے جس حصے پر قرعہ نکل آئے اسے پھر دو حصوں میں تقسیم کر کے قرعہ اندازی کرتے جائیں۔ یہاں تک کہ دو بھیڑیں باقی رہ جائیں آخر میں جس بھیڑ پر قرعہ نکلے اسے ذبح کر کے آگ میں جلا دو۔

سزا ثابت ہونے کے طریقے

قانون ۶

حیوان کے ساتھ وطی کرنے کا عمل اور اس کی سزا حاکم شرع کے سامنے دو طرح سے ثابت ہوتی ہے۔

: دو عادل عاقل اور مختار مرد حاکم شرع کے سامنے فاعل کے اس فعل کی گواہی دیں

: مجرم کے مفعول حیوان کا مالک ہونے کی صورت میں خود مجرم حاکم شرع کے سامنے ایک بار اقرار و اعتراف کرے۔ لیکن اگر حیوان کسی دوسرے کی ملکیت ہو تو اس کے دو مرتبہ اقرار کے باوجود بھی اس پر صرف تادیب اور تعزیر ہی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ اقرار دوسرے کے مال کے بارے میں ہے لیکن اگر اس حیوان کا مالک بھی اس کے اقرار کی تصدیق کر دے تو اس صورت میں مفعول حیوان سے مربوط تمام احکام اس پر لاگو ہو جائیں گے۔

استمناء کی حرمت اور سزا

قانون ۷

اگر کوئی شخص اپنے ہاتھ کی حرکت یا دیگر اعضاء کی حرکت سے خود اپنی منی خارج کرے تو اسے "تادیب و تعزیر کی جائے گی اور کوڑوں کی تعداد کا تعین حاکم شرع کی مرضی پر منحصر ہے۔

وسائل الشیعہ کتاب حدود میں امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

> استمناء کا ارتکاب کرنے والے ایک شخص کو امیر المومنین علیؑ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اس کے ہاتھ پر اتنے کوڑے لگائے کہ اس کا ہاتھ سرخ ہو گیا۔ پھر آپ کے حکم پر بیت المال سے رقم دے کر اس کی شادی کروا دی گئی۔
>
> پیغمبر اکرمؐ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اپنے ہاتھ سے منی خارج کرنے والے پر لعنت ہو۔

استمنا کی حرمت، مذہب اور سزا کے بارے میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں۔

قانون ۸

منی خارج کرنے والا اس وقت سزا کا مستحق قرار پاتا ہے، جب

حاکم شرع کے سامنے اس کا جرم ثابت ہو جائے اور یہ جرم دو طرح سے ثابت ہوتا ہے۔

اوّل: خود مجرم حاکم شرع کے سامنے اپنے فعل کا اقرار اور اعتراف کرے۔

دوئم: دو عاقل، بالغ اور مختار مرد حاکم شرع کے سامنے اس فعل کی شہادت دیں۔

توضیح: تعزیر کے لغوی معنی تادیب کرنے کے ہیں لیکن اصطلاح فقہاء میں تعزیر حاکم شرع کی جانب سے کسی جرم پر دی جانے والی اس مخصوص سزا کو کہا جاتا ہے جس جرم کی سزا شریعت نے معین نہ کی ہو۔ تعزیر کی صورت میں حاکم شرع کوڑوں کی تعداد جرم کی نوعیت کو مدنظر رکھ کر معین کرتا ہے۔

چنانچہ فروع کافی کتاب حدود باب "ما یجب فیہ التعزیر" میں حماد بن عثمان سے منقول ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ تعزیر میں کوڑوں کی تعداد کتنی ہونی چاہیے؟

> حضرت نے فرمایا: کوڑوں کی تعداد حاکم شرع کی مرضی پر منحصر ہے۔ وہ جرم کی نوعیت اور مجرم کی قوت برداشت کو دیکھ کر اس کا تعین کرے گا۔

نوٹ: تعزیر کے مسئلے میں مندرجہ ذیل پانچ مقامات ایسے ہیں جن کے بارے میں روایات سزا کے ایک اندازے کا تعین کرتی ہیں۔

اوّل: اگر کوئی شخص رمضان المبارک کے ایام میں روزے کی حالت

میں اپنی بیوی سے جماع کرے تو روزے کی قضا اور کفارے کے علاوہ اسے پچیس کوڑے لگائے جائیں گے۔

دوئم: اگر کوئی شخص اپنی دائمی زوجہ کی اجازت کے بغیر کنیز کے ساتھ نکاح کر کے اس کے ساتھ مباشرت بھی کرے تو اس کی سزا زنا کی حد کا آٹھواں حصہ ہوگی۔ یعنی اسے ساڑھے بارہ کوڑے لگائے جائیں گے۔

سوئم: اگر دو اجنبی مرد ایک لحاف میں برہنہ ہو کر سوئیں تو روایات میں تعزیر کے طور پر ان میں سے ہر ایک کو ۳۰ سے ۹۹ کوڑے تک لگانے کا ذکر آیا ہے۔

چہارم: اگر کوئی شخص اپنی انگلی ڈال کر کسی لڑکی کی بکارت زائل کردے تو مہر مثل کی ادائیگی کے علاوہ اسے تعزیر کے طور پر تیس سے نوے تک کوڑے لگائے جائیں گے۔

پنجم: اگر ایک مرد اور ایک عورت کو جو باہم میاں بیوی نہ ہوں، ایک لحاف یا کمبل وغیرہ میں دیکھا جائے تو ان میں سے ہر ایک کو تعزیر کے طور پر دس سے نوے تک کوڑے لگائے جائیں گے۔
ان مقامات میں سے بعض کے بارے میں روایات پہلے سے نقل کی جا چکی ہیں۔

حصّہ دوم

قِصاص اور قتل کی سزا کے احکام

اس حصے میں ایک مقدمہ اور چھ ابواب ہیں۔

مقدمہ

قِصاص، فِعَال کے وزن پر ہے۔ اس کے معنی کسی کو اس کے جُرم کے بدلے میں قتل کرنا ہے۔ یہ لفظ باب "قَصَّ اَثَرَہٗ"، یعنی اس کے پیچھے گیا، سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس سے مُراد جرم کے اثر کو ختم کرنا ہے یعنی کسی کے پیچھے لگنا اور اس کے ساتھ وہی سلوک کرنا جو اس نے کسی کے ساتھ کیا ہے۔

قتل اور اسکا قبیح ہونا قتل ان سنگین جرائم میں سے ہے جن سے معاشرے کا امن وسکون برباد ہو جاتا ہے۔ شریعتِ مقدس اسلام نے اس جرم کی بہت سخت سزا معین کی ہے اور رہبرانِ دین سے اس بارے

کثرت سے روایات وارد ہوئی ہیں۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات وقصاص میں محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے قرآن کی اس آیت کے بارے میں سوال کیا جس میں خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ "جس شخص نے ناحق کسی ایسے شخص کو قتل کیا جس نے کسی کو قتل نہ کیا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا تو امامؑ نے فرمایا:

> خدا اسے دوزخ میں وہ جگہ دے گا کہ اگر وہ واقعاً تمام انسانوں کو قتل کرتا تو اس کو وہی جگہ دی جاتی۔

فروع کافی کتاب دیات وقصاص میں سماعہ سے روایت ہے کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب پیغمبر اکرمؐ نے حجۃ الوداع کے اختتام پر منیٰ میں قیام فرمایا تو تمام لوگوں کو مخاطب ہو کر فرمایا:

> اے لوگو! جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں اسے غور سے سنو اور ذہن نشین کر لو۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں آئندہ سال تم سے اس مقام پہ ملاقات کر سکوں گا یا نہیں!
>
> پھر فرمایا: کون سا دن سب سے محترم اور بزرگ ہے؟
>
> لوگوں نے کہا آج کا دن!
>
> پھر فرمایا: کون سا مہینہ سب سے محترم اور بزرگ ہے؟
>
> لوگوں نے کہا کہ یہ مہینہ!
>
> پھر فرمایا: کون سا شہر سب سے زیادہ محترم اور بزرگ ہے؟
>
> لوگوں نے کہا، مکہ کا شہر!

پھر ارشاد فرمایا: اے لوگو! جس طرح آج کا دن یعنی روزِ عرفہ اور یہ مہینہ یعنی ماہ ذی حجہ اور یہ زمین یعنی مکہ کا شہر، محترم اور بزرگ ہیں، اسی طرح تمام مسلمانوں کی جان اور مال قیامت تک کے لیے کہ جب تم خدا سے ملاقات کرو گے اور تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال کیا جائے گا، محترم اور حرام ہے۔

پھر آپ نے سوال کیا کہ کیا میں نے خدا کا حکم تم تک پہنچا دیا ہے؟

سب نے کہا: ہاں!

پھر فرمایا: پالنے والے! تو ان کی بات پر گواہ رہنا۔ اس کے بعد فرمایا: آگاہ ہو جاؤ کہ تم میں سے جس کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اس کے مالک تک پہنچا دے۔ بے شک مسلمان کا خون اور اس کا مال اس کی مرضی کے بغیر کسی پر حلال نہیں ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ظلم مت کرنا اور میرے بعد کافر نہ ہو جانا۔

نوٹ: یہ حدیث اس افسوسناک پہلو کی جانب اشارہ کرتی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کے بعد امت نے اس حکم کے خلاف عمل کیا۔

فروعِ کافی، کتاب حدود میں ابی الجارود نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: راہِ حق میں یا راہِ باطل میں قتل ہونے والا ہر شخص روزِ قیامت اس طرح آئے گا کہ اپنے داہنے ہاتھ سے اپنے قاتل کو پکڑے

ہوئے ہوگا —— اور خون اس کی گردن سے جاری ہوگا اور وہ عرض کرے گا کہ اے پروردگار! اب اس سے پوچھا جائے کہ اس نے مجھے کس وجہ سے قتل کیا تھا؟ پس اگر قاتل نے اسے خداوند عالم کی رضا اور خوشنودی کے سبب قتل کیا ہوگا تو اسے بہشت میں اور مقتول کو دوزخ میں پہنچا دیا جائے گا۔ لیکن اگر قاتل نے مقتول کو خدا کی خوشنودی کے علاوہ کسی اور کی خوشنودی کے لیے قتل کیا ہوگا تو مقتول کو حکم ہوگا کہ تو بھی اپنے قاتل کو اسی طرح قتل کردے جیسے اس نے تجھے قتل کیا تھا۔ پھر خدا جو چاہے گا وہ حکم صادر فرمائے گا۔

فروع کافی کتاب دیات وقصاص میں جابر بن یزید نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ خداوند عالم قیامت کے روز سب سے پہلے مقتولین کے بارے میں فیصلہ صادر فرمائیگا

فروع کافی کتاب دیات میں ابوحمزہ ثمالی نے امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ تم اپنی قوت وطاقت پر اتنے مغرور نہ ہوجانا کہ اپنے ہاتھوں کو لوگوں کے خون سے آلودہ کرنے لگو کیونکہ مظلوم کے خون کا بدلہ لینے کے لیے خداوند عالم کے پاس ایک ایسا قاتل موجود ہے جسے کبھی موت نہیں آئے گی اور وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔

لوگوں نے سوال کیا: وہ کون سا قاتل ہے جو کبھی نہیں مرے گا؟

آپ نے فرمایا: دوزخ کی آگ!

پہلا باب

قتل کی اقسام

اس باب میں چار قوانین بیان کیے گئے ہیں۔
قتل کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:
۱۔ عَمَد ۲۔ شبیہ بعمد ۳۔ خطاءِ محض [۱]

قانون ۱

قتلِ عَمَد سے مُراد قاتل کا کسی دوسرے کو قتل کرنے کے ارادے

---

[۱] فقہاء عامہ میں شافعی اور ابو حنیفہ کے قول کے مطابق قتل کی یہی تین قسمیں ہیں۔ لیکن مالک کے نزدیک قتل کی دو قسمیں ہیں: عَمَدِ محض، خطاءِ محض۔ انھوں نے شبیہِ عَمَد کو بھی قتل قرار دیا ہے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)۔

سے کوئی بھی ایسا فعل انجام دینا جس سے چاہے قتل ہو سکتا ہو یا نہ ہو سکتا ہو یا بغیر ارادہ قتل کے کوئی ایسا فعل انجام دینا جس سے قتل کا گمان غالب ہو۔

فروع کافی کتاب دیات میں حلبی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

> قتل عمد سے مراد قاتل کا ارادتاً کسی کو قتل کرنے کے لیے لوہے، پتھر، لاٹھی یا ہاتھ سے اسے مارنا ہے۔ یہ تمام صورتیں قتل عمد میں شمار کی جائیں گی۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی ایک شخص کو قتل کرنے کا ارادہ کرے لیکن کوئی اور شخص اس کے ہاتھوں سے قتل ہو جائے تو اسے قتل خطاء کہتے ہیں۔

قانون ۲

قتل شبیہ بعمد سے مراد ایسا قتل ہے جس میں قاتل قتل کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور اس نے کسی ایسے فعل کا ارادہ کیا ہو جس سے عام طور پر موت واقع نہیں ہوتی۔ مثلاً کوئی شخص کسی کو تادیب کے لیے مارے اور وہ اتفاقاً مر جائے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب قصاص میں بسند شیخ یونس نے اپنے بعض اصحاب سے اور انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

> اگر کوئی شخص کسی کو لاٹھی یا پتھر سے مارے اور وہ کوئی کلام کرنے سے پہلے ہی مر جائے تو یہ قتل شبیہ عمد ہے۔

چنانچہ قاتل پر اس کی دیت اور خونبہا لازم ہے۔

قانون ۳

اگر قاتل قتل کا ارادہ رکھتا ہو اور اسی ارادے سے اس فعل کو انجام دے لیکن جسے قتل کرنا مقصود تھا۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی قتل ہو جائے مثلاً اگر کوئی شخص حاکم شرع کے حکم سے حد جاری کرنے کے لیے ایک شخص کو تلوار سے قتل کرنا چاہے لیکن کسی دوسرے شخص کی گردن پر جا لگے اور وہ مر جائے یا کوئی شخص شکار کی غرض سے کسی حیوان کی جانب تیر پھینکے اور تیر غلطی سے کسی آدمی کو لگ جائے اور وہ مر جائے تو اسے قتل خطاء محض کہتے ہیں۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب قصاص میں بسند شیخ جمیل بن دراج نے بعض صحابہ سے اور انہوں نے صادقین علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ ان میں سے ایک نے فرمایا:

> ہر وہ چیز قتل عمد کہلائے گی۔ جب کوئی شخص کسی کو قتل کر دینے کے ارادے سے ضرب لگائے اور مر جائے۔ مزید فرمایا: اگر کوئی شخص از خود کسی کو قتل کرنے کا اقرار کرے تو اس کی سزا قتل ہے۔ اگرچہ کہ اس کے خلاف کوئی اور گواہی موجود نہ ہو۔

قانون ۴

قتل عمد کی سزا قتل ہے یعنی قاتل کو مقتول کے بدلے میں قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر مقتول کے ورثاء اس کا خون بہا لینے کے لیے راضی ہو جائیں گے تو پھر اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں یونس نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

> جو شخص کسی مومن کو عمداً قتل کرے گا تو اس کے بدلے میں اسے قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر مقتول کے ورثاء مقتول کا خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں، یا طرفین کم یا زیادہ دیت پر باہم راضی ہو جائیں تو قاتل کو قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

دُوسرا باب

قتلِ عمد کی اقسام

اگر کوئی بالغ و عاقل شخص خود اپنے ہاتھ سے یا کسی دوسرے ذریعے سے کسی مومن کو قتل کردے تو اس شخص پر اس کا قِصاص لازم ہے۔ یہاں پر اس ضمن میں بیس قوانین بیان کیے گئے ہیں۔

قانون ۱

اگر کوئی شخص کسی کو ذبح کردے یا اس کا گلا گھونٹ دے یا یہ کہ مقتول کو جان سے مارنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو لیکن ایسا فعل انجام دے جس سے اس کے مرجانے کا یقین ہو۔ مثلاً کسی کی گردن پر تلوار سے ضَرب لگائے یا اس کے پیٹ میں چھُری مارے یا لاٹھی سے اس قدر مارے کہ وہ مرجائے یا بلندی سے گرائے اور وہ مرجائے اور قتلِ عَمد کی تصدیق ہوجائے تو بغیر کسی اختلاف کے اس پر قِصاص لازم ہوگا۔

جیسا کہ پہلے باب میں مذکور حلبی کی روایت سے یہ بات ظاہر ہے۔
نیز اس کی مثال ہمیں فروع کافی کتاب دیات میں ابو بصیر کی روایت میں بھی ملتی ہے۔ انھوں نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص کسی کو اینٹ، پتھر یا لاٹھی مارے اور وہ مر جائے تو یہ قتل عمد سمجھا جائے گا۔

قانون ۲

اگر کوئی شخص کسی کے خلاف کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے اس کی موت تو واقع نہ ہو لیکن اس کی وجہ سے وہ بیمار ہو جائے اور پھر اس بیماری کے دوران مر جائے یا کسی کو آگ، پانی یا کنویں میں اس طرح دھکیل دے کہ وہ وہاں سے نکل نہ سکتا ہو اور اس کی وہاں موت واقع ہو جائے یا یہ کہ کسی کو شیر کے سامنے پھینک دے تاکہ وہ اسے مار ڈالے یا اس پر خونخوار کتے کو چھوڑ دے تاکہ وہ اسے چیر پھاڑ کر رکھ دے یا اسے سانپ کے سامنے اس طرح ڈال دے کہ سانپ سے بچنا اس کے لیے ممکن نہ رہے اور سانپ کے ڈسنے کے نتیجے میں اس کو موت واقع ہو جائے تو قول مشہور کی بنا پر ان تمام صورتوں میں اس فعل کا ارتکاب کرنے والے پر قصاص لازم ہے۔

قانون ۳

اگر کسی شخص نے جان بوجھ کر کھانے میں زہر ملا کر کسی دوسرے کے سامنے رکھ دیا اور وہ اسے کھا کر مر گیا تو اگر مقتول عاقل اور ممیز تھا اور

یہ بھی جانتا تھا کہ کھانے میں زہر ملا ہوا ہے لیکن پھر بھی اس نے وہ کھانا کھا لیا تو اس صورت میں زہر ملانے والے پر کوئی قصاص اور دیت نہیں ہے لیکن اگر اس کو کھانے کے زہر آلود ہونے کے بارے میں علم نہیں تھا اور اس نے کھانا کھا لیا تو اکثر فقہاء کا قول یہ ہے کہ زہر ملانے والے سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ لیکن بعض دوسرے فقہاء کا قول یہ ہے کہ اگر اس نے کسی کو قتل کرنے کے ارادے سے کھانے میں زہر ملایا تھا تو اسے قتل کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر اس کا ارادہ قتل کرنے کا نہیں تھا لیکن زہر کی مقدار موت واقع ہونے کے لیے کافی تھی تو پھر بھی اسے قتل کر دیا جائے گا۔ بصورت دیگر ان سے قصاص اور خون بہا لیا جائے گا۔

قانون ۴

اگر کوئی شخص کسی کو جادو کے اثر سے مار ڈالے تو فقہاء متاخرین میں سے اکثر کا قول یہ ہے کہ اگر قاتل خود اقرار کرے کہ میں نے اس شخص کو جادو سے قتل کیا ہے تو اس سے قصاص لیا جائے گا لیکن بعض محققین نے شیخ قدس سرہ کی متابعت میں یہ قول اختیار کیا ہے کہ سحر اور جادو کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس لیے اس صورت میں قصاص اور دیت مطلقاً نہیں ہے۔

قانون ۵

اگر کوئی شخص کسی کو قتل کروانے کے لیے قصاص یا ارتداد کی وجہ بنا کر جھوٹی گواہی دیتا ہے اور اس کی گواہی کی بنا پر ملزم کو قتل کر دیا جاتا ہے تو

جس شخص نے جھوٹی گواہی دی ہے اس سے قصاص لیا جائے گا۔ کیونکہ اس کی گواہی کے نتیجے میں ایک جان ضائع ہوئی ہے۔ اسی طرح ان چار گواہوں کے لیے بھی یہی حکم ہے جو کسی کے خلاف زناکاری کی جھوٹی گواہی دیں اور ان کی گواہی پر اس کو سنگسار یا قتل کر دیا جائے تو ان چاروں سے قصاص لیا جائے گا۔ جیسا کہ جواہر الکلام، کتاب قصاص میں فتح بن یزید جرجانی نے امیرالمومنین علیؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر چار اشخاص کسی کے خلاف گواہی دیں اور اس گواہی کے سبب اس شخص کو سنگسار کر دیا جائے اور پھر وہ چاروں اس گواہی سے منحرف ہو جائیں اور کہیں کہ ہمیں اس بارے میں شبہ ہو گیا تھا تو انہیں مقتول کی پوری دیت دینا ہو گی لیکن اگر وہ کہیں کہ ہم نے عمداً یعنی جان بوجھ کر جھوٹی گواہی دی تھی تو مقتول کا ولی ان میں سے ایک کو قتل کرے گا اور باقی تین اشخاص اپنے مقتول ساتھی کے ولی کو دیت کا ۳/۴ حصہ دیں گے۔ اس کے بعد ان بقیہ ماندہ تین گواہوں میں سے ہر ایک کو اسی کوڑے حد قذف کے طور پر لگائے جائیں گے لیکن مقتول کا ولی اگر چاہے تو ان چاروں کو قتل کر سکتا ہے اور اسے ان جھوٹی گواہی دینے والوں کے ورثاء کو تین خون بہا دینے ہوں گے۔ تاہم قصاص سے قبل حاکم شرع کو چاہیے کہ وہ ان سب کو حد قذف کے طور پر اسّی کوڑے لگائے اور پھر انہیں قتل کر دیا جائے۔

قانون ۶

جھوٹے گواہ سے اس صورت میں قصاص لیا جا سکتا ہے جب قصاص لینے والا پہلے مقتول کا ولی اس چیز سے لاعلم ہو کہ گواہ نے جھوٹی گواہی دی ہے اور اگر مقتول کا ولی اس چیز سے باخبر ہو کہ گواہ نے جھوٹی گواہی دی ہے تو گواہ کی بجائے ولی سے قصاص لیا جائے گا۔

قتل میں دو افراد کی شرکت

قانون ۷

اگر دو افراد کسی قتل میں باہم شریک ہوں تو ان میں سے جو قوی تر ہوگا اس سے قصاص لیا جائے گا۔ مثلاً ایک آدمی کنواں کھودے اور دوسرا کسی کو اس کنویں میں گرا دے اور وہ مر جائے تو اس کے عوض کنویں میں گرانے والے کو قتل کیا جائے گا اور کنواں کھودنے والے پر کوئی جرم عائد نہیں ہوگا۔ اس مسئلے میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، کیونکہ قاتل وہی ہے جس نے مرنے والے کو کنویں میں گرایا ہے نہ کہ وہ جس نے کنواں کھودا تھا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو بلندی سے نیچے گرائے اور اثنائے راہ میں کوئی دوسرا آدمی اسے تلوار یا تیر مارے اور وہ مر جائے تو تلوار یا تیر مارنے والا قاتل ہے اور اس سے قصاص لیا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی دوسرا شخص تلوار یا تیر نہ مارے اور وہ بلندی سے گرنے کی وجہ سے مر جائے تو بلندی سے گرانے والے کو ہی قاتل گردانا جائیگا۔

قانون ۸

اگرایک شخص کسی کو پکڑے اور دوسرا سے قتل کرے اور تیسرا آدمی نگرانی کرے کہ اگر کوئی ادھر آئے تو انہیں اطلاع دے تو اس صورت میں جس نے قتل کیا ہے اس سے قصاص لیا جائے گا جس نے مقتول کو پکڑے رکھا، اس کو عمر قید کی سزا دی جائے گی اور جس نے نگرانی کا کام کیا ہے اس کی دونوں آنکھیں ضائع کر کے اسے اندھا کر دیا جائے گا۔ چنانچہ فروع کافی کتاب قصاص میں سکونی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

تین افراد امیرالمومنین علیؑ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ ان میں سے ایک فرد نے کسی شخص کو پکڑا، دوسرے نے اسے قتل کیا اور تیسرا نگرانی کرتا رہا کہ اگر کوئی ادھر آتا ہوا دکھائی دے تو وہ انہیں خبردار کر دے۔ پس آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ نگرانی کرنے والے کو اندھا کر دیا جائے۔ جس نے مقتول کو پکڑے رکھا ہے اسے عمر قید کی سزا دی جائے اور جس نے اسے قتل کیا ہے مقتول کے ورثاء اسے قصاص میں قتل کر دیں۔

کافی میں مذکور حلبی کی روایت میں بھی یہی مضمون وارد ہوا ہے۔ ؎

؎ فقہاء عامہ میں سے شافعی اور ابوحنیفہ کا قول ہے کہ قاتل سے قصاص لیا جائے گا اور جس نے مقتول کو پکڑے رکھا خواہ وہ پکڑنا قتل کے ارادے سے ہو اس کو تادیب و تعزیر کی جائے گی اور اگر صرف شوخی کے تحت پکڑا ہو تو اس کے لیے کوئی سزا نہیں ہے ←

قانون ۹

اگر کسی شخص نے ایک دوسرے شخص کو کسی تیسرے شخص کو قتل کرنے کے لیے کہا، پس اگر قتل کے لیے کہنے والا اور قتل کرنے والا دونوں عاقل، بالغ اور آزاد ہوں تو کہنے والے کو عمر قید کی سزا دی جائے گی اور جس نے قتل کیا ہے اس سے قصاص لیا جائے گا۔ کیونکہ ہمارے مذہب میں کسی کو قتل کرنے یا خون ریزی کے مسئلے میں تقیہ نہیں ہے اور ان امور میں ایک بالغ اور عاقل شخص پر جبر ثابت نہیں ہوتا۔ نیز یہ کہ تقیہ کا حکم جان کی حفاظت کے لیے ہے۔ چنانچہ اگر ایک شخص کو قتل و غارت کرنے کا حکم دیا جائے تو اس مقام پر تقیہ کرنا درست نہیں ہے۔ اس کے برعکس قطع اعضاء کے جرم میں جبر و اکراہ ثابت ہے اور اس کو ہم آنے والے صفحات میں بیان کریں گے۔

فروع کافی کتاب قصاص میں زرارہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کو ایک تیسرے شخص کے قتل کرنے کا حکم دیا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس بارے میں امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

> جس نے قتل کیا ہے بدلے میں اسے قتل کیا جائے گا اور جس نے قتل کرنے کا حکم دیا ہے اسے عمر قید کی سزا دی جائے گی۔[1]

مالک کا قول ہے کہ اگر قتل کے ارادے سے پکڑتا ہے تو اسے بھی قتل کیا جائے گا۔ نیز ابو حنیفہ کے نزدیک نگرانی کرنے والے کی سزا بھی قتل ہے۔

[1] فقہا عامہ میں سے شافعی کی رائے میں قتل کا حکم دینے والے اور اس حکم پر عمل کرنے والے کے لیے دو قول ہیں۔ پہلا قول تو یہ ہے کہ ان دونوں سے قصاص لیا ←

قانون ۱۰

جس کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اگر وہ نابالغ، غیر ممیز یا دیوانہ ہے تو وہ آزاد ہو یا غلام قول مشہور کے مطابق حکم دینے والے کو قتل کیا جائے گا۔ اس لیے کہ اس صورت میں حکم دینے والا ہی فاعل ہے اور محکوم صرف ایک ذریعہ ہے اس لیے اس پر کوئی سزا نہیں ہوگی۔

قانون ۱۱

جسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اگر وہ نابالغ ہو لیکن ممیز ہو اور نیک و بد اور حلال و حرام کو پہچانتا ہو تو قول مشہور یہ ہے کہ ایسی صورت میں قتل کا حکم دینے والے اور قتل کرنے والے میں سے کسی ایک پر بھی قصاص اور خون بہا نہیں ہے کیونکہ قاتل بالغ نہیں ہے، اس لیے اس پر قصاص نہیں اور نہ ہی وہ کسی کا آلۂ کار ہے کہ اسے حکم دینے والے سے قصاص لیا جائے لیکن قاتل کے سرپرستوں کو چاہیے کہ وہ مقتول کے ورثاء کو خون بہا ادا کریں۔ کیونکہ نابالغ کا قتل عمد قتل خطاء شمار ہوتا ہے اور قتل خطاء میں دیت سرپرست کے ذمہ ہے۔

جائے گا لیکن اگر مقتول کے ورثاء دیت لینا قبول کرلیں تو پھر ہر ایک سے آدھی دیت لیں گے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قتل کا حکم دینے والے سے قصاص لیا جائے گا اور اس حکم پر عمل کرنیوالے سے نصف خون بہا لیا جائے گا۔ ابوحنیفہ کا قول ہے کہ جسے حکم دیا گیا اور اس نے قتل کیا ہے اس سے قصاص لیا جائے گا اور حکم دینے والے پر کوئی سزا نہیں ہے (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)۔

قانون ۱۲

اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ تم خودکشی کرلو اور وہ خودکشی کرلے تو قول مشہور کے مطابق جس کو حکم دیا گیا ہے اگر وہ غیر ممیز یا دیوانہ ہے تو حکم دینے والے سے قصاص لیا جائے گا۔ اس لیے کہ اس صورت میں خودکشی کرنے والا کمزور اور حکم دینے والا قوی ہے لیکن اگر خودکشی کرنے والا بالغ، عاقل اور ممیز ہے تو حکم دینے والے پر کوئی الزام نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں خودکشی کرنے والا قوی تر ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اگر حکم دینے والے نے اپنے حکم میں سختی اور تہدید سے کام لیا ہے تو حکم دینے والے پر قصاص ہے۔ [1]

قانون ۱۳

اگر کوئی کسی سے کہے کہ تم مجھے قتل کردو، ورنہ میں تمہیں قتل کردوں گا تو یہ جاننے کے باوجود کہ اگر مخاطب نے اسے قتل نہ کیا تو وہ مخاطب کو قتل کر دے گا، اسے قتل کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر مخاطب اس کہنے والے کو قتل بھی کردے تو علماء کے مابین قول مشہور کے مطابق اگرچہ وہ گناہ کا مرتکب

---

[1] فقہا عامہ میں شافعی قتل کا حکم دینے والے اور قتل کرنے والے کی سزا کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر قتل کرنیوالا نابالغ اور غیر ممیز یا بالغ اور جاہل ہو تو حکم دینے والے سے قصاص لیا جائے گا لیکن اگر قتل کرنیوالا عاقل اور بالغ ہے تو حکم دینے والے پر کوئی الزام نہیں ہے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

ہوا ہے لیکن چونکہ مخاطب نے یہ فعل مقتول کے اذن سے کیا ہے اس لیے قصاص اور دیت اس پر سے ساقط ہو جائے گی۔ اسی طرح چونکہ مقتول نے قتل کی اجازت دے کر اپنی جان کی حرمت کا حق ساقط کر دیا ہے اس لیے اس کے ورثار بھی قاتل پر کوئی حق نہیں رکھتے۔ ؎

قانون ۱۴۳

اگر کوئی شخص کسی کو مجبور کرے کہ فلاں کا ہاتھ یا پاؤں یا کان وغیرہ کاٹ دو اور اگر تم نے میری بات پر عمل نہ کیا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ پس اگر وہ شخص اس کے مجبور کرنے پر اس شخص کا کوئی عضو قطع کر دے تو حکم دینے والے سے قصاص لیا جائے گا۔ کیونکہ اعضار کے مسئلے میں جبر ثابت ہے اور وہ شخص جان کے خوف سے ایسا فعل انجام دے سکتا ہے کہ جس میں کسی کی جان جانے کا خدشہ نہ ہو لیکن اگر حکم دینے والا کہے کہ عمر یا زید میں سے کسی ایک کا ہاتھ قطع کرو اور جسے حکم دیا گیا ہے وہ ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کرے تو اس صورت میں قصاص کے بارے میں علمار کے درمیان اختلاف ہے۔ اکثر علمار کا بلکہ مشہور قول یہی ہے کہ اس صورت میں بھی قصاص حکم دینے والے سے لیا جائے گا۔ کیونکہ عرف عام میں حکم دینے والے اور اس فعل پر مجبور کرنے والے کو ہی قاتل کہا جائے گا۔

؎ شافعی نے بھی اس حکم کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

قانون ۱۵

اگر کوئی شخص کسی کا ہاتھ قطع کردے اور جوابا وہ شخص اس کا پاؤں قطع کردے اور ان میں سے ایک کا زخم اچھا ہوجائے اور دوسرے کا زخم خراب ہوجانے کے نتیجے میں اس کی موت واقع ہوجائے تو اس صورت میں ایک کو قاتل اور دوسرے کو جارح قرار دیا جائے گا۔ چنانچہ اگر قاتل سے قصاص لیا جائے گا تو مقتول نے جو زخم اسے لگایا ہے، اس کی دیت اس کو دی جائے گی۔ کیونکہ اس صورت میں قاتل کامل ہے لیکن مقتول ناقص ہے لیکن اگر دونوں کے زخم اچھے نہ ہوں اور دوسرا بھی مرجائے تو دونوں قاتل ہیں لیکن اس کے برعکس اگر ایک شخص نے ایک آدمی کا ہاتھ قطع کیا اور دوسرے نے اسے قتل کردیا تو اس صورت میں دوسرے کو قاتل گردانا جائے گا۔

کئی زخم لگانے کی سزا

قانون ۱۶

اگر کوئی شخص کسی کو بہت سے زخم لگائے اور وہ مرجائے تو زخم لگانے کی دیت قتل کی سزا میں شامل ہوکر ساقط ہوجائے گی۔ اس مسئلہ میں فقہاء خاصہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن اگر زخم ایسے ہوں جن پر قصاص واجب ہوتا ہے تو ان کی سزا کو قتل کی سزا میں شامل کردینے میں اختلاف ہے اور اس اختلاف کا سبب روایات ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اگر پہلے کسی کے ہاتھ، کان اور

اور ناک کاٹے جائیں اور ان زخموں سے مجروح مر جائے یا بعد میں اسے قتل کر دیا جائے تو پہلے اس قاتل کے یہ اعضاء قطع کیے جائیں گے اور پھر اسے قتل کر دیا جائے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ معمولی زخم قتل میں شامل قرار پائے گا۔ اس لیے اس کا قصاص ختم ہو جائے گا اور مجرم کو صرف قتل کیا جائے گا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اگر سارے زخم ایک ہی وار سے لگے ہوں مثلاً تلوار کے ایک ہی وار سے آنکھیں، ناک اور ہاتھ قطع ہو گئے ہوں تو ان زخموں کی سزا ختم ہو جائے گی اور اس قاتل کو صرف قتل کیا جائے گا۔ لیکن اگر ضربیں علٰحدہ علٰحدہ لگائی گئی ہوں مثلاً پہلے آنکھ نکالی گئی ہو، پھر اس کے کانوں کو قطع کیا گیا ہو اور پھر ہاتھ اور پاؤں کو قطع کیا گیا ہو تو ایسی صورت میں مقتول کے ورثاء کو حق حاصل ہے کہ وہ اسی طرح قاتل کے اعضاء کو قطع کریں اور اگر ان اعضاء کے قطع ہونے سے نہ مرے تو پھر اسے قتل بھی کر دیں۔ علماء کے مابین یہی قول مشہور ہے۔ [1]

قتل کے جرم میں شرکت کی سزا

قانون ۱۷

اگر چند آدمی مل کر کسی کو قتل کریں۔ مثلاً سب مل کر اسے کنوئیں یا دریا میں

---

[1] فقہ عامہ میں ابو حنیفہ کا قول ہے کہ اعضاء کا قصاص اور دیت خون کے قصاص اور دیت میں شامل ہو جاتی ہے۔ شافعی کا قول ہے کہ اعضاء کا قصاص خون کے قصاص میں شامل نہیں ہو سکتا لیکن اعضاء کی دیت اور خون بہا قتل کی دیت اور خون بہا میں شامل ہو جاتا ہے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

دھکا دے دیں اور وہ مر جائے یا وہ سب اس کے گلے میں رسی باندھ کر اسے گھسیٹیں اور وہ مر جائے یا سب مل کر کسی ہتھیار سے اسے ماریں اور وہ مر جائے تو ان تمام صورتوں میں ہر ایک سے قصاص لیا جائے گا۔ پس اگر دس آدمی مل کر ایک آدمی کو قتل کریں تو ہر ایک سے دیت کا دسواں حصہ لیا جائے گا۔ تاہم مقتول کے ورثاء اگر چاہیں تو قصاص میں ان سب کو قتل کر سکتے ہیں۔ لیکن اس صورت میں ضروری ہے کہ وہ ان کے ورثاء کے درمیان نو افراد کی دیت اور خون بہا برابر برابر تقسیم کریں۔ نیز اگر وہ چاہیں تو ان قاتلوں میں سے کسی ایک کو قتل کر سکتے ہیں اور باقی نو قاتلوں میں سے ہر شخص ایک فرد کے خون کی دیت کا ۱/۱۰ حصہ اپنے ساتھی مقتول کے ولی کو دے گا۔ [1] علماء خاصہ کا اجماع اور روایات اس حکم کے صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

چنانچہ فروع کافی کتاب قصاص و دیات میں فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے دریافت کیا کہ دس آدمیوں نے مل کر ایک شخص کو قتل کیا ہے، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: مقتول کے ورثاء کو اختیار حاصل ہے کہ وہ ان سب کو قتل کر دیں اور ان کے وارثوں کو نو افراد کا خون بہا

---

[1] فقہاء عامہ میں شافعی، ابو حنیفہ، احمد بن حنبل اور مالک کا قول ہے کہ مقتول کے ورثاء چاہیں تو قصاص میں ان سب کو قتل کر دیں اور ان پر دیت نہیں ہوگی۔ اگر ان میں سے بعض کو قتل کریں تو دوسرے اپنے حصے کے مطابق اس پہلے مقتول کی دیت ادا کریں گے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

ادا کریں یا ان میں سے کسی ایک کو قتل کریں اور ان نو قاتلوں
میں سے ہر ایک دیت کا دسواں حصہ اپنے ساتھی مقتول کے
ورثاء کو ادا کرے۔

قانون ۱۸

اگر تین افراد مل کر ایک آدمی کے کسی عضو مثلاً ہاتھ وغیرہ پر چھری یا تلوار رکھ کر اس کو اس قدر دبائیں کہ اس کا ہاتھ قطع ہوجائے تو اس آدمی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ ان میں سے ہر ایک سے ہاتھ کی دیت حاصل کرے جو پوری دیت کا نصف ہوتی ہے یا چاہے تو قصاص لے اور ان میں سے ہر ایک کا ہاتھ قطع کرے اور دو ہاتھوں کی دیت ان کے درمیان برابر تقسیم کر دے لیکن اگر وہ ان میں سے کسی ایک کا ہاتھ قطع کرے تو باقی دونوں میں سے ہر ایک سے ہاتھ کی دیت کا ۱/۲ حصہ لے کر اسے دے۔ اس طرح ان کی جیب سے کچھ نہیں جائے گا۔ لیکن اگر دو آدمیوں کے ہاتھ قطع کرے تو اپنی جیب سے ایک ہاتھ کی دیت ادا کرے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں ابو مریم الانصاری نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر دو آدمی کسی ایک آدمی کا ہاتھ قطع کردیں تو اس کے ولی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ ان دونوں کے ہاتھ قطع کر دے لیکن اس صورت میں اسے چاہیے کہ ایک ہاتھ کا خون بہا انہیں ادا کرے جسے وہ آپس میں تقسیم کریں گے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ ایک ہاتھ کا خون بہا ان دونوں سے وصول کرے۔

امامؑ نے پھر فرمایا کہ اگر وہ ان میں سے صرف ایک آدمی کا ہاتھ قطع کرے تو وہ آدمی جس کا ہاتھ نہیں کاٹا گیا وہ پوری انسانی دیت کا ۳/۴ حصہ اس آدمی کو دے گا جس کا ہاتھ کاٹا گیا ہے۔[1]

قانون ۱۹

اگر دو آزاد اور مسلمان عورتیں ایک مرد کو قتل کرنے میں باہم شریک ہوں تو مقتول کے ورثاء کو حق حاصل ہے کہ وہ دونوں کو قتل کر دیں اور بطور دیت کچھ ادا نہ کرے کیونکہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہوتی ہے۔ اگر دو سے زیادہ عورتوں نے ایک مرد کو قتل کیا ہو تو مقتول کے وارث کو حق حاصل ہے کہ ان سب کو قتل کر دے اور دو کے علاوہ باقی ماندہ کی دیت ان سب کے ورثاء کے مابین مساوی تقسیم کرے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب قصاص، عورت کے ہاتھوں مرد کے قتل والے باب میں محمد بن مسلم نے نقل کیا ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ اگر دو عورتیں ایک مرد کو عمداً قتل کر دیں تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: ان دونوں عورتوں کو اس جرم کے نتیجے میں قتل کیا جائے گا اور اس بارے میں کسی نے اختلاف نہیں کیا ہے۔

---

[1] فقہاء عامہ میں شافعی، احمد بن حنبل اور مالک نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ لیکن ابو حنیفہ کا قول ہے کہ ایک ہاتھ کے قصاص میں ان سب کے ہاتھ قطع نہیں کیے جا سکتے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون ۲۰

اگر ایک آزاد مرد اور ایک آزاد عورت کسی مسلمان مرد کے قتل کرنے میں باہم شریک ہوں تو اگر مقتول کا وارث دیت اور خون بہا لینا چاہے تو علماء کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ قاتل مرد اور قاتل عورت میں سے ہر ایک آدھی دیت اور خون بہا مقتول کے وارث کو دیں گے اور اگر مقتول کا وارث چاہے تو ان دونوں کو قتل بھی کر سکتا ہے۔ اس صورت میں اکثر علماء کا بلکہ قول مشہور یہ ہے کہ مقتول کا وارث قاتل مرد کے وارث کو نصف دیت دے گا اور عورت کے وارث کو کچھ نہیں دیا جائے گا۔ لیکن بعض مجتہدین کا قول ہے کہ مقتول کا وارث دو تہائی دیت قاتل مرد کے وارث کو اور ایک تہائی ثلث قاتلہ عورت کے وارث کو دے گا۔ لیکن اگر وہ صرف قاتل مرد کو ہی قتل کرے تو قول مشہور کے مطابق قاتلہ مرد کی نصف دیت اس قاتل مرد کے وارث کو دے گی۔ لیکن بعض علماء کا قول ہے کہ وہ عورت کی آدھی دیت قاتل مرد کے وارث کو دے گی۔

تیسرا باب

قتل کی سزا اور قصاص کی شرائط

اِس باب میں بیس قوانین بیان کیے گئے ہیں:

قانون ۱

قصاص کے لیے پانچ شرائط ہیں: اوّل آزادی اور بندگی میں قاتل اور مقتول دونوں برابر ہوں۔ چنانچہ اگر کسی آزاد شخص نے کسی غلام کو قتل کر دیا تو اس سے قِصاص نہیں لیا جائے گا۔ لیکن ایک آزاد فرد کو ایک آزاد فرد کے بدلے میں صرف اس صورت میں قتل کیا جائے گا جب مقتول عورت کا وارث اس مرد کے وارث کو ایک مرد کی نصف دِیت ادا کرے۔ نیز ایک آزاد عورت کو ایک آزاد عورت یا ایک آزاد مرد کے عوض قتل کیا جا سکتا ہے اور قول مشہور کی بنا پر اس میں دِیت کی ادائیگی کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ چنانچہ فُروع کافی کتاب دِیات و قِصاص میں عبداللہ بن مسکان نے امام صادقؑ سے روایت کی ہے

کہ آپ نے فرمایا:

اگر کوئی عورت کسی مرد کو قتل کر دے تو عورت کو قتل کر دیا جائے گا اور اگر کوئی مرد کسی عورت کو قتل کر دے تو اگر عورت کے ورثاء چاہیں تو اس عورت کے عوض اس مرد کو قتل کر سکتے ہیں لیکن پہلے اسے نصف دیت دی جائے گی اور پھر اسے قتل کیا جائے گا۔ لیکن اگر عورت کے ورثاء قصاص نہ لینا چاہیں تو انہیں قاتل سے خون بہا لینا ہوگا۔ عورت کا خون بہا مرد کے خون بہا کا نصف ہے اور اس بارے میں بہت سی معتبر احادیث وارد ہوئی ہیں۔ [1]

دوئم شرط: قاتل اور مقتول دونوں ایک ہی دین کے پیروکار ہوں۔

قانون ۲

ایک مسلمان کو کسی حربی، ذمی یا پناہ یافتہ کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جاسکتا۔

پس اگر ایک مسلمان یہودیوں، عیسائیوں یا مجوسیوں میں سے ایک کافر ذمی یا مسلمانوں کے پناہ دیئے ہوئے کسی کافر کو قتل کر دے تو حاکم شرع اسے تعزیر کرے گا اور اس سے ذمی کی دیت وصول کی جائے گی۔ چنانچہ فروع کافی کتاب قصاص و دیات میں محمد بن قیس نے امام ابو محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر ایک مسلمان کسی کافر ذمی کو قتل یا زخمی کر دے تو اس پر قصاص نہیں ہے بلکہ ایک کافر ذمی پر ظلم کرنے کے نتیجے میں اس مسلمان

سے آٹھ سو درہم خون بہا لیا جائے گا۔ ؎۱

قانون ۳

اگر کوئی مسلمان ذمی کافروں مثلاً یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہ کو قتل کرنے کا عادی ہو جائے تو اسے دیت کی اضافی رقم دینے کے بعد قتل کیا جائیگا چنانچہ فروع کافی کتاب دیات وقصاص میں اسماعیل بن الفضل سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ کیا مسلمان کو کافر ذمی کے عوض قتل کیا جائے گا؟

آپ نے فرمایا: نہیں! لیکن اگر وہ ذمی کافروں کو قتل کرنے کا عادی ہو جائے تو اس صورت میں اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ وہ ظالم اور ستمگر بن گیا ہے لیکن بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اسے قصاص کے طور پر نہیں بلکہ امام یا حاکم شرع کی نافرمانی کی وجہ سے قتل کیا جائے گا اور بعض علماء نے کہا ہے کہ اسے مطلقاً قتل نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اس کو تعزیر کی جائے گی اور اس سے ذمی کی دیت لی جائے گی۔

قانون ۴

اگر ایک کافر ذمی دوسرے کافر ذمی کو قتل کر دے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ اسی طرح ذمی مرد کو اضافی دیت دینے کے بعد ذمی عورت کے عوض قتل کیا جائے گا۔

؎۱ فقہائے عامہ میں سے ابو حنیفہ کا قول ہے کہ مسلمان سے کافر ذمی کا قصاص لیا جائے گا۔ نیز انہوں نے مسلمانوں کی پناہ میں آنے والے کافر کو کافر حربی کے مساوی قرار دیا ہے۔

نیز ذمی عورت کو بھی ذمی مرد یا عورت کے عوض قتل کیا جائے گا۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات وقصاص میں سکونی نے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ امیرالمومنین علیؑ نے فرمایا:

اگر یہودی عیسائی یا مجوسی ایک دوسرے کو عمداً قتل کریں تو انہیں ایک دوسرے کے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔

قانون ۵

اگر ایک کافر ذمی کسی مسلمان کو عمداً قتل کردے تو قول مشہور کے مطابق اسے اور اس کے مال کو مقتول مسلمان کے ورثاء کے سپرد کردیا جائے گا اور انہیں اختیار ہوگا کہ وہ امام یا حاکم شرع کی اجازت سے اسے قتل کردیں یا اسے غلام بناکر اپنے پاس رکھیں۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات وقصاص میں قریس الکناسی سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی عیسائی کسی مسلمان کو قتل کردے اور اگر گرفتار ہونے پر اسلام لے آئے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا: اسے قتل کردیا جائے گا۔

پھر سوال ہوا کہ اگر وہ گرفتار ہونے کے بعد اسلام قبول نہ کرے؟

امامؑ نے فرمایا: اس صورت میں اسے مقتول کے ورثاء کی تحویل میں دیدیا جائے گا۔ اگر وہ چاہیں تو اسے قتل کردیں اور اگر چاہیں تو اسے معاف کردیں اور اپنا غلام بناکر اپنے پاس رکھیں۔ اگر اس کے پاس کوئی مال ہو تو وہ مال بھی مقتول کے ورثاء کو ملے گا۔ لیکن اس کے نابالغ بچوں کے بارے میں اختلاف ہے بعض علماء کا

کہنا ہے کہ وہ آزاد رہیں گے اور بعض کا کہنا ہے کہ ان کو بھی اس کے مال میں شمار کیا جائے گا۔ چنانچہ اگر وہ اسے غلام بناتے ہیں تو اس کا پورا مال لے لیں گے اور اگر اسے قتل کرتے ہیں تو مال نہیں لیں گے۔

قانون ۶

اگر ایک مرتد فطری یا ملی کسی کافر ذمی مثلاً یہودی یا عیسائی کو عمداً قتل کردے تو قول مشہور کی بنا پر اسے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ کیونکہ دونوں کافر ہیں اور تمام کفار ایک ملت ہیں لیکن اگر مرتد ملی توبہ کرے اور اسلام لے آئے تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ اس سے خون بہا لیا جائے گا۔ اسی طرح اگر ایک کافر ذمی کسی مرتد ملی یا فطری کو قتل کردے تو اسے اس کے عوض میں قتل کردیا جائے گا۔ اس لیے کہ مرتد کا خون کافر کی نسبت محترم ہے۔ اگر کسی مرتد کو ایک مسلمان قتل کردے تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ لیکن اگر امام یا حاکم شرع کے حکم کے بغیر قتل کرے گا تو وہ گناہ اور معصیت کا مرتکب ہوگا۔ تاہم اس کے خون بہا کے متعلق علماء میں اختلاف ہے اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ اس کا خون بہا نہیں ہے۔

سوئم: قاتل مقتول کا باپ نہ ہو۔

قانون ۷

اگر باپ اپنے بیٹے یا دادا اپنے پوتے کو عمداً قتل کردے اور باپ یا دادا چاہیے کافر اور بیٹا مسلمان بھی ہو، تب بھی ان سے قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ انہیں تعزیر

کی جائے گی اور ان پر کفارہ اور دیت لازم ہو جائے گی لیکن اگر باپ کسی دوسرے کے ساتھ مل کر اپنے بیٹے کو قتل کرے تو اس دوسرے شخص کو قتل کیا جائے گا اور باپ نصف دیت اس دوسرے شخص کے وارث کو ادا کرے گا۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات و قصاص میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

> اگر باپ اپنے بیٹے کو قتل کر دے تو اسے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اگر بیٹا اپنے باپ کو قتل کر دے تو بیٹے کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ [1]

نیز اسی باب میں علاؤ بن فضل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

> مقتول خواہ بیٹا ہو یا بیٹی ہو لیکن باپ سے اپنی اولاد کے قتل پر قصاص نہیں لیا جائے گا۔ لیکن بیٹے کو اپنے باپ کے قتل پر قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ نیز قاتل کو مقتول کی جائیداد سے ورثہ میں کچھ نہیں ملے گا۔ اگرچہ قتل غلطی سے ہی کیوں نہ ہوا ہو۔

وسائل الشیعہ کتاب قصاص میں محمد بن الحسن کی سند سے جابر نے روایت کی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا

> اگر کوئی شخص اپنے بیٹے یا غلام کو قتل کر دے تو اسے اس جرم کی بنا پر قتل نہیں کیا جائے گا، بلکہ سخت مار ماری جائے گی اور جلاوطن کر دیا جائے گا۔

---

[1] فقہاء عامہ کا قول ہے کہ اگر باپ اپنے بیٹے کو ذبح کر دے یا اس کا پیٹ چاک کر دے تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون ۸

بیٹے کو باپ کے قتل کے بدلے میں، ماں کو بیٹے کے قتل کے بدلے میں اور بیٹے کو ماں کے قتل کے بدلے میں بطور قصاص قتل کیا جائے گا۔ اسی طرح نانا نانی اور دادی وغیرہ کو پوتے یا نواسے کے قتل کے عوض قتل کیا جائے گا اور پوتے یا نواسے کو ان کے قتل کے بدلے میں بطور قصاص قتل کیا جائے گا۔ نیز دوسرے اعزہ مثلاً بھائی، چچا، خالو اور ماموں وغیرہ کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔ یعنی اگر وہ ایک دوسرے کو قتل کریں تو ان سب سے قصاص لیا جائے گا۔ اس لیے کہ قصاص کی ادلّہ کے عمومی پہلو ان پر بھی منطبق ہوتے ہیں لیکن جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے، باپ اور دادا کے بارے میں حکم صرف ایک ایسی صورت ہے جو دلیل کے ساتھ حکم قصاص سے خارج ہے۔ [۱]

قانون ۹

اگر دو بیٹوں میں سے ایک نے باپ کو قتل کیا اور دوسرے نے ماں کو قتل کیا تو وہ دونوں ایک دوسرے کو قصاص میں قتل کر سکتے ہیں۔ اگر یہ طے نہ ہو سکے کہ کون کس کو پہلے قتل کرے تو حاکم شرع قرعہ اندازی کرے گا۔ چنانچہ جس کا نام

---

[۱] فقہاء عامہ میں سے شافعی وغیرہ کا قول ہے کہ ماں باپ اور ان سے اوپر مادری، پدری اجداد کو فرزند کے عوض قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔
(کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

نکل آئے گا وہ قتل کرنے میں پہل کرے گا اور پھر مقتول کے ورثاء قصاص میں اسے بھی قتل کر دیں گے۔

چہارم: قاتل عقلِ سلیم رکھتا ہو۔

قانون ۱۰

اگر کوئی دیوانہ کسی عاقل یا دیوانے کو قتل کر دے تو اسے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اس کے سرپرستوں سے خون بہا وصول کیا جائے گا۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں محمد بن الحسن کی سند سے محمد بن مسلم نے روایت کی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

جب کوئی دیوانہ عمداً یا سہواً کسی جرم کا مرتکب ہوتا تو امیرالمومنین علیؑ اس کی دیت اس کے سرپرستوں پر ڈال دیتے تھے۔

قانون ۱۱

اگر ایک شخص بقائمِ ہوش و حواس کسی کو قتل کر دے اور بعد میں دیوانہ ہو جائے تو اسے مقتول کے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات و قصاص میں یزید بن معاویہ العجلی نے محمد بن حسن کی سند سے روایت بیان کی ہے کہ امام محمد باقرؑ سے سوال کیا گیا کہ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے کہ جس نے بقائمِ ہوش و حواس قتل کے جرم کا ارتکاب کیا اور قبل اس کے کہ شہادت و گواہی کے ذریعے اس کا جرم ثابت ہو اور اس کو سزا دی جائے وہ پاگل ہو گیا اور اس کی عقل جاتی رہی لیکن بعد میں چند اشخاص کی شہادت سے

یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس نے بقائم ہوش وحواس قتل کے جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اگر یہ ثابت ہو جائے کہ قتل کرتے وقت اس کی عقل میں کوئی نقص نہ تھا تو اس سے قصاص لیا جائے گا لیکن اگر اس کے پاس مال ہو اور مقتول کے ورثاء اس بات پر راضی ہو جائیں تو اس کے مال سے خون بہا لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو پھر مقتول کا خون بہا بیت المال سے ادا کیا جائے گا تاکہ مسلمان کا خون ضائع نہ ہو۔

قانون ۱۲

اگر کوئی عاقل شخص کسی دیوانے کو قتل کر دے تو اسے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے دیت ادا کرنی ہوگی لیکن اگر کوئی دیوانہ شخص کسی عاقل شخص کو قتل کرنے کے لیے اس پر حملہ کرے اور دیوانے کو قتل کرنے کے علاوہ دفاع ممکن نہ ہو تو اس صورت میں دیوانے کا خون مباح ہے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات وقصاص میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے سوال کیا کہ جو شخص کسی دیوانے کو قتل کر دے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اگر دیوانے نے اس شخص پر حملہ کیا ہو اور وہ شخص اپنے آپ کو دیوانے سے بچانے کی کوشش کر رہا ہو اور اس دوران اس کے ہاتھوں وہ دیوانہ قتل ہو جائے تو اس شخص پر

دیت و قصاص لازم نہیں ہوگا لیکن اس مقتول دیوانے کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی لیکن اگر کوئی عاقل شخص بغیر کسی وجہ کے جان بوجھ کر کسی دیوانے کو قتل کر دے تو دیوانے کے بدلے میں اسے قتل نہیں کیا جائے گا لیکن قاتل پر واجب ہوگا کہ اپنے مال سے مقتول کے ورثار کو اس کا خون بہا ادا کرے۔ نیز خداوند عالم کی بارگاہ میں توبہ کرے اور اپنے گناہ کی معافی مانگے۔

قانون ۱۳

اگر کوئی نابالغ بچہ کسی بالغ شخص یا نابالغ کو قتل کر دے تو اسے مقتول کے عوض قتل نہیں کیا جائے گا لیکن اس کے عاقلہ سے مقتول کا خون بہا وصول کیا جائے گا۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب دیات کے آخر میں شیخ صدوق کی اسناد سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیؑ نے فرمایا:

> اگر کوئی نابالغ کسی دوسرے شخص کو عمداً قتل یا زخمی کر دے تو یہ خطا کے حکم میں ہے۔ اس کے جرم کا تاوان اس کے عاقلہ کے ذمہ ہوگا۔

قانون ۱۴

اگر کوئی بالغ شخص کسی نابالغ کو عمداً قتل کر دے تو اس بارے میں دو قول ہیں۔ اکثر علمار کا قول یہ ہے کہ اسے مقتول کے بدلے میں قتل کر دیا جائیگا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ "النفس بالنفس" یعنی نفس کے بدلے نفس کو قتل کیا

جاتا ہے لیکن بعض علماء کا قول یہ ہے کہ اسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے خون بہا لیا جائے گا۔

قانون ۱۵

اگر کوئی شخص مستی کی حالت میں جبکہ اس کی عقل زائل ہو چکی ہو۔ اگر کسی شخص کو قتل کر دے تو اگر وہ مستی کی حالت میں نہ ہوتا تو اس سے قصاص لیا جاتا۔ اکثر علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے قصاص لیا جا سکتا ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے دیت لی جائے گی۔ اگر نیند کی حالت میں کوئی شخص کسی کو قتل کر دے تو اس پر قصاص نہیں ہے لیکن اس سے دیت لی جائے گی۔ اس کی تفصیل دیت کے احکام میں بیان کی جائے گی۔

قانون ۱۶

اگر کوئی اندھا آدمی کسی کو عمداً قتل کر دے تو بزرگ علماء کے مابین اس کی سزا کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ تاہم متاخرین میں قول مشہور یہ ہے کہ جرم و سزا کے مسئلے میں نابینا کے عمد و خطاء کے بارے میں وہی حکم ہے جو بینا افراد کے قتل خطا کے برابر ہے۔ چنانچہ بعض روایات میں آیا ہے کہ اندھے پر واجب دیت کو اس کے عاقلہ تین سال کی مدت میں ادا کریں گے۔ اگر عاقلہ نہ ہوں تو دیت خود اس کے مال سے ادا کی جائے گی اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو پھر دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔

پنجم: مقتول کا خون شرعی نقطۂ نظر سے محترم ہو اور اس کا قتل واجب

یا مباح نہ ہو۔ چنانچہ ایک ایسے شخص کو جس کا خون مسلمانوں پر مباح ہے، ایک مسلمان قتل کر دیتا ہے تو قاتل پر قصاص واجب نہیں ہے۔

قانون ۱۷

اگر کوئی مسلمان حاکم شرع کی اجازت کے بغیر کسی مرتد کو قتل کر دے تو وہ اجازت حاصل نہ کرکے گناہ کا مرتکب ہوا ہے لیکن اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا کیونکہ مقتول کا خون شریعت نے تمام مسلمانوں کے لیے مباح قرار کر رکھا ہے۔ اس مسئلے کو حصہ اول میں مرتد کے احکام کے ذیل میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔

قانون ۱۸

اگر کوئی شخص کسی ایسے گناہ کا مرتکب ہوا ہو جس کی سزا موت ہو۔ مثلاً زنا کی چند صورتیں یا لواطت وغیرہ اور اس کا گناہ حاکم شرع کے سامنے ثابت بھی ہو چکا ہو تو اگر کوئی شخص حاکم شرع کی اجازت کے بغیر اسے قتل کر دے تو وہ معصیت کا مرتکب ہوا ہے۔ اس پر دیت اور قصاص نہیں ہوگا۔ کیونکہ فی الجملہ اس کا خون مباح تھا۔ اگرچہ کہ اس کے قتل کے لیے حاکم شرع کا اذن ضروری تھا۔ اسی طرح قتل کا طریق بدل جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مثلاً کسی کو سنگسار کیا جانا تھا اور کسی نے اسے تلوار یا تیر وغیرہ سے قتل کر دیا۔ یا اس کے برعکس وقوع پذیر ہو گیا۔ چونکہ شریعت کا مقصد اسے قتل کرنا تھا اور وہ ان تمام صورتوں میں حاصل ہو جاتا ہے۔

قانون ۱۹

ایسے مواقع پر جہاں قصاص کے طور پر قتل کرنے کا حق صرف مقتول کے ولی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر وہ چاہے تو اس شخص کو قصاص میں قتل کرے یا اس سے خون بہا اور دیت لینے پر راضی ہو جائے۔ کیونکہ شریعت نے صرف پہلے مقتول کے ولی کو قاتل کو قتل کرنے کا حق دیا ہے اور اس کے علاوہ کسی اور کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔

قانون ۲۰

اگر ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کو زخمی کیا۔ پھر قصاص کے طور پر دوسرے شخص نے پہلے شخص کو زخم لگایا اور دوسرا شخص اس زخم کی وجہ سے مر گیا تو اس سے قصاص اور دیت نہیں لی جائے گی۔ مثلاً ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کا ہاتھ قطع کر دیا۔ پھر اس دوسرے شخص نے قصاص میں پہلے کا ہاتھ قطع کیا۔ ہاتھ قطع کرنے کے نتیجے میں اتنا خون بہہ گیا کہ وہ مر گیا تو اس صورت میں قصاص لینے والے کو اس کے عوض قتل نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص شراب یا زنا کی حد کے اجراء کے دوران مر جائے تو جس شخص نے حاکم شرع کے حکم سے حد جاری کی ہے اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس سے دیت وصول کی جائے گی۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب قصاص میں محمد بن الحسن کی سند سے حلبی نے روایت بیان کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص قصاص لیے جانے یا حد جاری ہونے کی سے مر جائے

تو قصاص لینے والے یا حد جاری کرنے والے پر اس کا قصاص یا خون بہا واجب نہیں ہے۔

اسی کتاب میں محمد بن مسلم نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا:

امام یا حاکم شرع کی اجازت سے قصاص لیتے ہوئے یا حد جاری کرتے ہوئے اگر کسی شخص سے کوئی آدمی مرجائے تو اس پر خون بہا ادا کرنا لازم نہیں ہوگا۔ نیز اس بات سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ قصاص لے رہا تھا یا زخم وجراحت کا قصاص تھا۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات کے آخر میں سکونی نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

ہر وہ شخص جو قصاص کے دوران مرجائے وہ کشتۂ قرآن ہے[1]

---

[1] فقہاء عامہ میں سے ابوحنیفہ کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے ہاتھ قطع کردے اور دوسرا شخص قصاص میں پہلے شخص کا ہاتھ قطع کردے۔ پھر اس کے ہاتھ کا زخم تو اچھا ہوجائے لیکن پہلے کا زخم اچھا نہ ہوا اور وہ مرجائے تو دوسرا اس کا خون بہا دینے کا ذمہ دار ہوگا۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

چوتھا باب

دعویٰ کی شرائط

قتل کا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے اس باب میں ۲۹ قوانین بیان کیے گئے ہیں:

قانون ۱

یہ امر لازم ہے کہ مدعی دعویٰ کے وقت بالغ، عاقل اور رشید ہو۔ اگرچہ کہ وقوع جرم کے وقت وہ نابالغ، دیوانہ یا ناسمجھ ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ متواتر سماعی شہادتوں سے جرم ثابت ہو جاتا ہے۔

قانون ۲

مدعی کے لیے لازم ہے کہ وہ ایک ایسے شخص کے خلاف دعویٰ کرے جس سے اس جرم کا سرزد ہونا ممکن ہو۔ چنانچہ اگر وہ ایک ایسے شخص کے خلاف دعویٰ

کرے گا جس کے بارے میں یہ علم ہو کہ جہاں قتل ہوا ہے، وہ اس وقت وہاں موجود نہیں تھا تو اس کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا اور اس کی شنوائی نہیں ہو گی۔ کیونکہ اس کا جھوٹ اور غلط بیانی آشکارا ہے۔ اسی طرح اگر وہ یہ دعویٰ کرے کہ ایک اجتماع کثیر نے کسی کو قتل کیا ہے۔ مثلاً یہ کہے کہ پورے شہر نے جمع ہو کر قتل کیا ہے۔ جبکہ اتنے کثیر افراد کا اجتماع وہاں ممکن نہ ہو تو اس صورت میں بھی اس کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ اس دعوے سے پھر جائے اور مثلاً یوں کہے کہ دس آدمیوں نے مل کر قتل کیا ہے تو اس کا یہ دعویٰ قابلِ سماعت ہو گا۔ اس لیے کہ اس پر صحت دعویٰ کی دلیلوں کا اطلاق ہو جائے گا۔

قانون ۳

اگر مدعی یہ دعویٰ کرے کہ ان دو آدمیوں میں سے ایک نے میرے باپ کو قتل کیا ہے تو اکثر علماء کا قول ہے کہ اس کا دعویٰ قابلِ قبول ہو گا اور ان دونوں سے قسم لی جا سکتی ہے لیکن اگر گواہان بھی یہی گواہی دیں تو پھر اس کے دعویٰ کو قبول کر لیا جائے گا۔ اگر وہ اپنے دعوے کو بدل کر یہ جرم صرف ایک سے مخصوص کر دے تو قسامہ[1] کی شکل پیدا ہو جائے گی۔

قانون ۴

اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ کسی نے اس کے ایک عزیز کو چند آدمیوں

---

[1] جب مقتول کے ورثاء کسی پر قتل کا الزام لگائیں لیکن ان کے پاس کوئی گواہ موجود نہ ہو تو مقتول کے ورثاء سے ایک قسم لی جاتی ہے۔ اس قسم کو قسامہ کہا جاتا ہے۔

کی مدد سے قتل کر دیا ہے اور اسے ان کی تعداد بھی معلوم نہ ہو تو ان کا اجتماع مکمل ہونے کی صورت میں اس کا دعویٰ قابل قبول اور لائق سماعت ہو گا لیکن اس طرح قصاص اور دیت کا تعین نہ ہو سکے گا کیونکہ جرم میں کسی ایک مدعا علیہ کے حصے کا تعین نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ مشہور قول یہ ہے کہ اس خون کی حفاظت کے لیے فریقین کو باہم مصالحت کر لینی چاہیے۔

قانون ۵

اگر مدعی وقوع قتل کا دعویٰ کرے اور یہ نہ بتائے کہ قتل عمد تھا یا نہیں تو مشہور قول یہ ہے کہ خود قاضی اس کو تلقین نہ کرے بلکہ اس سے تفصیل طلب کرے، مثلاً یہ پوچھے کہ قتل عمد سے ہوا ہے یا خطا سے؟ اگر اس پر مدعی کی بات کا اجمال کھل جائے تو پھر یہ دعویٰ قابل قبول ہو گا اور اگر اجمال باقی رہ جائے تو اس کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ ایسا دعویٰ قبول کر لیا جائے گا۔

قانون ۶

اگر کوئی مدعی قتل عمد کا دعویٰ کرے اور پھر وضاحت کرتے ہوئے اسے قتل خطا قرار دے یا قتل خطا کا دعوےٰ کرے اور وضاحت کرتے ہوئے اسے قتل عمد قرار دے تو یہ دعویٰ وقوع قتل میں درست اور کیفیت قتل میں غلط قرار پائے گا۔ کیونکہ بہت سے لوگ قتل عمد اور قتل خطا کے معانی نہیں جانتے اور پھر اس پر توجہ نہیں دیتے۔

قانون ۷

یہ ضروری ہے کہ دعویٰ تناقض پر مشتمل نہ ہو۔ مثلاً پہلے مدعی کہے کہ تنہا زید نے میرے باپ کو قتل کیا ہے اور پھر دعویٰ کرے کہ تنہا عمر نے قتل کیا ہے یا یوں کہے کہ دونوں نے مل کر قتل کیا ہے۔ اس صورت میں علماء کے مابین مشہور قول یہ ہے کہ ایسا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے کہ مدعی خود اپنی بات کی تکذیب کر رہا ہے۔

قانون ۸

قتل و قصاص کا دعویٰ تین چیزوں سے ثابت ہوتا ہے۔ ان میں سے پہلی چیز اقرار ہے۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ قتل کے مسئلے میں ایک مرتبہ اقرار کرنا کافی ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ اپنی ذات کے بارے میں عقلاء کا اقرار جائز ہے۔ لیکن بعض کا قول یہ ہے کہ اقرار دو مرتبہ ہونا چاہیے لیکن مشہور علماء نے اس قول کو ضعیف قرار دیا ہے۔

قانون ۹

اقرار کرنے والے کے لیے بالغ، عاقل، خود مختار اور آزاد ہونا شرط ہے۔ چنانچہ نابالغ، مجنوں، مجبور اور غلام کا اقرار قابل قبول نہیں ہے لیکن اگر غلام کا آقا اس کے اقرار کی تصدیق کرے تو اس کا اقرار بھی قابل قبول ہے بعض مشہور علماء کے قول کے مطابق بیوقوف اور مفلس کا اقرار موجب قصاص ہو تو صحیح

ہے لیکن اگر یہ اقرار دیت کا موجب ہو تو صحیح نہیں ہے۔

قانون ۱۰

اگر دو آدمی اس طرح سے اقرار کریں کہ ایک کہے کہ میں نے عمداً قتل کیا اور دوسرا کہے کہ مجھ سے خطا ہوئی ہے تو اس صورت میں مقتول کے ولی کو اختیار حاصل ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے قول کی تصدیق کرے اور ان میں سے جس کے قول کی تصدیق ہو جائے اسے مقتول کے بدلے میں قتل کر دے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات وقصاص میں حسن بن صالح سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے ایک ایسے مقتول کے بارے میں سوال کیا گیا جس کے دو قاتلوں میں سے ایک کہتا تھا کہ مجھ سے خطا ہوئی ہے

> امام نے فرمایا: مقتول کے ولی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ ان دونوں میں سے جس کے قول کو چاہے قبول کرے۔ اگر وہ قتل عمد کا اقرار کرنے والے کے قول کو قبول کرتا ہے تو پھر اس کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دوسرے کے قول کو بھی قبول کرے اور اس پر بھی حد جاری کرے۔ اسی طرح اگر وہ قتل خطا کا اقرار کرنے والے کے قول کو قبول کرتا ہے تو پھر اسے دوسرے کے قول کو قبول کرنے اور اس پر حد جاری کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

قانون ۱۱

اگر ایک شخص اقرار کرے کہ میں نے جان بوجھ کر فلاں شخص کو قتل کیا ہے

اسی وقت وہاں پر ایک اور شخص کہے کہ اس شخص نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اقرار کرے کہ میں نے اسے قتل کیا ہے اور پہلا شخص بھی اپنے اقرار پر قائم رہے تو اس صورت میں علماء نے فرمایا ہے کہ قصاص و خون بہا دونوں پر سے ساقط ہے اور اس مقتول کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ اس مسئلے میں اس روایت سے استدلال قائم کیا گیا ہے جس کے مطابق امیر المومنین علیؑ نے ایک ایسا ہی مسئلہ امام حسنؑ کی جانب لوٹا دیا تھا اور انہوں نے فیصلہ فرما دیا تھا کہ دونوں پر سے قصاص ساقط ہے اور دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ چنانچہ فروع کافی میں بطور مرسل یہ روایت علی بن ابراہیم سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کی ہے۔

آپ نے فرمایا:

امیر المومنین علیؑ کے سامنے ایک شخص کو پیش کیا گیا۔ اسے ایک خرابے سے گرفتار کیا گیا تھا۔ اس وقت اس کے ہاتھ میں خون آلود چھری تھی۔ امیر المومنینؑ نے اس شخص سے پوچھا کہ تم اس قتل کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا کہ یا امیر المومنینؑ! میں نے ہی اس شخص کو قتل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کو لیجا کر قتل کر دو۔ جب اس کو قتل کرنے لے جا رہے تھے تو ایک دوسرا شخص جلدی سے آیا اور بولا کہ اسے قتل نہ کرو بلکہ امیر المومنینؑ کے پاس واپس لے چلو۔ چنانچہ اسے امیر المومنینؑ کی خدمت میں لایا گیا۔ اس دوسرے شخص نے جو عجلت میں آیا تھا، امیر المومنینؑ سے عرض کیا کہ

یا امیرالمومنین ع! اس شخص نے قتل نہیں کیا بلکہ خرابے میں جو مقتول پڑا ہے اس کو میں نے قتل کیا ہے۔ امیرالمومنین ع نے پہلے شخص سے پوچھا کہ اگر تم نے قتل نہیں کیا تھا تو اقرار قتل کیوں کیا؟ اس نے کہا کہ یا امیرالمومنین ع! میں نے ایک بکرے کو اس چھری سے ذبح کیا تھا اور اس چھری کو لیے ہوئے پیشاب کرنے کے لیے اس خرابے میں آیا تھا کہ ان لوگوں نے مجھے گرفتار کر لیا۔ میں نے اس خوف سے اقرار کر لیا کہ اگر میں اقرار نہ کروں گا تو یہ لوگ مجھے شکنجے میں کس کر بہت زدوکوب کرینگے۔

امیرالمومنین ع نے فرمایا: دونوں آدمیوں کو امام حسن ع کے پاس لے جاؤ اور تمام واقعہ بیان کر کے ان سے ان کے لیے سزا کا حکم حاصل کرو۔ جب وہ لوگ امام حسن ع کے پاس گئے اور سارا قصہ سنایا تو آپ نے فرمایا: ان کو امیرالمومنین ع کے پاس لے جا کر کہو کہ قرآن میں خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایک آدمی کو زندہ کرتا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کو زندہ کیا ہو۔ چنانچہ اس فرمان الٰہی کی روشنی میں چونکہ دوسرے شخص نے پہلے شخص کو زندہ کیا ہے اس لیے ان دونوں میں سے کسی پر قصاص نہیں ہے۔ وہ آزاد ہیں اور مقتول کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔

بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیکر دوسرا قول اختیار کیا اور کہا ہے کہ مقتول کا ولی ان دونوں میں سے ہر ایک کے قول کی تصدیق اور قتل

میں اختیار رکھتا ہے۔ شہید ثانیؒ نے شرح لمعہ میں بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

قانون ۱۲

قتل اور قصاص کو ثابت کرنے والی دوسری چیز گواہی ہے۔

قانون ۱۳

جب دو عادل، عاقل اور صاحب اختیار مرد گواہی دیں کہ فلاں آدمی نے کسی شخص کو قتل کیا ہے تو قتل کا جرم ثابت ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فروع کافی، کتاب دیت و قصاص میں متواتر اسناد کے ساتھ رسول اکرمؐ سے ایک روایت ہے کہ خیبر میں ایک انصاری گم ہو گیا۔ بعد ازاں وہ مقتول پایا گیا۔ انصار نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! فلاں یہودی نے ہمارے اس ساتھی کو قتل کیا ہے۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا: اپنے آدمیوں کے علاوہ دو عاقل مرد بطور گواہ کے پیش کرو تو اسے قصاص کے طور پر قتل کر سکتے ہو۔ بعض علماء کا قول ہے کہ قتل خطا" دیت اور خون بہا ثابت کرنے کے لیے ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کافی ہے۔

قانون ۱۴

ایک مرد کی گواہی اور اس کے قسم کھانے سے قصاص ثابت نہیں ہوتا لیکن اس سے وہ جرائم ثابت ہو جاتے ہیں جن میں خون بہا اور دیت واجب ہوتی ہے۔ مثلاً قتل خطا اور وہ زخم جن میں قصاص نہیں ہوتا جیسے

ہڈی کا ٹوٹنا، سر کی ہڈی کا ٹوٹنا، ہڈی کی جگہ یا شکل کا بدل جانا یا پیٹ میں لگا ہوا کوئی کاری زخم وغیرہ۔

قانون ۱۵

گواہوں کے بیانات کا وقت، مقام اور آلۂ قتل کے لحاظ سے یکساں ہونا اور ہر قسم کے شک اور احتمال سے پاک ہونا شرط ہے۔ مثلاً وہ یہ کہیں کہ ہم نے دیکھا کہ زید نے فلاں وقت اور فلاں مقام پر عمر کو تلوار سے مارا اور وہ مر گیا یا اسے قتل کیا یا اس کا خون جاری ہو گیا اور اسی حال میں وہ مر گیا۔ چنانچہ اگر گواہوں کے بیانات، وقت، مکان اور آلۂ قتل کے لحاظ سے مختلف ہوں تو قصاص ثابت نہیں ہوگا۔ مثلاً ایک کہے کہ قاتل نے مقتول کو بدھ کے روز شہر کے باہر تیر مارا اور وہ مر گیا۔ دوسرا کہے کہ قاتل نے پیر کے روز مقتول کو شہر میں یا سڑک پر تلوار سے قتل کیا۔ اسی طرح اگر قتل کے واقعات میں شک اور گمان ہو تو قصاص ثابت نہیں ہوتا۔ مثلاً گواہ یہ کہیں کہ ہم نے ایسے ایک شخص کو زخمی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اگرچہ زخم کا لگنا یقینی طور پر قتل کا موجب نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر گواہ یہ کہیں کہ ہم نے دیکھا کہ اس کے مارنے سے زید کا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا تو اس صورت میں قتل ثابت نہیں ہوگا بلکہ اس سے واضح طور پر زخم اور خون بہنے کی دیت ثابت ہوگی۔

قانون ۱۶

قتل و قصاص کو ثابت کرنے والی تیسری چیز

قسامہ ہے۔[1]

قانون ۱۷

گواہوں کی عدم موجودگی میں مقتول کے خون کے مدعی اس کا قتل ثابت کرنے کے لیے جو قسمیں کھاتے ہیں ان کو قسامہ کہا جاتا ہے۔ عمداً کیے ہوئے جرم اور قتل کو ثابت کرنے کے لیے پچاس مرتبہ لفظ جلالہ (اللہ) کے ساتھ قسم کھائی جاتی ہے۔ لیکن جرم و قتل خطا کے لیے قسم کی تعداد میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔[2] بعض علماء نے فرمایا ہے کہ پچیس قسمیں کھائی جائیں گی اور بعض نے کہا ہے کہ اس میں بھی پچاس قسمیں کھائی جائیں گی اور یہی قول احتیاط کے موافق ہے۔

قانون ۱۸

قسم کے ثبوت کے لیے قرینہ موجود ہونا شرط ہے تاکہ کہا جاسکے کہ مدعی سچ کہتا ہے۔ مثلاً مدعی کسی ایسے شخص کے خلاف دعویٰ کرے جس کے ہتھیار

---

[1] فقہاء عامہ میں سے شافعی کے جدید فتوے کے مطابق اور ابو حنیفہ کا کہنا ہے کہ قسامہ سے قاتل کے مال سے صرف خون بہا کا دیا جانا ثابت ہوتا ہے۔ قصاص ثابت نہیں ہوتا۔

[2] شافعی کا قول ہے کہ قتل کی صورت میں قسموں کی تعداد پچاس ہوگی اور اس مسئلے میں قتل خطاء، عمد یا شبہ عمد میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

خون آلود ہوں یا مدعی کو مقتول کسی کے گھر پر ملے یا کسی ایسی گلی کوچہ میں ملے جہاں عام لوگوں کی آمد و رفت نہ ہو یا کسی ایسے گاؤں میں ملے جہاں اجنبی افراد کی آمد و رفت نہ ہو یا دو گاؤں کے درمیان میں جہاں ان گاؤں کے مکینوں کے علاوہ دیگر افراد نہ آتے جاتے ہوں۔ اگر مقتول ان گاؤں میں سے کسی ایک کے قریب ہو تو قرینہ اسی سے مخصوص ہو گا یا مدعی کے دعویٰ کی تائید میں ایک عادل گواہ یا فاسقوں کی ایک جماعت گواہی دے کہ ان کی گواہی سے مدعی کے دعویٰ کی سچائی کا گمان حاصل ہو جائے۔

قانون ۱۹

مندرجہ بالا شرائط کے علاوہ قرینے کی درستی کے لیے یہ شرط بھی ہے کہ مدعا علیہ اور مقتول کے درمیان کسی قسم کی مخالفت یا دشمنی موجود ہو[2] چنانچہ فروع کافی کتاب دیات و قصاص میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے قسامہ کی کیفیت اور تماز کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

---

[1] فقہاء عامہ میں سے شافعی، احمد بن حنبل اور مالک قسم کھانے کے لیے قرینے کی موجودگی ضروری سمجھتے ہیں لیکن ابو حنیفہ اس کو ضروری نہیں سمجھتے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

[2] فقہائے عامہ میں سے مالک کا قول ہے کہ لوث یا قرینہ دو طرح سے ثابت ہوتا ہے۔ اول: شاہد عادل موجود ہو۔ دوم: مقتول مرتے وقت بیان دے جائے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)۔

قسامہ کی ابتدا خود پیغمبر اکرمؐ کے زمانے سے ہوئی۔ فتح خیبر کے وقت ایک انصاری پیچھے رہ گیا تھا۔ انصار کی ایک جماعت اسے تلاش کرنے نکلی تو انہوں نے اسے خاک و خون میں غلطاں اور مقتول پایا۔ انہوں نے پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یہودیوں نے ہمارے ایک ساتھی کو قتل کر دیا ہے۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا: تم میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ اس کو یہودیوں نے قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب ہم نے دیکھا نہیں تو پھر ہم کس طرح قسم کھائیں؟ آپ نے فرمایا: پھر یہودی قسم کھائیں کہ ہم نے اس کو قتل نہیں کیا۔ انصار نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! ہم میں سے کوئی بھی ان کی قسم کا اعتبار نہیں کرے گا تب آنحضرتؐ نے فرمایا: اگر تم قسامہ کے لیے تیار نہیں ہو تو میں اس کا خون بہا بیت المال سے ادا کروں گا۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے امامؑ سے اس حکم کی کیفیت کے بارے میں پھر سوال کیا تو امامؑ نے فرمایا:

خداوند عالم نے خون انسان کے بارے میں جیسا حکم صادر فرمایا ہے ویسا حکم اس کے مال کے بارے میں صادر نہیں فرمایا کیونکہ خداوند عالم نے انسانی خون کو انسان کے مال کے مقابلے میں محترم قرار دیا ہے اور اس کے لیے سخت احکام صادر فرمائے ہیں۔

امامؑ نے مزید فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی پر دس ہزار درہم یا اس سے کم کا دعویٰ کرے تو اس پر قسم کھانا ضروری نہیں ہے مگر

مدعا علیہ پر قسم کھانا لازم ہو جاتا ہے لیکن اگر ایک آدمی کسی جماعت پر خون کا دعویٰ کرے اور کہے کہ انہوں نے ہمارے فلاں آدمی کو قتل کیا ہے تو مدعا علیہ سے قبل مدعی پر قسم کھانا لازم ہے۔ مدعی کو چاہیے کہ وہ پچاس آدمی لے کر حاضر ہو تا کہ وہ قسم کھائیں کہ یقیناً فلاں شخص نے ہمارے فلاں آدمی کو قتل کیا ہے۔ ان لوگوں کے قسم کھانے کے بعد مجرم ان کی تحویل میں دے دیا جائے گا اور پھر انہیں اختیار ہو گا کہ وہ اسے معاف کر دیں یا قتل کر دیں یا اس سے خون بہا وصول کر لیں۔ اگر دعویٰ کرنے والے قسم نہ کھائیں تو مدعا علیہ پر لازم ہو گا کہ ان میں سے پچاس افراد قسم کھائیں کہ ہم نے اسے قتل نہیں کیا اور ہم اس قتل و جرم کی بابت کوئی خبر نہیں رکھتے۔ چنانچہ اگر وہ قسم کھا کر قتل سے اپنی بے خبری ظاہر کریں اور پھر مقتول کی لاش اس گاؤں میں پائی جائے تو اس کا خون بہا اسی گاؤں کے لوگ ادا کریں گے لیکن اگر اس کی لاش بیابان میں پڑی ملے تو گاؤں والوں پر کوئی شبہ نہ ہو گا اور مقتول کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔

امام جعفر صادقؑ نے مزید فرمایا:

امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے کہ کسی مسلمان کا خون بے کار اور ضائع نہیں جائے گا۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات و قصاص میں حلبی سے روایت ہے کہ

اس نے امام جعفر صادقؑ سے قسم کے بارے میں وضاحت چاہی تو حضرت نے فرمایا:

قسامہ ایک حق ہے اور ہمارے نزدیک واجب ہے۔ اگر قسم کھانا واجب نہ ہوتا تو ایک آدمی دوسرے کو قتل کر دیتا اور اس کے خلاف کچھ بھی ثابت نہ ہو سکتا۔ پس اس طرح قسم کھانے میں انسانوں کے لیے عافیت ہے اور اس سے ان کی جان و مال کی حفاظت ہوتی ہے۔

قانون نمبر ۲

اگر کسی مقتول کی لاش جنگل میں یا ایسے مقام پر کہ جہاں لوگوں کا ہجوم ہو یا کسی بڑے اجتماع میں یا کسی ایسے راستے یا ایسی گلی میں جہاں سے لوگ آتے جاتے نہ ہوں یا کسی پل پر پڑی ہوئی ملے تو اس کا قصاص کسی پر ثابت نہیں ہوگا کیونکہ اس کے لیے کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔ تاہم اس کا خون بہا بیت المال سے ادا کیا جائے گا۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات و قصاص میں مسمع نے امام جعفر صادقؑ سے روایت نقل کی ہے کہ امیر المومنین علیؑ کا فرمان ہے کہ اگر کوئی شخص جمعہ کے روز یا عرفہ کے روز لوگوں کے ہجوم میں گھٹ کر مر جائے یا کسی کی لاش باغ میں یا پل پر پڑی ہوئی ملے اور اس کے قاتل کا پتہ نہ چل سکے تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔[1]

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص طواف یا نماز میں ←

قانون ۲۱

اگر مدعی اپنے پچاس رشتہ داروں کو لیکر آئے اور وہ قسمیں کھائیں اور خود مدعی بھی قسم کھائے کہ فلاں شخص نے ہمارے فلاں آدمی کو قتل کیا ہے تو قصاص ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے رشتہ داروں کی تعداد پچاس سے زیادہ ہو تو پھر بھی پچاس پر ہی اکتفا کریں گے اور مدعی بھی ان پچاس میں سے ایک ہو گا اور اور اس صورت میں مقتول کے ولی کو اختیار حاصل ہو گا کہ وہ ان میں سے جس کو چاہے قسم کھانے کے لیے کہے۔ اگر قسم کھانے والے پچاس سے کم ہوں یا ان میں سے بعض قسم کھانے سے احتراز کریں تو باقی افراد ایک سے زیادہ مرتبہ قسمیں کھائیں گے تاکہ پچاس قسمیں پوری کی جاسکیں لیکن اگر مقتول کے رشتہ دار قسم کھانے کے لیے نہ آئیں یا اس کے رشتہ دار ہی نہ ہوں تو خود مدعی پچاس مرتبہ قسم کھائے گا۔

قانون ۲۲

اگر خود مدعی قسم کھانے سے گریز کرے اور مدعا علیہ اور اس کے رشتہ دار پچاس قسم کھالیں تو دعویٰ ساقط ہو جائے گا۔ لیکن اگر مدعا علیہ کے رشتہ دار نہ ہوں یا اگر ہوں اور قسم نہ کھائیں اور وہ خود بھی قسم نہ کھائے تو اس پر قصاص ثابت ہو جائے گا۔

میں یا پل پر لوگوں کے ہجوم میں پھنس کر مر جائے اس کے قاتل کو تلاش کرنے کے لیے قرینہ مل سکتا ہے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون ۲۳

اگر مدعی کے شکوک اور قرینہ موجود ہو تو اعضا کی چوٹ اور زخم کے لیے بھی قسم کھائی جا سکتی ہے[1] لیکن قسموں کی تعداد میں علماء کے مابین اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ عضو کی دیت کے لحاظ سے قسموں کی تعداد کا تعین کرنا چاہیے۔ یعنی اگر اس عضو کی دیت انسانی نفس کی دیت کے برابر ہے تو قسموں کی تعداد بچیس ہوگی ـــــ تاہم ظریف بن ناصح کی روایت کی بنا پر بعض علماء کا قول ہے کہ جس عضو کے لیے دیت پوری ہے اس کے لیے چھ قسمیں ہوں گی اور جس حساب سے دیت کم ہوگی اسی حساب سے قسموں کی تعداد کم ہوتی چلی جائے گی لیکن قول مشہور احتیاط کے موافق ہے۔

قانون ۲۴

اگر کوئی شخص دو آدمیوں پر دعویٰ کرے اور ان میں سے ایک کے لیے قرینہ موجود ہو تو مدعی کو پچاس قسمیں کھانی چاہئیں۔ اس طرح مدعی کا دعوے اس آدمی کے بارے میں ثابت ہو جائے گا جس کے لیے قرینہ موجود ہے۔ اگر مدعی چاہے تو اس سے قصاص لے سکتا ہے لیکن اس صورت میں ضروری ہے کہ اسے

---

[1] فقہاء عامہ کا قول ہے کہ اعضا کے زخم میں قسامہ نہیں ہے لیکن شافعی کا کہنا ہے کہ اگر کوئی عضو کی چوٹ کا دعویٰ کرے اور اس عضو کی دیت کامل ہے تو اس صورت میں مدعا علیہ کو قسم کھانی چاہیے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

نصف خون بہا ادا کرے۔

قانون ۲۵

اگر ایک شخص پر کسی دوسرے شخص کے قتل کے سلسلے میں قرینہ ثابت ہوجائے۔ فرض کریں مقتول کے دو بیٹے ہوں۔ ان میں سے ایک کہے کہ جس شخص کے لیے قرینہ ثابت ہوا ہے اسی نے ہمارے باپ کو مارا ہے لیکن دوسرا بیٹا کہے کہ اس نے نہیں مارا تو اس مسئلے میں علماء کے مابین اختلاف ہے کہ اس صورت میں قرینہ ختم ہوگیا یا باقی ہے۔ تاہم اکثر بلکہ مشہور علماء کا یہ قول ہے کہ اس طرح قرینہ ختم نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ تکذیب سے ختم نہیں ہوگا بلکہ باقی رہے گا اور وہ بیٹا جس نے اس شخص پر قتل کی تہمت لگائی تھی وہ پچاس بار قسم کھاکر قاتل سے نصف دیت لے سکتا ہے۔[1]

قانون ۲۶

اگر مقتول کا وارث اول مرجائے تو وارث دوئم قسامہ میں اس کی جگہ لے لیگا۔

قانون ۲۷

اگر کسی پر قتل کا الزام لگایا گیا ہو اور مدعی حکم شرع سے یہ درخواست

---

[1] فقہاء عامہ میں سے شافعی کے اس بارے میں دو قول ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ قاتل پر سے الزام ختم ہوجائے گا۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

کرے کہ وہ مدعا علیہ کو قید کردے تاکہ اس کے خلاف ثبوت فراہم کیا جاسکے۔ کیا ایسی صورت میں حاکم شرع کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ مدعی کی درخواست قبول کرتے ہوئے مدعا علیہ کو قید میں ڈال دے تاکہ مدعی اس کے خلاف ثبوت فراہم کرسکے یا ایسا کرنا جائز نہیں ہے؟ اس مسئلے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ مدعا علیہ کو چھ دن کے لیے قید کردیا جائے۔ اگر اس مدت میں مدعی اس پر قتل کا جرم ثابت نہیں کرپاتا تو اسے رہا کردیا جائے اور بعض کا قول ہے کہ اگر حاکم شرع کو جرم کا ثبوت فراہم ہونے کا گمان ہے تو وہ اسے چھ دن کے لیے قید کرسکتا ہے اور اگر گمان نہیں ہے تو پھر اسے قید کرنا جائز نہیں ہے لیکن پہلے قول کی تائید میں روایت ہے کہ جب سکونی نے امام جعفر صادقؑ سے اس مسئلے کی بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

رسول اکرمؐ قتل کی تہمت میں متہم کو چھ دن کے لیے قید کردیا کرتے تھے تاکہ مقتول کے ورثاء ثبوت فراہم کرسکیں۔

قانون ۲۸

مدعی اور مدعا علیہ کے قسم کھانے سے پہلے حاکم شرع کا انہیں وعظ و نصیحت کرنا مستحب ہے۔

قانون ۲۹

قسم کھاتے وقت قاتل و مقتول اور تنہا قتل کیا یا مل کر قتل کیا اور قتل کی قسم یعنی قتل عمد یا شبہ عمد یا خطا محض کی وضاحت ضروری ہے۔

پانچواں باب

انسانی اعضا کے زخموں کا قصاص اور سزا

اس باب میں تیئیس قوانین بیان کیے گئے ہیں:

قانون ۱

انسانی نفس کے قصاص اور سزا کی طرح انسانی اعضاء کے قصاص کے لیے بھی کچھ شرائط ہیں:

اوّل: کوئی شخص کسی عضو کو عمداً ضائع کرے یعنی عضو ضائع کرنے کی نیت سے کوئی ایسا فعل انجام دے جس سے وہ عضو ضائع ہو جائے۔ اگرچہ عام طور پر ایسے فعل سے عضو ضائع نہ ہوتا ہو یا کسی ایسی چیز کی مدد سے جو عضو ضائع کرنے والی نہ ہو اراداتاً خود یا کسی اور ذریعے سے ضرب پہنچائے یا کوئی عضو کو ضائع کر دے۔ یہ چیز دوسرے باب میں قتل کی سزا کے ذیل میں تفصیل سے بیان ہو چکی ہے۔ چنانچہ خدائے حکیم قرآن میں فرماتا ہے: ہم نے بنی اسرائیل کے لیے واجب قرار دیا تھا

کہ وہ ایک فرد کے قصاص میں ایک فرد کو قتل کریں اور آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت کے قصاص کا حکم دیا تھا اور زخموں کا قصاص لینے کا بھی حکم دیا تھا۔ پس جو شخص قصاص کی بجائے عفو و درگزر سے کام لے تو یہ ایک قسم کی تصدیق اور اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ جو لوگ خدائی احکامات کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ لوگ ایسے ظالم ہیں جو حق کی پیروی نہیں کرتے۔

دوم: زخم خوردہ اور زخمی کرنے والا دونوں اسلام اور آزادی کے مسئلے میں مساوی ہوں یا زخم خوردہ زخم لگانے والے کے مقابلے میں اس لحاظ سے بہتر ہو۔ چنانچہ اگر ایک غلام کسی آزاد کا یا کافر کسی مسلمان کا ہاتھ قطع کر دے تو ان دونوں صورتوں میں غلام اور کافر سے قصاص لیا جائے گا اور اس حکم میں فقہا کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی عورت کسی مرد کا کوئی عضو قطع کرتی ہے اور وہ عضو عورت کے بدن میں بھی موجود ہے تو اس عورت کا وہ عضو قصاص کے طور پر کاٹا جائے گا اور اس عورت سے اضافی دیت نہیں لی جائے گی۔ اگر ایک مرد کسی عورت کا کوئی عضو قطع کر دے اور وہ عضو مرد کے بدن میں موجود ہو تو مرد کا عضو قصاص کے طور پر کاٹا جائے گا اور جیسا کہ پہلے نفس کی دیت کے مسائل میں دلائل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے، اضافی دیت مرد کو دی جائے گی۔ اسی طرح یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ جب تک مرد اور عورت کی دیت اور خون بہا کی مقدار مرد کے خون بہا کے ایک تہائی حصہ تک نہ پہنچ جائے، عورت اور مرد کا خون بہا ایک دوسرے کے برابر ہوگا۔

سوئم: قصاص میں قطع کیے جانے والے عضو اور تلف شدہ عضو کو صحیح وسالم ہونے اور صلاحیت میں یکساں یا تلف شدہ عضو کو بہتر ہونا چاہیے۔ چنانچہ ایک صحیح وسالم ہاتھ ایک شل ہاتھ کے عوض میں قطع نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ شل ہاتھ کا خون بہا لیا جائے گا۔ اس مسئلے میں علماء خاصہ وعامہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ تاہم شل ہاتھ کو ایک شل ہاتھ یا سالم ہاتھ کے عوض قطع کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی حاذق طبیب یہ کہے کہ اس شل ہاتھ کو قطع کیا گیا تو خون بند نہیں ہوگا اور یہ شخص مر جائے گا تو اس صورت میں بلا اختلاف اس سے دیت اور خون بہا لیا جائے گا، اس لیے کہ نفس کی حفاظت اہم اور واجب ہے۔ چنانچہ اگر جان کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو سالم ہاتھ کے عوض شل ہاتھ کو قطع کیا جائے گا اور دیت کا فرق اس سے وصول نہیں کیا جائے گا۔

چہارم: قصاص میں جان کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہیں ہونا چاہیے۔ چنانچہ اگر کسی عضو کے قطع کرنے میں جان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو اس عضو کو قطع نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اس شخص سے خون بہا لے لینا چاہیے۔ مثلاً کسی ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کے پیٹ میں گہرا زخم لگایا لیکن زخمی کی موت واقع نہیں ہوئی۔ اس صورت میں مجرم سے قصاص کی بجائے خون بہا لیا جائے گا۔ کیونکہ پیٹ چاک کرنے کی صورت میں جان جانے کا خطرہ ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کا سر پھاڑ دیا اور زخمی کا مغز باہر نکل آیا تو اس صورت میں بھی قصاص کی بجائے خون بہا لیا جائے گا۔

پنجم: زخمی کرنے والا زخمی کا باپ نہ ہو۔ اگر وہ اس کا باپ ہے تو اس

سے قصاص نہیں لیا جائے گا اور اس کی دلیل قتل نفس کی سزا اور قصاص کے سلسلے میں بیان ہو چکی ہے۔

قانون ۲

اگر کوئی شخص کسی کا دایاں یا بایاں ہاتھ قطع کرے تو دائیں ہاتھ کے عوض دایاں ہاتھ اور بائیں ہاتھ کے عوض بایاں ہاتھ قطع کیا جائے گا۔ لیکن دائیں ہاتھ کے عوض بایاں اور بائیں ہاتھ کے عوض دایاں ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اگر مجرم کا وہ معینہ ہاتھ نہ ہو تو پھر بائیں ہاتھ کے عوض دایاں ہاتھ قطع کیا جا سکتا ہے اور اگر اس کا وہ ہاتھ بھی نہ ہو تو پھر ہاتھ کے عوض اس کا پاؤں قطع کیا جائے گا۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات و قصاص میں حبیب سجستانی سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے دریافت کیا کہ جس شخص نے دو آدمیوں کے دائیں ہاتھ کاٹ دیئے ہوں، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا: اس کا دایاں ہاتھ اس آدمی کے دائیں ہاتھ کے عوض کاٹا جائے گا جس کا دایاں ہاتھ اس نے قطع کیا ہے۔ پھر اس کا بایاں ہاتھ دوسرے آدمی کے بائیں ہاتھ کے عوض کاٹ دیا جائے گا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ امیرالمومنین علیؑ تو دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں قطع کرنے کا حکم دیا کرتے تھے؟

امامؑ نے فرمایا: وہ فیصلہ تو حقوق الٰہی کے سلسلے میں تھا۔ لیکن اے حبیب! حقوق مسلمان میں قصاص کے طور پہ ہاتھ

کے بدلے میں ہاتھ قطع کیا جائے گا اور اگر ہاتھ نہ ہو تو پھر ہاتھ کے بدلے پاؤں قطع کیا جائے گا۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے عرض کیا کہ کیا پاؤں قطع کرنے کے عوض خونبہا واجب نہیں ہو سکتا جس سے اس کا پاؤں بچ جائے؟

حضرتؑ نے فرمایا: مجرم پر خون بہا اس وقت لازم ہوتا ہے کہ جب مجرم کے ہاتھ پاؤں موجود نہ ہوں یعنی اس کے پاس قصاص کے طور پر کٹوانے کے لیے عضو کے بدلے میں عضو موجود نہ ہو۔

اکثر علماء خاصہ نے اسی روایت پر عمل کیا ہے[1]

قانون ۳

اگر کوئی شخص بدلہ لیتے ہوئے کئی آدمیوں کے ہاتھ قطع کر دے تو سجستانی کی روایت کے مطابق اسی ترتیب سے اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے۔ اگر اس کا جرم حملہ کیے جانے والے قصاص سے زائد ہے تو باقی ماندہ جرم کے لیے وہ خون بہا ادا کرے گا۔

---

[1] فقہاء عامہ میں سے شافعی، ابو حنیفہ، احمد بن حنبل اور مالک کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کا دایاں ہاتھ کاٹ دے تو قصاص کے طور پر اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر اس کا دایاں ہاتھ نہیں ہے تو اس کا بایاں ہاتھ یا پاؤں قطع نہیں کیا جائے گا بلکہ اس صورت میں قصاص ساقط ہو جائے گا۔ (کتاب خلافہ کتب فقہی عامہ)۔

قانون ۴

اعضاء کے قصاص میں داہنی بائیں اور اوپر نیچے کے لحاظ سے یکسانیت کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ جیسے کہ دو آنکھیں اور دو ہونٹ ہیں لیکن جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اگر دلیل موجود ہو تو یہ شرط ختم ہو جائے گی۔

قانون ۵

انسان کے سر اور چہرے پر وارد ہونیوالے زخموں کی آٹھ مختلف صورتیں ہیں اور ان سب کو شجاج کہتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کے حصہ سوم میں سر اور چہرے کے زخموں کی سزا کے باب میں ان کا تفصیلی ذکر آئے گا۔ ان زخموں کے قصاص کے لیے ضروری ہے کہ سر اور چہرہ پر جس جگہ زخم آیا ہے، اس جگہ کا طول وعرض دھاگے سے ناپا جائے تاکہ قصاص لیتے وقت اس سے زیادہ زخم نہ لگنے پائے۔ زخم کی گہرائی کے لیے کوئی معتبر حد نہیں ہے۔ کیونکہ مختلف افراد کے سر دبلے موٹے ہونے یا جلد کی سختی یا نرمی کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس لیے صرف اتنا گہرا زخم لگایا جاتا ہے کہ عرف عام میں یہ کہا جا سکے کہ یہ قصاص لینے والے کے زخم کے مساوی ہے۔ اس حکم میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قانون ۶

سر چہرہ اور بدن پر لگنے والے بعض زخموں مثلاً جائفہ، مامومہ، ہاشمہ اور

منقلہ وغیرہ میں کوئی قصاص نہیں لیا جا سکتا۔ کیونکہ ان کا قصاص لینے میں ہلاکت یا عضو کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے لیکن حاصِمہ، باضعہ، سمحاق اور موضحہ وغیرہ جیسے زخم جن میں نفس اور عضو کے ضائع ہونے کا امکان کم ہے۔ ان صورتوں میں قصاص لینا جائز ہے۔ اس سلسلہ میں شہرت اور اجماع کے علاوہ روایت بھی وارد ہوئی ہے۔[1]

قانون ۷

اگر کوئی شخص کسی کے سر یا بدن کی ہڈی توڑ ڈالے یا ہڈی اس کی جگہ سے ہٹا دے تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ کیونکہ ایسا قصاص لینا خطرناک ہے اور پھر اس صورت میں زخم کا اندازہ لگا کر اسی قدر ہڈی توڑنا ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ امیرالمومنین علیؑ سے روایت ہے کہ ہڈی توڑنے والے پر قصاص نہیں ہے۔

قانون ۸

اگر کوئی شخص کسی کا پورا کان یا اس کا کچھ حصہ کاٹ ڈالے تو کتاب و سنت اور اجماع کی دلیل کے مطابق اس سے بعینہٖ اسی طرح قصاص لیا جائے گا۔

---

[1] فقہائے عامہ میں شافعی۔ ابوحنیفہ۔ احمد بن حنبل اور مالک کا قول ہے کہ واضحہ زخم کے علاوہ ان میں سے کسی میں بھی قصاص جائز نہیں ہے (کتاب خلاف وکتاب فقہی عامہ)۔

قانون ۹

اگر کسی شخص کا کان قصاص میں کاٹا گیا ہو اور وہ اپنے کٹے ہوئے کان کو اس کی جگہ پر چپکا کر ٹانکے لگوا لے اور اس کا کان دوبارہ صحیح ہو جائے تو قصاص لینے والے کو یہ حق ہے کہ وہ اس کے کان کو دوبارہ کاٹ دے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب قصاص میں اسحاق بن عمار نے شیخ کی سند سے بیان کیا ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

> ایک شخص نے کسی کا تھوڑا سا کان کاٹ دیا تو لوگ فیصلہ کروانے کے لیے اسے امیرالمومنین علی ؑ کے پاس لے گئے۔ آپ نے قصاص کے طور پر اس کا کان کاٹ دیا۔ لیکن بعد میں اس نے اپنے کٹے ہوئے کان کو دوبارہ اس کی جگہ پر جوڑ دیا اور اس کا کان ٹھیک ہو گیا۔ چنانچہ وہ پہلا شخص اس دوسرے شخص کو لے کر پھر امیرالمومنین ؑ کی خدمت میں آیا اور دوبارہ قصاص لینے کا مطالبہ کیا۔ حضرت نے فیصلہ فرمایا کہ اس کا کان دوبارہ کاٹ دیا جائے اور کٹے ہوئے کان کو دفن کر دیا جائے۔ نیز فرمایا: دوسری مرتبہ قصاص اس کے معیوب عمل کے سبب لیا گیا ہے [۱]

---

[۱] فقہائے عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ جس شخص سے قصاص لیا جا رہا ہو اس کے لیے اپنے کان کو کاٹنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس کو حاکم شرع کے پاس جا کر اس کان کے جدا کرنے پر اصرار کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ کان نجس ہے اور اس نجس کے ہوتے ہوئے اس کی نماز صحیح نہیں ہے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون ۱۰

اگر کوئی شخص کسی کی آنکھ کا ڈھیلا نکال دے یا اس کی آنکھ کا نور ضائع کر دے تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اس مسئلے میں علماء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قانون ۱۱

اگر کوئی کانا شخص کسی ایسے شخص کی ایک آنکھ ضائع کر دے جس کی دونوں آنکھیں صحیح ہوں تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اس کانے کی وہ ایک آنکھ بھی نکال لی جائے گی۔ چنانچہ فروع کافی کتاب قصاص میں محمد بن قیس سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے سوال کیا کہ اگر کوئی کانا شخص کسی ایسے شخص کی ایک آنکھ پھوڑ دے جس کی دونوں آنکھیں درست ہوں تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اس کانے کی وہ ایک آنکھ بھی پھوڑ دی جائے گی۔

راوی نے عرض کیا کہ اس صورت میں وہ کانا اندھا ہو جائے گا۔

حضرتؑ نے فرمایا: خداوند عالم نے اسے اندھا کیا ہے۔

قانون ۱۲

دونوں صحیح و سالم آنکھوں والا ایک شخص اگر کسی کانے شخص کی سالم آنکھ

کو ضائع کر دے تو اس مسئلے میں علماء کے مابین اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ کانا قصاص میں اس کی ایک آنکھ نکال دے گا اور دوسری آنکھ کے عوض اس سے دیت اور خون بہا وصول کرے گا یا اگر چاہے تو دیت لے سکتا ہے۔ تاہم مجرم کو اسے کامل دیت ادا کرنی ہوگی۔ چنانچہ محمد بن قیس کی ایک صحیح روایت میں وارد ہوا ہے کہ امام ابو جعفر محمد باقرؑ نے فرمایا:

> ایک دونوں صحیح آنکھوں والے شخص نے ایک کانے شخص کی صحیح آنکھ نکال دی تھی۔ اس مسئلے میں امیر المومنینؑ نے یہ حکم صادر فرمایا کہ کانا اس سے قصاص لے سکتا ہے اور اپنی دوسری آنکھ کے عوض اس سے آدھی دیت وصول کر سکتا ہے اور اگر وہ چاہے تو اس سے کامل دیت وصول کرلے اور اس کی آنکھ سلامت رہنے دے۔

بعض کا قول ہے کہ اگر وہ اس سے قصاص لے گا تو پھر اسے دیت نہیں ملے گی۔

قانون ۱۳

اگر کوئی شخص کسی کی آنکھ کا نور اس طرح سے ضائع کر دے کہ ڈھیلا باقی رہے تو اس کا قصاص اس طرح لینا چاہیے کہ کچھ روئی مجرم کی آنکھوں کے اطراف میں چپکا کر آئینے کو آفتاب کے سامنے رکھیں۔ پھر مجرم سے کہیں کہ وہ اس آئینے پر نگاہ رکھے۔ یہاں تک کہ اس کی آنکھ کا نور زائل ہو جائے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب قصاص میں رفاعہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص کسی کے منہ پہ ایسا طمانچہ مارے جس سے اس کی آنکھ ظاہراً تو سلامت رہے لیکن اس کا نور زائل ہو جائے تو امیرالمومنین علیہ السلام ایسے مسئلے میں ویسا ہی حکم صادر فرمایا کرتے تھے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

قانون ۱۴

اگر کوئی شخص کسی کے ابرو، سر یا داڑھی کے بال اس طرح سے ختم کر دے کہ وہ دوبارہ نہ اگ سکیں تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔ اگر مجرم کے ابرو، سر یا داڑھی کے بال نہ ہوں تو اس سے دیت لی جائے گی اور ان میں ہر ایک کی دیت کامل ہے لیکن اگر بال دوبارہ اگ آئیں تو اس سے محض تاوان لیا جائیگا۔ چنانچہ جواہر الکلام میں مسمع سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

امیرالمومنینؑ کے فیصلے کے مطابق اگر کوئی شخص کسی کی داڑھی کے بال کاٹ دے اور وہ بال دوبارہ نہ اگیں تو اس سے کامل دیت لی جائے گی اور اگر بال دوبارہ اگ آئیں تو دیت کم ہو جائے گی۔

قانون ۱۵

اگر کوئی شخص کسی کے آلۂ تناسل کو قطع کر دے تو قصاص کی عمومی ادلّہ کے پیش نظر بلا اختلاف اس سے قصاص لیا جائے گا اور اس مسئلے میں بوڑھا یا جوان بالغ یا نابالغ اور مجنوں یا غیر مجنوں ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن سالم عضو تناسل جس سے جماع کرنا ممکن ہو اسے نامرد کے عضو تناسل کے عوض

نہیں کاٹا جائے گا۔ بلکہ مجرم سے کامل انسان کی دیت کا ایک تہائی حصہ وصول کیا جائے گا۔ چنانچہ فروع کافی میں یزید بن معاویہ سے منقول ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

> گونگے سے زبان کی اور اندھے سے آنکھ کی اور نامرد سے عضو تناسل کی دیت وصول کرتے وقت پوری دیت کا ایک تہائی وصول کیا جائے گا۔ اسی طرح دونوں خصیوں کی صورت میں بھی قصاص لیا جائے گا اور ایک خصیے کی صورت میں بھی قصاص ہوگا۔ لیکن اگر دوسرا خصیہ ضائع ہو جانے کا خوف ہو اس صورت میں صرف دیت وصول کی جائے گی۔

قانون نمبر ۱۶

سالم عضو کے عوض کوڑھی یا بیمار عضو کو اس صورت میں قطع کیا جائے گا جب وہ شل یا ناقص نہ ہو۔ اس حکم میں قصاص کی دلیلوں کا اطلاق ہوتا ہے۔ اسی طرح علماء کا اس مسئلے پر کوئی اختلاف نہیں کہ ایک صحیح قوت شامہ والی ناک کے عوض ایک ایسی ناک کو قطع کیا جا سکتا ہے جس کی قوت شامہ درست نہ ہو اور ایک صحیح قوت شامعہ والے کان کے عوض ایک بہرے کان کو قطع کیا جا سکتا ہے کیونکہ نقص ناک یا کان کا نہیں بلکہ ان کی قوت شامہ یا سامعہ میں ہے۔ پس اگر کسی نے کسی کی آدھی ناک یا آدھا کان کاٹا ہے تو قصاص میں اس کی آدھی ناک یا آدھا کان کاٹا جائے گا اور اگر کچھ حصہ کاٹا ہے تو اسی اندازے کے مطابق اس کا عضو بھی قطع کیا جائے گا۔

قانون ۱۷

اگر ایک بالغ شخص کسی دوسرے بالغ شخص کے دانت توڑ دے اور ان دونوں کے دودھ کے دانت نہ ہوں تو قصاص لینے میں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن اگر اس فن کے ماہرین کہیں کہ ان ٹوٹے ہوئے دانتوں کی جگہ دوسرے دانت نکل آئیں گے تو قصاص اور دیت میں اتنی تاخیر کی جائے گی کہ نئے دانت نکل آئیں یا ان کے نکلنے سے مایوسی ہو جائے۔ پس اگر نئے دانت نہ نکلیں تو قصاص اور دیت ثابت ہو جائے گی لیکن اگر نئے دانت صحیح و سالم نکل آئیں تو قول مشہور کے مطابق صرف تاوان ثابت ہو گا اور اگر نئے دانت معیوب اور ناقص نکلیں تو اسی نسبت سے تاوان لیا جائے گا۔

قانون ۱۸

قصاص لے لینے کے بعد اگر مجرم کے دانت دوبارہ نکل آئیں تو علماء کے نزدیک اس کے دانت دوبارہ نہیں توڑے جائیں گے لیکن شیخ الفقہاء طوسی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ طالب قصاص اس سے دوبارہ قصاص لے گا۔[1]

---

[1] اس ضمن میں فقہاء عامہ میں سے شافعی کے تین قول ہیں۔ اول: اس سے دوبارہ قصاص نہیں لیا جائے گا۔ دوم: قصاص لیا جائے گا۔ سوم: اس سے دیت لی جائے گی۔
(کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون ۱۹

دیگر اعضائے بدن کی مانند دانتوں کے قصاص میں بھی مثل کی شرط ہے اور اس مسئلے میں فقہار کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ آگے والے دانتوں کی بجائے پیچھے والے دانت یا دائیں جانب والے دانتوں کی بجائے بائیں جانب والے دانت یا اوپر والے دانتوں کی بجائے نیچے والے دانت اور اصلی دانتوں کی بجائے نقلی دانت اور نقلی دانتوں کی بجائے اصلی دانت نہیں توڑے جائیں گے۔

قانون ۲۰

قول مشہور کے مطابق دانتوں کے ٹوٹنے میں قصاص نہیں ہے بلکہ دیت لی جانی چاہیے بعض علمار کا قول ہے کہ اگر ممکن ہو تو مجرم کے صرف اتنے ہی دانت توڑے جائیں جتنے اس نے کسی کے توڑے ہیں۔ اصول کافی کتاب دیات میں ابوبصیر سے ایک روایت بھی اسی قول کی تائید کرتی ہے۔

قانون ۲۱

اگر کوئی شخص کسی کا نقلی دانت توڑ دے تو اگر اس کا کوئی نقلی دانت نہیں ہے تو قصاص میں اس کا اصلی دانت نہیں توڑا جائے گا۔ بلکہ اصلی دانت صرف اصلی دانت کے عوض ہی توڑا جائے گا لیکن اگر مجرم کا کوئی نقلی دانت نہیں ہے تو قصاص میں اس کا اصلی دانت نہیں توڑا جائے گا بلکہ اصلی دانت صرف اصلی دانت کے عوض ہی توڑا جائے گا۔ کیونکہ قصاص کے لیے مثل کی شرط

ذکر ہو چکی ہے۔ اس لیے اس سے دیت وصول کی جائے گی۔

قانون ۲۲

ایک ایسا بالغ شخص جس کے دودھ والے دانتوں کی جگہ دوسرے دانت نکل آئے ہوں، اگر وہ کسی لڑکے کا دودھ کا دانت توڑ دے تو اس پر قصاص نہیں ہوگا، بلکہ دودھ والے دانت گرنے کے بعد نئے دانت نکلنے کا انتظار کیا جائے گا۔ اگر دوسرے دانتوں کے ساتھ اس ٹوٹے ہوئے دانت کی جگہ صحیح دانت نکل آئے تو بعض علماء کے قول کے مطابق اس مجرم سے تاوان لیا جائے گا۔ تاوان کے تعین کے لیے فرض کیا جائے گا کہ اس مدت کے دوران ایک بغیر دانت والے غلام اور ایک دانت والے غلام کی قیمت میں کتنا فرق ہوگا۔ ان دونوں کی قیمت میں جس قدر فرق ہوگا اس فرق کو اس بچے کی دیت میں سے حساب لگا کر مجرم سے وصول کیا جائے گا۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں جمیل بن دراج نے اپنے ایک ساتھی کے حوالے سے صادقین ؑ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ ایک لڑکے کو کسی شخص نے مارا جس کے نتیجے میں اس لڑکے کا دانت ٹوٹ گیا۔ اس بارے میں حضرت ؑ نے فرمایا:

> اس شخص پر قصاص نہیں ہے لیکن اس پر لازم ہے کہ وہ اس لڑکے کو تاوان ادا کرے۔ اگر اس لڑکے کے نئے دانت سیاہ یا ٹیڑھے یا عیب دار یا چھوٹے نکلے تو اس صورت میں بھی تاوان ادا کرنا واجب ہوگا۔

اگر لڑکے کے دوسرے دانت نکل آئیں. مگر جو دانت توڑا گیا تھا وہ نہ نکلے تو علماء کا قول ہے کہ اس فن کے ماہرین کی جانب رجوع کیا جائے گا۔ اگر وہ کہیں کہ اتنی مدت میں دانت نکل آئے گا تو اس وقت تک انتظار کیا جائے گا لیکن اگر اس عرصے میں دانت نہ نکلا تو قصاص لیا جائے گا اور اگر اس عرصہ میں وہ لڑکا مر گیا تو پھر بھی تاوان لیا جائے گا لیکن بعض علماء کا قول ہے کہ لڑکے کے دانت ٹوٹنے کے عوض مطلقاً ایک اونٹ دیت کے طور پر لیا جائے گا۔ اس مضمون کی روایت بھی وارد ہوئی ہے لیکن قول مشہور اس کے خلاف ہے۔

قانون ۲۳

وسائل الشیعہ، کتاب قصاص میں سورہ بن الکلیب نے کلینی کی سند سے روایت بیان کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا کہ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو ایک ایسے شخص کو عمداً قتل کر دے جس کا ہاتھ کٹا ہوا ہو؟

امامؑ نے فرمایا: خواہ اس کا ہاتھ سزا کے طور پر کاٹا گیا ہو یا کسی اور شخص نے اس کا ہاتھ قطع کر دیا ہو اور اس کی دیت وصول کی جا چکی ہو تو ان دونوں صورتوں میں، اگر مقتول کے ورثاء چاہیں کہ قاتل سے قصاص لیں تو وہ کٹے ہوئے ہاتھ کی دیت قاتل کے ورثاء کو ادا کریں گے اور پھر اس سے قصاص لیں گے لیکن اگر وہ دیت لینا چاہیں تو نفس کی دیت میں سے ہاتھ کی دیت منفی کر کے باقی دیت وصول کریں گے لیکن اگر مقتول

کا ہاتھ سزا کے طور پر نہیں کاٹا گیا تھا یا اس نے اپنے ہاتھ کے کٹنے کی دیت وصول نہیں کی تھی تو قاتل کو اس کے عوض قتل کر دیا جائے گا اور اس کے ورثاء کو ہاتھ کی دیت بھی نہیں دی جائے گی اور اگر مقتول کے ورثاء چاہیں تو قاتل سے پوری دیت وصول کر سکتے ہیں۔ حضرت ؑ نے مزید فرمایا: ہم نے اس حکم کو کتابِ علیؑ میں ایسا ہی دیکھا ہے۔

اکثر فقہاء نے اسی حکم پر عمل کیا ہے۔ اسی طرح وہ شخص جس کے دائیں ہاتھ کی ایک انگلی کم ہو اور وہ ایک ایسے آدمی کے ہاتھ کو قطع کرے جس کی انگلیاں پوری ہوں تو اس صورت میں جب اگر اس سے دیت وصول کی جائے گی تو پورے ہاتھ کی وصول کی جائے گی اور اگر قصاص لینا چاہیں گے تو بلا اختلاف کامل ہاتھ کے عوض ناقص ہاتھ کو قطع کر سکتے ہیں۔ تاہم مجرم سے ناقص انگلی کی دیت وصول کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ اس کی تفصیل کے لیے امام کے مذکورہ بالا قول سے استفادہ کیا جائے گا۔[1]

---

[1] فقہاء عامہ میں شافعی کا قول ہے کہ اگر قصاص لینا چاہے تو مجرم سے انگلی کی دیت بھی حاصل کرے۔ ابو حنیفہ کا قول ہے کہ اس صورت میں قصاص کے ساتھ انگلی کی بجائے ناقص ہاتھ کی دیت لے۔
(کتاب خلاف وکتب فقہی علما)

چھٹا باب

قِصاص کی مختلف صُورتیں

اِس باب میں تئیس قوانین ہیں :

قانون ۱

اگر قاتل میں تمام شرائط پوری ہوں تو قتلِ عمد کی سزا میں قِصاص کو اوّلیت حاصل ہے۔ چنانچہ اجماع کے علاوہ آیاتِ قِصاص اور صحیح احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں لیکن اگر مقتول کے ورثاء اور قاتل دونوں دِیَت پر راضی ہو جائیں تو اس صورت میں قِصاص ساقط ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کتاب کے اس حصے کے آغاز میں اقسامِ قتل کے ضمن میں بیان کی جانے والی یونس کی رِوایت اس بات کی وضاحت کرتی ہے

قانون ۲

قتل عمد میں اگر مقتول کے ورثار دیت لینے پر راضی ہوجائیں لیکن قاتل راضی نہ ہو اور کہے کہ مجھے مقتول کے عوض قتل کردو تو قول مشہور کے مطابق مقتول کے ورثار اس کو دیت دینے پر مجبور نہیں کرسکتے۔ اسی طرح اگر قاتل دیت دینے پر راضی ہو اور مقتول کے ورثار اس پر راضی نہ ہوں تو قصاص ساقط نہیں ہوتا لیکن بعض علمار کا قول ہے کہ قتل عمد میں مقتول کے ورثار کو اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ چاہیں تو دیت لینے پر راضی ہوجائیں اور اگر چاہیں تو قصاص لے لیں۔ اس میں قاتل کو کچھ اختیار حاصل نہیں ہے لیکن یہ بات قول مشہور کے خلاف ہے۔

قانون ۳

شوہر اور بیوی قصاص کا حق نہیں رکھتے۔ اس حکم کی دلیل علمار کا اجماع ہے لیکن قول مشہور یہ ہے کہ اگر تمام ورثار دیت پر صلح کرلیں تو شوہر اور بیوی اس دیت میں سے اپنا ارث لے سکتے ہیں۔

اجماع، اتفاق، علمار اور وراثت کی ادلہ کا عمومی پہلو اس حکم کی تائید کرتا ہے۔[1]

---

[1] فقہار عامہ میں شافعی کا قول ہے کہ شوہر اور زوجہ کو قصاص میں سے بھی ارث پہنچتا ہے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

قانون ۴

اس مسئلے میں علمار کے درمیان اختلاف ہے کہ کیا مقتول کا قصاص لینے میں تمام ورثار شریک ہیں۔ بعض علمار کا قول ہے کہ مقتول کی میراث میں حصہ پانے والے وارث کو قصاص کا حق بھی پہنچتا ہے۔ بعض علمار کا کہنا ہے کہ قصاص لینا صرف باپ اور باپ کی جانب کے عزیزوں کا حق ہے۔ ماں، مادری بھائی بہن اور ماں کے عزیز قصاص کا حق نہیں رکھتے۔ اسی طرح بعض علمار کا کہنا ہے کہ عورتیں مطلقاً قصاص کا حق نہیں رکھتیں۔ اس قول کی تائید میں ایک حدیث بھی وارد ہوئی ہے لیکن اکثر فقہار نے وراثت کی ادلہ کے ظاہر کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلا قول اختیار کیا ہے[1]

قانون ۵

اس مسئلے میں علمار کے مابین اختلاف ہے کہ اگر حاکم شرع کے سامنے قتل کا جرم ثابت ہو جائے اور مقتول کا وارث صرف ایک شخص ہو تو کیا وہ شخص حاکم شرع کی اجازت کے بغیر مجرم کو قتل کر سکتا ہے کیونکہ قصاص اس کا حق ہے اور اسے ہے اور وہ حاکم شرع کی اجازت کے بغیر مجرم کو قتل کر سکتا ہے۔ کیونکہ قصاص اس

---

[1] فقہار عامہ میں سے شافعی اور ابوحنیفہ کا قول ہے کہ قصاص میں تمام ورثار حصہ دار ہیں۔ مالک نے کہا ہے کہ صرف پدری اعزّہ حقدار ہیں اور عورتوں کے لیے اس میں کوئی حق نہیں ہے۔
(کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

کا حق ہے اور اسے اپنا یہ حق حاصل کرنے کے لیے حاکم کی اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ یہ قول اقویٰ ہے لیکن خصوصاً اعضاء کے قصاص میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ امام یا حاکم شرع سے اجازت حاصل کرے۔ اس لیے کہ اعضاء کے قصاص میں جان جانے کا خوف ہوتا ہے۔ تاہم بعض علماء کا قول ہے کہ حاکم شرع کی اجازت کے بغیر قصاص لے تو حاکم شرع اسے تادیب کر سکتا ہے۔

قانون ۶

اگر مقتول کے ورثاء کی تعداد ایک سے زیادہ ہو تو اکثر علماء کا قول ہے کہ قصاص لینے کے لیے سب کی اجازت ضروری ہے۔ چنانچہ قصاص لیتے وقت تمام ورثاء مل کر مجرم کی گردن پر تلوار ماریں گے یا ایک آدمی کو اپنا وکیل مقرر کریں گے تاکہ وہ مجرم کو قتل کرے۔ کیونکہ حق قصاص میں وہ سب برابر کے شریک ہیں لیکن اکثر فقہاء طوسی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ اگر تمام ورثاء بالغ و عاقل ہوں یا بعض نابالغ یا دیوانے ہوں تو اس صورت میں ان میں سے کوئی ایک بالغ و عاقل شخص قصاص لے سکتا ہے لیکن اگر دوسرے نابالغ و دیوانے ورثاء بالغ ہونے یا ہوش میں آنے کے بعد اگر راضی نہ ہوں تو قصاص لینے والا ان کے حصہ کی دیت کا ضامن ہوگا۔[1]

---

[1] فقہاء عامہ میں سے اکثر کا قول ہے کہ اگر مقتول کے تمام ورثاء عاقل و بالغ ہوں تو ان میں سے کوئی بھی دوسروں کی اجازت کے بغیر قصاص نہیں لے سکتا۔ اگر ورثاء میں سے ایک عاقل اور دوسرا بچہ یا دیوانہ ہو تو قصاص لینے کے مسئلے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ چنانچہ شافعی کا قول ہے کہ عاقل قصاص نہیں لے سکتا بلکہ وہ بچے کی بلوغت ←

قانون ۷

اگر مقتول کا وارث نابالغ ہو مثلاً ایک بچے کی ماں کو قتل کر دیا گیا ہو تو اس بچے کا باپ، دادا یا کوئی اور ولی کی حیثیت سے قصاص نہیں لے سکتے، بلکہ بچے کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے گا۔ چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب قصاص میں بہ سند صحیح روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

> امیرالمومنین علیہ السلام کا فرمان ہے کہ اگر نابالغ بچوں کے باپ کو قتل کر دیا جائے تو قصاص کے لیے بچوں کے بالغ ہونے تک انتظار کرو۔ بچوں کو بالغ ہونے کے بعد اختیار حاصل ہے کہ خواہ وہ قصاص لے لیں یا معاف کر دیں یا دیت لیں۔

تاہم بعض علماء کا قول ہے کہ اگر جلدی قصاص لینے میں مصلحت ہے تو قصاص جلدی لیا جا سکتا ہے۔ اس لیے کہ ممکن ہے کہ تاخیر کرنے سے قصاص ضائع ہو جائے۔

قانون ۸

مقتول کے وارث کے بالغ و عاقل ہونے تک قاتل کو قید رکھنا چاہیے۔

اور دیوانے کی صحت کا انتظار کریگا۔ لیکن ابوحنیفہ کا کہنا ہے کہ عاقل اپنی اور دوسرے کی جانب سے قصاص لے سکتا ہے۔ اسی طرح اگر خاوند چھوٹے بچے چھوڑ کر قتل ہو جائے تو اس کی بیوی اپنے چھوٹے بچے کی جانب سے قصاص لینے کا حق رکھتی ہے۔

(کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون ۹

اگر مقتول کے کسی ایک ورثا میں سے بعض قصاص لینا چاہیں' بعض خونبہا لینا چاہیں اور بعض معاف کرنا چاہیں تو ایسی صورت میں جو ورثا قصاص لینا چاہتے ہیں وہ قصاص لیں گے لیکن خون بہا کے خواہشمند ورثا۔ کو ان کے حصے کا خونبہا ادا کریں گے اور جو ورثا معاف کرنا چاہتے تھے ان کی جانب سے قاتل کے ورثا کو ان کے حصے کا خون بہا ادا کریں گے۔ اس حکم کی دلیل آیت اور حدیث کی بنا پر علمائے خاصہ کا اجماع ہے [1]

چنانچہ وسائل الشیعہ' کتاب قصاص میں کلینی کی سند سے ابی ولاد الحناط نے روایت کی ہے کہ اس نے امام جعفر صادق ؑ سے پوچھا کہ ایک ایسے شخص کو قتل کیا گیا ہے جس کے وارث' اس کے والدین اور ایک بیٹا ہیں مقتول کا بیٹا چاہتا ہے کہ قاتل کو اپنے باپ کے قصاص میں قتل کر دے لیکن مقتول کے باپ کا کہنا ہے کہ اس نے قاتل کو معاف کر دیا ہے اور مقتول کی ماں چاہتی ہے کہ وہ قاتل سے دیت لینا چاہتی ہے۔ امام ؑ نے فرمایا:

> مقتول کے بیٹے کو چاہیے کہ وہ دیت کا ۱/۶ حصہ مقتول کی ماں کو دے اور ۱/۶ حصہ مقتول کے باپ کی جانب سے قاتل کے وارث کو دے اور پھر قصاص میں قاتل کو قتل کر دے۔

---

[1] فقہا عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ اگر بعض ورثا قاتل کو معاف کر دیں یا دیت قبول کر کے مصالحت کر لیں تو قصاص ساقط ہو جاتا ہے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

قانون ۱۰

اگر ایک آدمی ایک ہی وقت میں کئی آدمیوں کو قتل کرے مثلاً ان پر دیوار یا چھت گرادے تو ان سب کے ورثار کو قصاص کا حق حاصل ہے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب قصاص میں کلینی کی سند سے ابن مسکان نے روایت بیان کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

> اگر کوئی شخص ایک ہی وقت میں دو یا دو سے زیادہ افراد کو قتل کرے تو اسے ان سب کے عوض قتل کیا جائے گا۔ اس صورت میں اگر مقتول کے ورثار ملکر اسے قتل کردیں تو ان سب نے اپنا حق حاصل کرلیا۔ لیکن اگر ورثار میں سے کسی ایک نے قرعہ اندازی کے نتیجے میں یا خود سے آگے بڑھ کر دیگر ورثار سے پہلے قاتل کو قتل کردیا تو اس نے تو اپنا حق حاصل کرلیا۔ لیکن دوسرے ورثار کے حق کے مسئلے میں علمار کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

بعض علمار کا قول ہے کہ باقی ورثار میں سے ہر ایک قاتل کے مال سے پوری دیت لے گا لیکن بعض علمار کا کہنا ہے کہ بقیہ ورثار کا حق ساقط ہوجائیگا۔ تاہم پہلا قول ہی زیادہ شہرت رکھتا ہے لیکن جس مقتول کو قاتل نے سب سے پہلے قتل کیا ہے، کیا اس کے وارث کو قصاص لینے میں تقدم کا حق حاصل ہے یا نہیں۔ اس مسئلے میں علمار کے مابین اختلاف ہے۔ اس صورت میں بھی اگر ان مقتولین کے ورثار میں سے کوئی ایک اس قاتل کو قتل کرنے میں سبقت

کرتا ہے اور دیگر ورثاء کی مرضی کے بغیر قاتل کو قتل کر دیتا ہے تو اس بارے میں بھی وہی حکم ہے جو اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

قانون ۱۱

حد اور قصاص کی مستحق کسی حاملہ عورت پر وضع حمل سے قبل حد جاری کرنا یا قصاص لینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ حمل کا لحاظ رکھنا اگرچہ کہ زنا سے ہی کیوں نہ ہو ضروری ہے۔ اس مسئلے کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ چیز اس کتاب کے حصہ اول میں زنا کے احکام اور رجم کی سزا کے بیان میں صالح بن میثم کی روایت سے ظاہر ہے۔

قانون ۱۲

اگر کوئی شخص کسی کو عمداً قتل کرے۔ اس کے بعد نہ وہ کسی خطا کا مرتکب ہو اور نہ ہی فرار اختیار کرے اور اسے موت آجائے تو اس پر سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے لیکن دیت کے سقوط کے مسئلے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ لیکن اگر قاتل فرار اختیار کر جائے اور ہاتھ نہ آسکے تو اگر اس کا مال موجود ہے تو اس کے مال میں سے دیت وصول کی جائے گی لیکن اگر اس کا مال نہیں ہے تو پھر اس کے قریب ترین عزیزوں سے دیت وصول کی جائے گی۔ چنانچہ جواہر الکلام کتاب قصاص میں اسی مسئلہ کے بارے میں ایک روایت ہے کہ راوی نے امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک مرد کو عمداً قتل کر کے بھاگ گیا اور پھر ہاتھ نہ آیا۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا: اگر قاتل کا مال موجود ہو تو مقتول کی دیت اس مال میں سے وصول کی جائے گی اور اگر اس کا مال موجود نہ ہو تو پھر وہ دیت اس کے قریب ترین اعزہ سے وصول کی جائے گی۔ اگر اس کے قریبی اعزہ کے پاس بھی دیت ادا کرنے کے لیے مال نہ ہو تو وہ دیت خود امام یا اس کے نائب کی جانب سے دی جائے گی، تاکہ کسی مسلمان کا خون بیکار نہ جائے۔

قانون ۱۳

فروع کافی کتاب دیات وقصاص میں حریز سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا کہ ایک مرد نے عمداً قتل کیا۔ اسے حاکم شرع کے سامنے فیصلے کے لیے پیش کیا گیا۔ حاکم شرع نے اسے مقتول کے ورثا کے سپرد کر دیا۔ تاکہ وہ اسے قصاص میں قتل کر دیں۔ اس وقت چند آدمیوں نے اچانک حملہ کر کے اسے ان کے قبضہ سے چھڑا کر آزاد کر دیا۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا: قاتل کو آزاد کروانے والے افراد کو اس وقت تک قید میں رکھا جائے گا جب تک وہ قاتل کو واپس نہ لے آئیں۔

امامؑ سے سوال کیا گیا کہ اگر اس مدت میں قاتل کو موت آجائے اور وہ لوگ قید خانہ میں ہوں تو اس صورت میں کیا ہوگا؟

آپ نے فرمایا: سب سے دیت لے کر مقتول کے وارث کو دی جائے گی۔

قانون ۱۴

مستحب ہے کہ امام یا نائب امام قصاص لیتے وقت قصاص کے مسائل سے آگاہ دو عادل گواہ اپنے پاس حاضر رکھیں، تاکہ بعد میں فریقین کے درمیان کوئی اختلاف پیدا نہ ہو۔

قانون ۱۵

یہ چیز لازم ہے کہ زہر آلود ہتھیار سے قصاص نہ لیا جائے۔ تاکہ زہر اس کے بدن کو خراب نہ کر دے اور اس طرح اسے غسل وکفن نہ دیا جا سکے۔ خصوصاً اعضا کے قصاص میں ہتھیار زہر آلود ہونے کے نتیجے میں زہر اس کے بدن میں سرایت کر جائے اور وہ شخص مر جائے تو قصاص لینے والا اس کی دیت کا ضامن ہو گا۔

قانون ۱۶

جس ہتھیار سے قصاص لیا جائے اس کا تیز ہونا شرط ہے تاکہ قصاص لیتے وقت قاتل کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔ اگرچہ کہ قاتل نے مقتول کو کسی کند ہتھیار سے ہی قتل کیا ہو۔ چنانچہ حدیث نبوی میں ہے کہ اگر تم کسی کو قصاص میں قتل کرو تو آسانی اور نرمی کے ساتھ قتل کرو۔ چنانچہ روایت میں حیوان

کو ذبح کرنے کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ اسے نہایت نرمی کے ساتھ ذبح کرو اور پھر انسان کے لیے تو بدرجہ اولیٰ اس سے بھی بہتر طریقہ ہونا چاہیے۔

قانون ۱۷

قاتل کی ناک یا کان کو قطع کرنا یا اسے پانی میں ڈبو دینا یا آگ میں جلا دینا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ وہ خود اسی انداز میں جرم کا مرتکب ہوا ہو۔ چنانچہ کسی تیز تلوار سے اس کی گردن جدا کر دینی چاہیے۔

وسائل الشیعہ کتاب قصاص میں ابو الصباح الکنانی نے حلبی سے روایت بیان کی ہے کہ اس نے امام جعفر صادق ؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک دوسرے شخص کو لکڑی سے اتنا مارا کہ وہ مر گیا۔ کیا قاتل کو مقتول کے ورثار کے سپرد کر دیا جائے گا کہ وہ اسے قتل کر دیں؟

امام ؑ نے فرمایا: ہاں! اسے مقتول کے ورثار کے سپرد کر دیا جائے گا تاکہ وہ اسے قتل کر دیں لیکن وہ اسے بیجا تکلیف اور اذیت نہیں پہنچائیں گے بلکہ تلوار سے اس کا سر قلم کر دینگے۔

نہج البلاغہ میں امیر المومنین علیہ السلام اپنے فرزند امام حسن ؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میرے قاتل ابن ملجم ملعون کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور اس کے کھانے پینے میں کمی نہ کرو۔ اگر میں اچھا ہو گیا تو خود فیصلہ کروں گا کہ اس سے قصاص لوں یا اسے معاف کر دوں یا اس کی اصلاح کروں۔ اس کے بعد فرمایا کہ

اگر میں مرجاؤں تو تم اسے قتل کر سکتے ہو، لیکن اس کے اعضاء قطع نہ کرنا۔ کیونکہ میں نے رسول اکرمؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کاٹنے والے کتے کا مثلہ کرنے سے بھی پرہیز کرو۔

قانون ۱۸

وسائل الشیعہ، کتاب قصاص میں کلینی کی سند سے ابان بن عثمان نے صادقینؑ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کو حضرت عمر کے پاس لایا گیا۔ اس نے ایک شخص کے بھائی کو قتل کیا تھا۔ انہوں نے قاتل کو مقتول کے بھائی کے سپرد کر دیا تاکہ وہ قصاص میں اسے قتل کر دے۔ مقتول کے بھائی نے قاتل کو اس قدر زدوکوب کیا کہ وہ سمجھا کہ شاید وہ مر گیا ہے۔ قاتل کے دوست اسے گھر لے گئے۔ ابھی اس میں زندگی کی رمق باقی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اس کا علاج کیا اور وہ اچھا ہو گیا۔ جب وہ گھر سے باہر نکلا تو مقتول کے بھائی نے اسے پھر گرفتار کر لیا اور کہا کہ تم نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے، اس لیے میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ اس نے کہا کہ تم مجھے ایک مرتبہ قتل کر چکے ہو۔ چنانچہ وہ دوبارہ حضرت عمر کے پاس آئے۔ انہوں نے حکم دیا کہ قاتل کو پھر قتل کیا جائے۔ اتفاق سے اسی وقت امیر المومنینؑ کا ادھر سے گزر ہوا تو لوگوں نے آپ کو اس قصہ سے آگاہ کیا۔ آپ نے اس شخص سے کہا کہ اس کے قتل میں جلدی نہ کرو۔ پھر حضرت عمر کے پاس آکر فرمایا:

اے عمر! حکم خدا اس طرح نہیں ہے۔

انہوں نے پوچھا حکم خدا کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: قاتل کو چاہیے کہ پہلے مقتول کے بھائی سے
زدوکوب کا قصاص لے اور پھر مقتول کا بھائی اسے اپنے بھائی
کے عوض قتل کرسکتا ہے۔

جب مقتول کے بھائی نے یہ حکم سنا تو وہ اس کے قتل سے باز آگیا۔ پھر اس ڈر سے اسے معاف کردیا کہ اگر قاتل نے مجھ سے اس زدوکوب کا قصاص لیا تو میں ضرور مرجاؤں گا۔

چنانچہ اکثر قدیم فقہاء نے اس روایت پر عمل کیا ہے بعض علماء نے اس روایت کا اطلاق صرف اس موقع پر کیا ہے جب مقتول کا وارث شرعی طریقہ سے ہٹ کر قصاص لے۔ جیسا کہ اس روایت میں ہے کہ مقتول کے بھائی نے قاتل کو اتنی لاٹھیاں ماریں کہ اپنے خیال میں اسے قتل کردیا۔ پس اگر وہ قاتل کو تلوار سے قتل کرتا اور ضرب کارگر نہ ہوتی تو وہ اسے دوبارہ قتل کرسکتا تھا۔

چنانچہ قول مشہور یہ ہے کہ قاتل کی گردن تلوار سے اڑائی جائے اگرچہ کہ اس نے مقتول کو کسی دوسرے طریقہ سے قتل کیا ہو۔ بعض علماء کا قول ہے کہ قاتل نے جس طریقے سے مقتول کو قتل کیا ہو، مقتول کے ورثاء قصاص میں اسے اسی طریقہ سے قتل کرسکتے ہیں لیکن اگر قاتل نے مقتول کو کسی حرام طریقے سے قتل کیا ہو۔ مثلاً کثرت لواطت، جادو یا شراب سے اس کا گلا بھر کر تو ان صورتوں میں صرف تلوار سے اس کی گردن اڑائی جائے گی۔

قانون ۱۹

اگر قاتل یا مجرم یہ کہے کہ مجھے چھوڑ دو کہ میں خود اپنے آپ کو ہلاک کر لیتا ہوں یا میں خود اپنا ہاتھ کاٹ لیتا ہوں تو مشہور علماء کا قول یہ ہے کہ اسے موقع فراہم کرنا جائز نہیں ہے۔

قانون ۲۰

قصاص لینے کے لیے لوہے کا ہتھیار ہونا ضروری ہے۔ قول مشہور کی بناء پر کسی دوسری دھات کے ہتھیار سے قصاص لینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ جیسے پہلے ذکر آچکا ہے قصاص لیتے وقت قاتل کو آسانی کے ساتھ قتل کیا جائے گا۔[۱]

قانون ۲۱

شدید سردی اور شدید گرمی کے موسم میں حدود و قصاص کا اجراء ملتوی کر کے معتدل موسم کا انتظار کرنا چاہیے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب حدود میں سعدان بن مسلم نے بعض اصحاب سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ امیرالمومنینؑ کسی کام سے باہر نکلے تو آپ نے دیکھا کہ سردی کے موسم میں ایک شخص پر حد

---

[۱] فقہائے عامہ میں شافعی کا قول ہے کہ قاتل نے جس طرح قتل کیا ہو قصاص میں اس کو بھی اسی طرح قتل کرنا چاہیے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

جاری کی جارہی ہے۔ آپ نے فرمایا:

سبحان اللہ! یہ عمل مناسب نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اس پر تو حد جاری کی جارہی ہے۔

آپ نے فرمایا: یہ میں بھی جانتا ہوں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ جس مجرم پر سردیوں میں حد کا اجراء ثابت ہو جائے اس پر قدرے گرم موسم میں اور جس پر گرمیوں میں حد ثابت ہو اس پر قدرے سرد موسم میں حد کا اجراء کیا جائے۔

قانون ۲۲

مقتول کے ورثاء کے لیے مستحب ہے کہ قاتل کو قصاص معاف کردیں یا دیت قبول کر کے اس سے مصالحت کرلیں۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب قصاص میں کلینی کی سند سے حلبی نے روایت کی ہے کہ اس نے اس آیت کے بارے میں امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ جو شخص قصاص معاف کر دیتا ہے اس کا یہ عمل اس کے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اس سے کیا مراد ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جس طرح وہ قاتل کو معاف کر دیتا ہے خدا بھی اسی طرح اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔

پھر اس نے دوسری آیت کے بارے میں سوال کیا کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ جسے اس کا بھائی قصاص معاف کر دے تو اسے چاہیے کہ وہ بھی اس کے حق میں نیکی اور احسان سے کام لے اور اسے خون بہا ادا کرے۔

آپ نے فرمایا: جس شخص کو قصاص کا حق حاصل ہو، جب وہ دیت پر صلح کرلے تو اسے چاہیے کہ دیت کی وصولی میں سختی سے کام نہ لے۔ اگر قاتل مفلس ہو تو وارث کو چاہیے کہ قاتل کو مہلت دے اور قاتل کو چاہیے کہ جونہی اس کے حالات درست ہوں تو دیت کی ادائیگی میں جلدی کرے اور رضا اور رغبت کے ساتھ اس کے حق کو ادا کرے۔

قانون ۲۳

قاتل کو معاف کر دینے یا دیت پر مصالحت کر لینے کے بعد قاتل کو قصاص میں قتل کر دینا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب قصاص میں کلینی کی سند سے حلبی نے روایت کی ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا جس میں خدا فرماتا ہے:

فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ [1]

امامؑ نے جواب میں فرمایا: جو شخص قاتل سے دیت اور خونبہا قبول کرلے یا اسے معاف کر دے یا اس سے مصالحت کرلے اور پھر بعد میں عہد شکنی کرے اس کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

---

[1] سورہ بقرہ۔ آیت ۱۷۸

حصّہ سوم

پہلا باب

قتل کی دِیت اور سزا

اس باب میں چودہ قوانین بیان کیے گئے ہیں

قانون ۱

اگر کوئی شخص کسی کو عمداً قتل کر دے تو مقتول کے ولی کو حق حاصل ہے کہ وہ چاہے تو قاتل کو معاف کر دے یا اسے قِصاص میں قتل کر دے یا قانون ۲ میں بیان کردہ چھ صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں اس سے دِیت وصول کرے۔

قانون ۲

قاتل مندرجہ ذیل چھ صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں دِیت ادا کرے گا:

اوّل: سو عدد اونٹ جو چھٹے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور بہت کمزور

اور دبلے نہ ہوں۔

دوئم: دو سو گائیں جنہیں عرف عام میں گائے کہا جاتا ہو۔

سوئم: ایک ہزار بکریاں۔

چہارم: دو سو حلے جن میں ہر حلے میں یمن کے تیار شدہ دو مخصوص پارچے موجود ہوں۔

پنجم: ایک ہزار مثقال شرعی خالص سونا (ہر مثقال شرعی ۱۸ نخود کے برابر ہوتا ہے)۔

ششم: دس ہزار درہم شرعی (ہر درہم ۱۲½ نخود سکہ دار چاندی کے برابر ہوتا ہے۔

فروع کافی کتاب دیات میں علی بن ابراہیم کی سند سے ایک روایت ہے امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

> اگر کوئی شخص کسی مومن کو عمداً قتل کر دے تو اس کے عوض لازماً اس سے قصاص لیا جائے گا۔ لیکن اگر مقتول کے ورثاء دیت لینے پر راضی ہو جائیں یا فریقین باہم معینہ دیت سے کم یا زیادہ پر راضی ہو جائیں تو یہ جائز ہے۔

فروع کافی کتاب دیات میں عبد الرحمٰن بن الحجاج سے مروی ہے کہ اس نے ابن ابی لیلیٰ سے سنا کہ ایام جاہلیت میں مقتول کا خون بہا سو اونٹ تھے۔ پیغمبر اکرمؐ نے بھی اس دستور کو جاری رکھا۔ پھر حضور اکرمؐ نے گائے پالنے والوں کے لیے دو سو گائیں اور بکریاں پالنے والوں کے لیے ایک ہزار بکریاں جو دو سال کی ہو کر تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہوں، بطور دیت واجب قرار

دیں۔ اسی طرح روپیہ اور سونا رکھنے والے حضرات کے لیے ایک ہزار دینار اور جن حضرات کے پاس چاندی ہو ان کے لیے دس ہزار درہم اور اہل یمن کے لیے سو حلّے بطور دیت واجب قرار پائے۔[1]

عبدالرحمٰن بن الحجاج کہتے ہیں کہ ابن ابی لیلیٰ کے قول کی صحت معلوم کرنے کے لیے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:

> امیرالمومنین علیؑ کا ارشاد ہے کہ دیت کی مقدار ایک ہزار دینار ہے اور دینار کی قیمت دس درہم کے برابر ہے۔ چنانچہ شہر والوں کے لیے دس ہزار درہم، بدوؤں کے لیے سو اونٹ، اہل دیہات کے لیے دو سو گائیں یا ایک ہزار بکریاں بطور دیت مقرر کی گئی ہیں۔

دیگر احادیث، اجماع اور فتاویٰ کی روشنی میں دیت کے مسئلے میں ابن ابی لیلیٰ کی یہ روایت ضعیف معلوم ہوتی ہے۔ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں ابی بصیر سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ قتل عمد کی دیت کیا ہوگی؟

> امامؑ نے فرمایا: سو اونٹ جو پانچ سال پورے کرکے چھٹے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔ اگر اونٹ نہ ہوں تو ہر اونٹ کے عوض بیس بکریاں دی جائیں گی۔[2]

---

[1] وسائل الشیعہ اور جواہر الکلام میں دو سو حلّے بیان کیے گئے ہیں۔

[2] فقہائے عامہ میں سے احمد بن حنبل نے فقہائے خاصہ کی مانند دیت میں انہی چھ چیزوں کو اصل قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اگر بکریوں کی صورت میں دیت ادا کریں گے تو دو ہزار بکریاں دیں گے۔ ابوحنیفہ نے دیت میں تین چیزوں کو اصل قرار دیا ہے: ←

فائدہ: دیت کے بارے میں احادیث اور روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دیت کے لیے اونٹ اور بکری کا نہ ہونا مستحب ہے۔

قانون ۳

اگر کوئی شخص کسی کو از رُوئے خطا یا شبہ عمد کی صورت میں قتل کر دے مثلاً وہ کسی جانور کو پتھر یا تیر مارے اور وہ پتھر یا تیر کسی آدمی کے لگ جائے اور وہ آدمی مر جائے یا وہ کسی کو تادیب کے طور پہ مارے اور وہ مر جائے تو اس صورت میں مقتول کے ورثاء کو قصاص لینے کا حق نہیں ہے لیکن وہ دیت کے طور پہ مذکورہ چھ چیزوں میں سے کوئی ایک بھی لے سکتے ہیں۔

قانون ۴

مندرجہ ذیل تین مواقع کے علاوہ قتل عمد، قتل شبہ عمد اور قتل خطا کی صورت میں دیت کے لیے چھ معینہ صورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے:

اول: اگر قاتل قتل خطا یا قتل شبہ عمد کی صورت میں دیت کے طور پہ سو اونٹ دینا چاہے تو قتل شبہ بعمد کی صورت میں وہ پانچ سال کی عمر کے

---

(۱) سو اونٹ (۲) ہزار دینار (۳) دس ہزار درہم۔ شافعی کے دو قول ہیں: (۱) اصل دیت سو اونٹ ہے۔ اگر اونٹ نہ ہوں تو پھر دیت ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم ہوگی۔
(۲) اصل دیت سو اونٹ ہے اگر اونٹ نہ ہوں تو دیت، ان کی قیمت ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم ہوگی۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

چالیس اونٹ اور تین سال کی عمر کے تیس اونٹ اور دو سال کی عمر کے تیس اونٹ دے گا اور قتل خطا محض کی صورت میں دو سال کی عمر کے تیس مادہ اونٹ اور تین سال کی عمر کے تیس اونٹ اور ایک سال کی عمر کے بیس مادہ اونٹ اور دو سال کی عمر کے بیس اونٹ دینے ہوں گے۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا:

> قتل خطا شبہ عمد سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو تادیب کے طور پر پتھر یا تازیانہ مارے اور وہ مر جائے۔ اس قتل کی دیت سخت ہوگی۔ اس میں پانچ یا نو سال کی درمیانی عمر کے چالیس اونٹ اور تین سال کی عمر کے تیس اونٹ اور دو سال کی عمر کے بیس اونٹ بطور دیت دینا ہونگے۔ اس کے برعکس قتل خطا محض میں تیس اونٹ، تین سالہ تیس اونٹ، دو سالہ اور بیس مادہ اونٹ ایک سالہ اور بیس اونٹ دو سالہ بطور دیت دینے ہوں گے۔ ہر اونٹ کی قیمت چاندی کے لحاظ سے ایک سو بیس درہم یا دس دینار ہونی چاہیے اور بکریوں کے لحاظ سے ہر بڑی عمر کے اونٹ اور اونٹنی کی قیمت بیس بکریوں کے برابر ہونی چاہیے۔

دوئم: قتل عمد اور قتل خطا کی دیت میں دوسرا فرق یہ ہے کہ قتل عمد کی صورت میں مقتول کے ورثا ایک سال کی مدت میں قاتل سے دیت وصول کریں گے اور قتل شبہ عمد میں یہ مدت دو سال اور قتل خطا محض میں یہ مدت تین

سال ہے۔ مدت کا تعین قتل کے وقت سے کیا جائے گا۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں ابی ولاد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

امیر المومنین ؑ کا ارشاد ہے کہ قتل خطا میں دیت وصول کرنے کی مدت تین سال اور قتل عمد میں ایک سال ہے لیکن قتل شبہ عمد میں اجماع اور شہرت کی بنا پر دیت وصول کرنے کی مدت دو سال ہے۔

سوئم: قتل عمد اور شبہ عمد کی دیت خود قاتل کے مال سے وصول کی جائے گی اور قتل خطا کی دیت اس کے عاقلہ سے لی جائے گی۔ اس حکم کی دلیل اور اس بارے میں روایت، نیز عاقلہ کے معانی کی تفصیل بعد میں بیان کی جائے گی۔

قانون ۵

دیت اگر اونٹ کی شکل میں دی جائے تو قتل عمد محض اور قتل عمد شبہ کی دیت مغلظہ (سخت) ہوگی۔ فقہا خاصہ کے نزدیک قتل عمد محض کی صورت میں دیت ایک سو مسان اونٹ ہوگی۔ یعنی ایسے اونٹ جو چھٹے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔ قتل شبہ عمد کی دیت میں چالیس اونٹ پانچ سے نو سال کی درمیانی عمر کے، تیس اونٹ تین سال کے اور تیس اونٹ دو سال کے ہوں گے۔

قتل خطا محض کی دیت اگر اونٹ کی شکل میں ادا کی جائے تو سو اونٹ غیر مغلظہ ہوگی۔ یعنی تیس اونٹ تین سالہ تیس اونٹ دو سالہ اور بیس مادہ اونٹ ایک سالہ اور بیس اونٹ دو سالہ ہوں گے۔ اس حکم کی دلیل

اجماع اور وہ روایات ہیں جو ذکر ہو چکی ہیں[1]

قانون ۶

اگر کوئی شخص رجب، ذی الحجہ، ذیلقعد اور محرم کے مہینوں میں کسی کو قتل کرے تو اس کو اصل دیت سے ایک تہائی زیادہ دینی پڑے گی۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں کلیب اسدی سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ جو شخص ذیلقعد، ذی الحج، محرم یا رجب کے مہینے میں قتل کیا گیا ہو، اس کی دیت کتنی ہو گی؟

امامؑ نے فرمایا: ایک پوری دیت کے علاوہ مزید ایک تہائی

---

[1] فقہاء عامہ میں اونٹوں کی عمر میں اختلاف ہے۔ شافعی کا قول ہے کہ قتل عمد میں سو اونٹ مغلظہ ہیں یعنی چالیس اونٹ ۵ سال کے ۳۰ اونٹ ۳ سال کے اور ۳۰ حاملہ اونٹنیاں دو سال کی ہونی چاہییں۔ ابو حنیفہ کا قول ہے کہ ۲۵ اونٹ ۵ سال کے، ۲۵ اونٹ ۳ سال کے ۲۵ اونٹ دو سال کے اور ۲۵ اونٹنیاں ایک سال کی ہوں۔ شافعی اور ابو حنیفہ نے قتل شبہ عمد میں دیت کے اونٹ مثل قتل عمد کے قرار دیے ہیں۔ نیز شافعی، ابو حنیفہ، احمد بن حنبل اور مالک نے قتل خطا محض کی دیت میں ۲۰ اونٹ ۵ سال کے ۲۰ اونٹ ۳ سال کے ۲۰ اونٹ ۲ سال کے ۲۰ نر اونٹ دو سال کے اور ۲۰ اونٹنیاں ایک سال کی قرار دی ہیں۔ شافعی کا قول ہے کہ قتل عمد محض میں دیت ادا کرنے کی مدت ایک سال ہے۔ شبہ عمد میں دیت قاتل کے مال سے اور خطا محض میں قاتل کے عاقلہ سے تین سال کی مدت میں مقتول کے ورثاء کو ادا کی جائے گی۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

دیت قاتل سے وصول کی جائے گی۔[1]

بعض مجتہدین نے حرم مکہ کو بھی ان مہینوں کے ساتھ شامل کر دیا ہے۔

قانون ۷

اگر کوئی شخص حرم کے باہر کسی پر ظلم کرے یا کسی کو قتل کر دے اور پھر حرم میں پناہ حاصل کرے تو جب تک وہ حرم کے اندر رہے اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا لیکن اسے کھانے پینے کا سامان کم فراہم کیا جائے گا' تا کہ وہ حرم سے باہر آجائے اور اس سے قصاص لیا جا سکے۔ چنانچہ ہشام سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جس نے حرم کے باہر قتل کیا اور پھر حرم میں پناہ لے لی۔

امامؑ نے فرمایا: اندرون حرم اس پر حد جاری نہیں ہوگی لیکن سامان خورد و نوش اسے فراہم نہیں کیا جائے گا۔ اس سے کلام نہیں کیا جائے گا اور اس کے ساتھ کسی قسم کی خرید و فروخت

---

[1] فقہاء عامہ میں شافعی کا قول ہے کہ تین مواقع پر قتل خطاء محض کی دیت مغلظ اونٹوں سے ادا ہوتی ہے۔

اول: قتل حرام مہینوں میں واقع ہوا ہو۔ دوم: قتل محرم میں ہوا ہو۔

سوئم: کسی نے اپنے باپ' ماں' بہن یا بھائی وغیرہ کو قتل کیا ہو۔ لیکن ابو حنیفہ اور مالک کا قول ہے کہ ان میں سے کسی صورت میں بھی دیت مغلظ نہیں ہوتی۔

(کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

بھی نہیں کی جائے گی۔ جب وہ حرم سے باہر آئے گا تو پھر اس پر حد جاری کی جائے گی۔ قرآن کریم کی وہ آیت بھی اس حکم کی تائید کرتی ہے جس میں خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بھی حرم میں داخل ہو جائے وہ امن و سلامتی میں ہے۔

قانون ۸

اگر کوئی شخص حرم کے اندر کسی پر ظلم کرے یا کسی کو قتل کر دے تو اس سے حرم کے اندر قصاص لینا جائز ہے۔ کیونکہ خود اس نے حرم کی حرمت و عظمت کا لحاظ نہیں رکھا۔ قصاص کی ادلّہ کا ظاہر بھی اس حکم کی تائید کرتا ہے۔ بعض مجتہدین نے روضۂ رسولؐ اور ائمہ طاہرینؑ کے مزارات مقدسہ کو بھی حرم مکہ کے ساتھ شامل کیا ہے۔

قانون ۹

عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔ اس میں بالغ و نابالغ یا عاقل و مجنوں کا کوئی فرق نہیں ہے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں عبداللہ بن مسکان سے مروی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

اگر کسی عورت نے کسی مرد کو قتل کر دیا تو اس کے عوض اسے قتل کیا جائے گا لیکن اگر ایک مرد کسی عورت کو قتل کر دے تو اگر مقتولہ کے ورثا چاہیں تو قاتل کو مقتولہ کے عوض قتل کر سکتے ہیں لیکن اس صورت میں ضروری ہے کہ وہ قاتل کو آدھی دیت دیں

اور پھر اسے قتل کریں۔ لیکن اگر وہ قصاص نہ لینا چاہیں تو قاتل سے دیت وصول کر سکتے ہیں۔

یاد رہے کہ مرد کی دیت کامل ہے اور عورت کی دیت مرد کی دیت کے نصف کے برابر ہے۔

قانون ۱۰

ایک ولد زنا اگر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے تو قول مشہور کے مطابق اس کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے۔ بعض فقہاء مثلاً سید مرتضیٰ قدس سرہ کا قول ہے کہ اس کی دیت کافر ذمی کی دیت کے برابر ہے اور بعض علماء مثلاً ابن ادریس قدس سرہ کا قول ہے کہ اس کے لیے کوئی دیت نہیں ہے۔

قانون ۱۱

یہودی، عیسائی اور مجوسی اگر ذمی ہیں اور شرائط ذمہ پر کاربند ہیں تو ان کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں ابن مسکان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

یہودی، عیسائی اور مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔

نیز فروع کافی کتاب دیات میں لیث مرادی سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے یہودی، عیسائی اور مجوسی کی دیت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

ان سب کی دیت یکساں اور آٹھ سو درہم ہے۔ اسی طرح

یہودی، عیسائی اور مجوسی عورتیں جو ذمی ہوں اور شرائط ذمہ پر عمل کرتی ہوں، ان کی دیت ان کے مردوں کے مقابلہ میں نصف یعنی چار سو درہم ہے۔[1]

قانون ۱۲

حاکم شرع کو اختیار حاصل ہے کہ وہ تادیب اور امن وامان کی بقا کے لیے یہودی اور عیسائی اور مجوسی کے قاتل سے کافر ذمی کی دیت سے زیادہ رقم وصول کرے۔

---

[1] یہودی عیسائی اور مجوسی کی دیت کے متعلق فقہائے عامہ میں اختلاف ہے شافعی کا قول ہے کہ یہودی اور عیسائی کی دیت مسلمان کی دیت کا ۱/۳ اور مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہودی اور عیسائی کی دیت مسلمان کی دیت کا نصف ہے۔ مالک کا قول ہے کہ یہودی اور نصرانی کی دیت مسلمان کی دیت کا نصف اور مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔ احمد بن حنبل کا قول ہے کہ اگر کسی نے ان میں سے کسی کا قتل کیا ہے تو وارث کو مسلمان کی دیت کے برابر دیت دی جائے گی اور اگر قتل عمد خطا ہے تو مسلمان کی دیت کا نصف دیا جائے گا۔

ابو حنیفہ کا قول ہے کہ یہودی عیسائی اور مجوسی کی دیت مطلقاً مسلمان کی دیت کے برابر ہے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

قانون ۱۳

کافر ذمی اور دین سے خارج شدہ افراد کے لیے کوئی دیت نہیں ہے۔
اس مسئلے میں فقہاء کے درمیان چنداں اختلاف نہیں ہے۔

دوسرا باب

مُوجبِ دِیت اُمور

اس باب میں ۴۹ قانون ہیں:

قانون نمبر ۱

قتل خطاء محض اور قتل شبہ عمد جیسا قتل کی تینوں اقسام کے ذیل میں بیان ہو چکا ہے کہ دیت کا سبب بنتے ہیں۔ اسی طرح قتل عمد میں بھی اگر مقتول کے ورثاء دیت لینے پر راضی ہو جائیں تو قتل عمد بھی دیت کا سبب بنے گا۔

قانون نمبر ۲

کوئی ایسا طبیب جو علم طب کے بارے میں علم نہ رکھتا ہو اور اس میں ماہر نہ ہو، اگر وہ کسی بالغ وعاقل کی اجازت سے اس کا علاج کرے اور وہ مر جائے تو طبیب اس کی موت کا ذمہ دار ہوگا اور اسے اپنے مال سے اس کی دیت ادا کرنی

ہو گی۔ اسی طرح اگر ایک ماہر طبیب کسی بالغ اور عاقل مریض کا علاج اس کی اجازت کے بغیر کرے یا کسی دیوانے یا بچے کے شرعی ولی کی اجازت کے بغیر اس کا علاج کرے اور مریض مر جائے یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو جائے تو وہ طبیب اس کا ذمہ دار ہوگا۔ اس مسئلے پر علماء کا اجماع ہے اور اس مسئلے میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قانون ۳

اگر ایک ماہر طبیب کسی عاقل اور بالغ مریض کی اجازت سے اس کا علاج کرے اور وہ مر جائے یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو جائے تو اس مسئلے پر علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بہت سے فقہاء کا قول ہے کہ وہ طبیب اس کی دیت کا ضامن ہے۔ یہ فقہاء قاعدہ ضمان کی رُو سے کہتے ہیں کہ مریض نے علاج کی اجازت دی ہے، مار ڈالنے کی اجازت نہیں دی۔ نیز مریض کی جانب سے دی ہوئی شرعی اجازت بھی طبیب کے ضامن ہونے کی نفی نہیں کرتی۔ جیسے کسی کو تادیب کے لیے مارنا جائز ہے لیکن اگر اتفاقاً وہ مر جائے تو تادیب کرنے والا اس کی دیت کا ذمہ دار ہوگا۔ بعض مجتہدین نے اس قول پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ امیرالمومنینؑ سے بھی ایک روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

> اگر کوئی ختنہ کرتے وقت کسی لڑکے کا حشفہ کاٹ دے تو
> تو وہ اس کی موت کا ضامن ہوگا۔

بعض مجتہدین کا قول ہے کہ اگر طبیب ماہر ہو اور علاج میں کوئی کوتاہی نہ کرے اور مریض یا اسکے ولی کی اجازت بھی حاصل ہو تو طبیب اسکی موت کا ضامن نہیں ہوگا۔

قانون ۴

اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ طبیب دیت کا ذمہ دار ہوتا ہے لیکن خود مریض ہی طبیب کو بری الذمہ قرار دے اور کہے کہ اگر میں علاج کے دوران مر جاؤں تو طبیب اس کا ضامن نہیں ہوگا، کیا اس صورت میں طبیب پر سے دیت ساقط ہو جائے گی؟ اس بارے میں مجتہدین کے دو قول ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ اگر مریض یا اس کے ولی نے طبیب کو بری الزمہ قرار دیدیا تھا تو پھر وہ ضامن نہیں ہے۔ جیسا کہ فروع کافی کتاب دیات میں سکونی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

> امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی انسان یا حیوان کا علاج کرنے لگے، اسے چاہیے کہ پہلے اس کے ولی یا مالک سے اپنے لیے برائت حاصل کرلے۔ چنانچہ اگر اس نے علاج کرنے سے پہلے برائت حاصل نہیں کی اور علاج سے موت واقع ہو گئی تو اسے دیت ادا کرنی ہوگی۔

اکثر علماء اور مجتہدین نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ برائت حاصل کرنے کے بعد بھی اس پر سے دیت ساقط نہیں ہوتی۔

قانون ۵

اگر کوئی شخص ایک چیز اپنے سر پر یا کمر پر اٹھا کرلے جا رہا ہو۔ اثنائے راہ میں وہ کسی دوسرے شخص سے ٹکرا جائے۔ اگر اس ٹکر کے نتیجے میں وہ دوسرا شخص مر جائے تو ٹکرانے والا شخص اپنے مال سے اس کی دیت ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔

چنانچہ فروع کافی اور تہذیب الاحکام میں امام جعفر صادق ؑ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

جو شخص اپنے سر پر اٹھا کر کچھ لیجا رہا ہو اور راستے میں کسی دوسرے شخص سے ٹکرا جائے۔ اس ٹکر کے نتیجے میں اگر وہ دوسرا شخص مر جائے یا زخمی ہو جائے تو وہ بوجھ اٹھا کر لے جانے والا شخص اس کی دیت کا ضامن ہو گا۔

قانون ۶

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے اس انداز میں بغلگیر ہو یا جماع کرے کہ وہ مر جائے تو وہ اپنے مال سے اس کی دیت کا ضامن ہو گا۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں روایت ہے کہ اس مسئلے کے بارے میں امام جعفر صادق ؑ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

اس سے پوری دیت لی جائے گی لیکن اس کو اپنی بیوی کے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

قانون ۷

اگر کوئی شخص راستے میں یا کسی کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر کنواں کھودے اور کوئی لاعلم شخص اس میں گر کر مر جائے یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو جائے تو کنواں کھودنے والا شخص اس کی دیت کا ضامن ہو گا۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں سماعہ سے روایت ہے کہ اس نے

امام جعفر صادقؑ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جس نے اپنے گھر میں یا اپنی زمین میں کنواں کھودا ہو!

امامؑ نے فرمایا: اگر کسی نے اپنی زمین میں کنواں کھودا ہو اور کوئی اس میں گر کر مر جائے تو مالک اس کی دیت ادا کرنے کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ لیکن اگر وہ عام گزرگاہ پر یا کسی دوسرے کی ملکیت پر کنواں کھودے اور کوئی اس میں گر جائے تو وہ اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔

قانون ۸

اگر کوئی شخص مسلمانوں کی عمومی گزرگاہ پر کوئی عمارت کھڑی کر دے یا پتھر ڈال دے جس سے راستہ تنگ ہو جائے اور پتھر ڈالنے میں کوئی مصلحت بھی پیش نظر نہ ہو اور اس کے لیے امام یا حاکم شرع کی اجازت بھی حاصل نہ کی گئی ہو تو اگر کوئی شخص اس سبب سے مارا جائے تو عمارت بنانے والا یا پتھر ڈالنے والا دیت اور خون بہا کا ذمہ دار ہوگا۔ اس مسئلے میں ابی الصباح الکنانی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

جو شخص مسلمانوں کی راہ گزر میں کچھ رکھ کر کسی کو نقصان پہنچائے وہ اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔

قانون ۹

اگر کسی کی دیوار ٹیڑھی ہو جائے اور اس میں مسلمانوں کی گزرگاہ کی طرف

یا کسی کی ملکیت کی جانب جھکاؤ پیدا ہو جائے اور دیوار کا مالک اسے درست کرنے میں تاخیر کرے تو اگر کوئی شخص اس دیوار کے گرنے سے مر جائے یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو جائے تو دیوار کا مالک اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہو گا۔[1]

قانون ۱۰

مسلمانوں کی عمومی گزرگاہ کی جانب پرنالہ لگانا یا کسی لکڑی یا لوہے کی سلاخ کا ٹکڑا باہر نکالنا یا روشندان اور کھڑکی کھولنا، اگر کسی پیدل چلنے والے یا سوار کے لیے نقصان دہ نہ ہو تو چونکہ ہر زمانے میں مسلمانوں کے شہروں میں ایسا ہوتا رہا ہے اس لیے جائز ہے۔ حتّٰی کہ بعض مجتہدین نے اس کے جائز ہونے پر اجماع ہونے کا ادعا کیا ہے۔ نیز ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرمؐ کے چچا عباس کے مکان کا پرنالہ مسجد نبویؐ کی جانب تھا اور خود آنحضرتؐ نے ایسا تجویز کیا تھا۔[2]

---

[1] فقہائے عامہ میں سے ابو حنیفہ کا قول ہے کہ اگر ہمسایہ یا راستہ چلنے والے اس دیوار کو درست کرنے کا مطالبہ کریں اور اس کے ٹیڑھا ہونے پر گواہ پیش کریں اور اس دیوار کا مالک علم اور طاقت ہونے کے باوجود اسے درست نہ کروائے تو وہ ضامن ہو گا لیکن اگر مطالبہ کرنے اور گواہ پیش کرنے سے قبل کوئی مر جائے تو مالک ضامن نہیں ہو گا۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

[2] فقہائے عامہ میں سے شافعی نے بھی اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ ابو حنیفہ کا قول ہے کہ یہ اس وقت تک جائز ہے جب تک کوئی منع نہ کرے اور اگر کوئی منع کرے اور مخالفت کرے تو جائز نہیں رہتا۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون ۱۱

بالفرض اگر مندرجہ بالا چیزیں جائز ہوں اور مالک کے علم میں ہونے کے باوجود اس کی کوتاہی سے کوئی ایک چیز راستے میں گر جائے اور راستہ چلنے والوں میں سے کوئی مارا جائے یا زخمی ہو جائے تو مالک اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔ چنانچہ فروع کافی اور وسائل الشیعہ کتاب دیات میں امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

رسول اکرمؐ کا فرمان ہے کہ جو شخص مسلمانوں کی گزرگاہ پر گڑھا کھودے یا کھونٹا گاڑے یا جانور کو باندھے یا پرنالہ لگائے اور اس کے سبب سے کوئی ہلاک ہو جائے تو وہ اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔

اگر ان چیزوں کا مالک اپنی جانب سے کسی کوتاہی کا مرتکب نہ ہو اور پھر ان میں سے کسی ایک کے گر پڑنے سے کوئی ہلاک یا زخمی ہو جائے تو اس کی سزا کے بارے میں اختلاف ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ مطلقاً ضامن ہے اور بعض کا قول ہے کہ وہ مطلقاً ضامن نہیں ہے۔

بعض مجتہدین کا کہنا ہے کہ اگر پرنالہ یا لکڑی یا لوہا دیوار سے باہر نکلا ہوا تھا اور پھر گر کر کسی کی ہلاکت کا باعث بنا تو مالک پوری دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔

بعض کا قول ہے کہ وہ نصف دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔ لیکن مشہور قول یہ ہے کہ علم اور کوتاہی کی صورت میں ضامن ہوگا اور اگر علم

اور کوتاہی نہ ہو تو ضامن نہیں ہو گا۔[1]

قانون ۱۲

اگر کوئی شخص کسی تنگ راستے پر جہاں کھڑا ہونے کی جگہ نہ ہو، کھڑا ہو جائے اور کوئی شخص اس سے ٹکرا کر مر جائے تو وہ دیت ادا کرنے کا ضامن ہو گا کیونکہ وہ وہاں کھڑا ہونے میں کوتاہی کا مرتکب ہوا ہے۔

قانون ۱۳

اگر کوئی شخص کسی مباح جگہ پر یا کشادہ راستے میں یا خود اپنی زمین پر کھڑا ہو اور کوئی دوسرا شخص اس سے آ ٹکرائے اور مر جائے یا زخمی ہو جائے تو اس کا خون حلال ہے۔ کیونکہ وہ خود اپنے فعل کے نتیجے میں ہلاک یا زخمی ہوا ہے۔ لیکن اگر وہ شخص اپنے مکان میں تھا، وہ اس ٹکر کے نتیجے میں مر جائے تو آ کر ٹکرانے والا اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہے کیونکہ وہ اس کے فعل سے ہلاک ہوا ہے۔

قانون ۱۴

اگر کوئی دو پیدل چلنے والے یا سوار غلطی سے باہم ٹکرا کر مر جائیں تو ہر ایک

---

[1] تمام فقہاء عامہ کا قول ہے کہ وہ پرنالہ جو مسلمانوں کی گزرگاہ کی جانب ہے، اگر وہ گر پڑے اور کسی کو ہلاک کر دے تو اس کا مالک مطلقاً دیت ادا کرنے کا ضامن ہو گا۔

(کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

کے ورثار ایک دوسرے سے نصف دیت وصول کریں گے۔ کیونکہ ہر ایک کی موت کے دو اسباب ہیں۔ ایک سبب اس کا اپنا فعل اور دوسرا سبب دوسرے شخص کی کوتاہی ہے۔ چنانچہ اپنے فعل کی دیت ساقط ہو جائے گی۔[1]

قانون ۱۵

اگر دو شخص باہم کشتی لڑتے ہوئے زمین پر گر پڑیں اور مر جائیں تو ان میں سے ہر ایک کے ورثار دوسرے کے وارثوں سے دیت لیں گے کیونکہ عرف عام میں ان میں سے ہر ایک دوسرے کے قتل کا سبب بنا ہے۔ اگر ان میں سے ایک مر جائے یا اس کا ہاتھ یا پاؤں ٹوٹ جائے تو وہ دوسرا معینہ دیت کا نصف ادا کرے گا۔ بعض علمار کا قول ہے کہ اس کا خون ضائع اور برباد ہو گیا ہے اور اس کی کوئی دیت نہیں ہے۔

قانون ۱۶

اگر دو کشتیاں چلتے چلتے ایک دوسری سے ٹکرا جائیں اور ان پر لدا ہوا مال

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی اور مالک کا بھی یہی فتویٰ ہے لیکن ابو حنیفہ کا قول ہے کہ تصادم میں شبہ عمد مثل خطار محض کے ہے۔ اس لیے اس کی تمام دیت اعزہ پر ہے اور اگر تصادم جان بوجھ کر کیا ہے تو ایک دوسرے کے ورثار پوری دیت وصول کریں گے۔ ابو حنیفہ کا قول ہے کہ ان کا عمد بطور خطار کے شمار ہو گا اور ان کے اعزہ کو پوری دیت ادا کرنی ہو گی۔ شافعی کے بھی دو قول ہیں، دوسرا قول وہی جو ابو حنیفہ کا ہے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی علما)

تباہ ہو جائے اور ان پر سوار افراد مر جائیں تو اگر ہوا نے دونوں کشتیوں کے ملاحوں کو بے بس کر دیا تھا اور وہ باہم ٹکرا گئیں تو کسی پر کوئی دیت نہیں ہے۔ لیکن اگر کشتیاں ان کی مرضی کے مطابق چل رہی تھیں تو ان میں سے ہر کشتی کے ملاح کو دوسری کشتی کی آدھی قیمت اس کشتی کے ملاح کو دینا واجب ہے۔ اسی طرح دونوں کشتیوں پر لدے ہوئے سامان کے مالکوں کے سامنے ان کے سامان کے ضامن ہیں اور عمد کی صورت میں ملاحوں سے ہلاک شدگان کا قصاص لیا جائے گا اور خطاء کی صورت میں ان پر دیت واجب ہوگی جو انہیں خود اپنے مال سے ادا کرنا ہوگی۔ کیونکہ یہ جرم قتل شبہ عمد ہے۔

قانون ۱۷

اگر کسی کا گھوڑا سڑک پر پیشاب کر دے اور کوئی دوسرا شخص اس پر سے گزرتے ہوئے پھسل کر گر پڑے اور مر جائے تو بعض مجتہدین کا قول ہے کہ گھوڑے کا مالک اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص سر پر رکھ کر کچھ سامان لے جا رہا ہو اور وہ سامان گر کر ٹوٹ جائے تو وہ اس کی مثل یا اس کی قیمت دینے کا ضامن ہوگا۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ وہ ضامن نہیں ہے۔ نیز اگر کوئی شخص لوگوں کے راستے میں پانی ڈال دے یا کھیرا، ککڑی یا تربوز کے چھلکے پھینک دے، جس سے کسی راستہ چلنے والے کا پاؤں پھسلنے کے نتیجے میں وہ راستہ چلنے والا ہلاک ہو جائے یا اس کا مال ضائع ہو جائے تو اس مسئلہ میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض علماء نے ہر صورت میں اسے ضامن قرار دیا ہے اور بعض علماء نے تفصیل بیان کی ہے اور کہا ہے کہ اگر کسی نے اس راستہ چلنے والے کو دیکھا کہ

وہ بچ سکتا تھا لیکن بچا نہیں، تو اس صورت میں وہ ضامن نہیں ہے۔ ورنہ دوسری ہر صورت میں وہ ضامن ہے۔ (یہ مسئلہ تفصیل سے خالی نہیں ہے)

قانون ۱۸

اگر کوئی شخص ایک پیالہ اپنے مکان کی چھت پر پھینکے لیکن اتفاق سے وہ پیالہ سڑک یا گلی میں جا گرے اور کسی کو ہلاک کر دے یا کسی کے مال کو نقصان پہنچائے تو اگر پیالہ پھینکنے میں وہ حد سے بڑھ گیا اور کوتاہی کا مرتکب ہوا تو وہ ضامن ہے اور اگر وہ حد سے نہیں بڑھا اور کوتاہی کا مرتکب نہیں ہوا تو وہ ضامن نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے خود اپنی ملکیت میں تصرف کیا تھا۔

قانون ۱۹

اگر کوئی شخص کسی مباح مقام پر تیر اندازی کر رہا تھا۔ اس وقت کوئی دوسرا شخص بے خبری کے عالم میں ادھر سے گزرا اور تیر اسے جا لگا اور وہ ہلاک ہو گیا تو اس کی دیت اس تیر انداز پر نہیں بلکہ اس کے اعزہ پر ہے۔ لیکن اگر تیر انداز نے مقتول کو آگاہ کر دیا تھا اور اس نے پرواہ نہیں کی تو اس صورت میں اگر تیر انداز حاکم شرع کے سامنے اپنا اسے آگاہ کرنا ثابت کر دے تو اس مقتول کا خون بیکار اور ضائع ہو جائے گا۔

چنانچہ ابی الصباح کنانی کی روایت میں امام جعفر صادقؑ نے یہی فرمایا ہے۔

قانون ۲۰

اگر کسی نے مسلمانوں کی رہگزر میں کوئی ایسی چیز ڈال دی جس سے چوپایہ کے پھسل جانے سے سوار گر پڑے اور مر جائے یا زخمی ہو جائے تو وہ چیز ڈالنے والا اس کی دیت کا ضامن ہوگا۔ چنانچہ فروع کافی اور وسائل الشیعہ کتاب دیات میں حلبی سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ اگر کسی نے سڑک پر کچھ ڈال دیا اور چوپائے کے اس پر سے پھسل جانے سے سوار گر کر مر گیا یا زخمی ہو گیا تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے جواب میں فرمایا: ہر وہ چیز جس کا مسلمانوں کے رستے میں ہونا مضر ہو، اس کے مالک یا اسے پھینکنے والے کو ضامن قرار دیا جائے گا۔

قانون ۲۱

وسائل الشیعہ کتاب دیات میں علی بن سوید سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا:

جب قائم آل محمد علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو فرمائیں گے کہ گھڑ سوار سڑک کے وسط میں چلیں اور پیدل چلنے والے سڑک کے کنارے پر چلیں۔ اگر کسی نے کسی کو مار ڈالا یا کسی کو زخم پہنچایا تو وہ اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔ اگر کوئی پیدل چلنے والا بیچ سڑک میں سواروں کے سامنے آ گیا اور اس

کو کوئی نقصان پہنچا تو اس کی دیت نہیں ہے۔

فروع کافی کتاب دیات میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

تین آدمیوں نے مل کر ایک دیوار گرانے کی کوشش کی۔ وہ دیوار خود ان میں سے ایک پر آ گری اور وہ مر گیا۔ امیرالمومنین علیؑ نے فیصلہ سناتے ہوئے اس کی دیت ان دو آدمیوں پر لازم قرار دی اور فرمایا کہ ان میں سے ہر شخص ایک دوسرے کا ضامن تھا۔

قانون ۲۲

اگر کوئی شخص اپنے مست یا خونخوار جانور کی حفاظت میں کوتاہی کرے اور وہ جانور کسی کو مار ڈالے یا نقصان پہنچائے تو وہ شخص اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔ کیونکہ مست حیوان مثلاً مست اونٹ یا پاگل کتے وغیرہ کی نگرانی کرنا واجب ہے۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں حلبی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ ایک اونٹ مست حالت میں اپنے گھر سے باہر آیا اور اس نے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ بعد ازاں مقتول کے بھائی نے اپنی تلوار سے اونٹ کو مار ڈالا، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جسے اونٹ نے مار ڈالا ہے، اونٹ والا اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہے اور مقتول کا بھائی جس نے اونٹ کو مار دیا ہے، اس سے اونٹ کی قیمت لی جائے گی۔

قانون ۲۳

اگر حیوان کا مالک حیوان کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرے یا اسے اس کے مست ہونے کا علم نہ ہو تو وہ دیت ادا کرنے کا ضامن نہیں ہے۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں مسمع بن عبدالمالک سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

امیرالمومنین علیؑ مست اونٹ کے مالک کو اونٹ کے پہلی مرتبہ نقصان پہنچانے پر دیت ادا کرنے کا ضامن قرار نہیں دیتے تھے۔ لیکن جب وہ اونٹ دوسری بار کسی کو نقصان پہنچاتا تو آپ اس کے مالک کو ضامن قرار دیتے تھے۔ کیونکہ پہلی مرتبہ حیوان کا مالک عادتاً متوجہ نہیں ہوتا لیکن دوسرے موقع پر وہ اس کی مستی سے واقف ہوتا ہے۔ اس لیے اب اگر وہ اس کی حفاظت میں کوتاہی کرے تو دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔

قانون ۲۴

اگر کوئی شخص کسی کی دعوت کرے اور میزبان کا کتا مہمان کو زخمی کردے یا مار ڈالے تو میزبان اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔ اگرچہ صاحب خانہ یہ علم بھی رکھتا ہو کہ اس کے کتے نے مہمان کو زخمی کیا ہے۔

قانون ۲۵

اگر کوئی صاحب بغیر دعوت کے کسی کے گھر جائے اور مالک مکان کا کتا

اسے زخمی کردے یا مار ڈالے تو مالک مکان اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن نہیں ہوگا۔ چنانچہ فروع کافی، کتاب دیات میں امام جعفر صادق ؑ سے مروی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے یہ فیصلہ فرمایا کہ جو شخص کسی کے مکان میں بغیر اجازت سے داخل ہو اور مالک مکان کا کتا اسے کاٹ لے تو مالک مکان اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ صاحب خانہ کی اجازت سے داخل ہوا ہے تو صاحب خانہ دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔

اسی کتاب میں علی بن ابراہیم کی سند سے بعض صحابہ سے ایک روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کسی کے گھر میں داخل ہوا تو مالک مکان کے کتے نے اس پر حملہ کیا اور اسے کاٹا، اس بارے میں کیا حکم ہے؟

امام ؑ نے فرمایا: اگر مالک مکان نے اسے دعوت دی تھی تو وہ اس کے زخم کے تاوان کا ضامن ہے، اگرچہ زخم ناخن کے برابر ہی کیوں نہ ہو اور اگر وہ شخص صاحب مکان کی دعوت کے بغیر داخل ہوا تھا تو صاحب مکان پر کچھ واجب نہیں ہے۔

قانون ۲۶

اگر کوئی شخص اپنے چوپائے پر سوار ہو کر سڑک پر جا رہا ہو اور اس کا چوپایہ اثنائے راہ میں اپنے سر یا پاؤں سے کسی کو نقصان پہنچائے تو سوار اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔

قانون ۲۷

اگر حیوان کھڑا ہو اور اس کا مالک اس پر سوار ہو اور اس حالت میں وہ حیوان کسی کو اپنے سر یا پاؤں سے زخم پہنچائے تو مالک مطلقاً ضامن ہے۔

قانون ۲۸

اگر حیوان کا مالک اس پر سوار نہ ہو اور وہ اس کی لگام کو کھینچے تو اس صورت میں اگر وہ جانور اپنے سر یا اگلے دو پاؤں سے کسی کو نقصان پہنچاتے تو وہ ضامن ہوگا۔ لیکن اگر حیوان کے پچھلے پاؤں سے نقصان پہنچے تو مالک ضامن نہیں ہوگا۔

قانون ۲۹

اگر حیوان کا مالک پیدل چل رہا ہو اور حیوان کو بھی اپنے ساتھ لے جا رہا ہو تو اس صورت میں مالک حیوان کی جانب سے پہنچائے گئے ہر نقصان کا ضامن ہوگا۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب دیات میں علا بن الفضیل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ اگر ایک شخص اپنے چوپائے پر سوار ہو کر مسلمانوں کی عمومی گزرگاہ سے گزر رہا ہو اور اس کا حیوان اپنے پچھلے پاؤں سے کسی کو ضرر پہنچائے یا ہلاک کر دے تو کیا وہ سوار ضامن ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اگر جانور نے اپنے پچھلے پاؤں سے نقصان

پہنچایا ہے تو سوار ضامن نہیں ہے اور اگر وہ اگلے پاؤں سے نقصان پہنچائے تو سوار ضامن ہے۔

اسی طرح اگر حیوان کھڑا ہو اور اپنے اگلے پاؤں یا پچھلے پاؤں سے کسی کو نقصان پہنچائے تو سوار ضامن ہے اور اگر حیوان کا مالک حیوان کو اپنے آگے آگے چلا کرلے جارہا ہے تو چاہے حیوان پچھلے پاؤں سے نقصان پہنچائے یا اگلے پاؤں سے مالک ہر صورت میں دیت ادا کرنے کا ضامن ہے۔

قانون ۳۰

اگر دو آدمی کسی چوپائے پر سوار ہوں تو دیت ادا کرنے کی صورت میں دونوں شریک ہوں گے، بشرطیکہ ان میں سے کوئی ایک بچہ یا بیمار یا حیوان کا مالک نہ ہو۔ اگر اس پر چوپائے کا مالک موجود ہو تو دیت اس کی گردن پہ ہو گی۔ چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب دیات میں سلمہ بن تمام سے روایت ہے کہ دو افراد ایک چوپائے پر سوار جارہے تھے کہ اسی دوران اس چوپائے نے ایک آدمی کو مار ڈالا یا زخمی کر دیا۔ امیرالمومنین علیؑ نے ان دونوں کو مساوی حیثیت میں اس کا ذمہ دار قرار دیا۔

قانون ۳۱

اگر کوئی شخص کوئی ایسا کام کرے جس سے حیوان اپنے سوار کو یا کسی دوسرے کو نقصان پہنچائے یا ہلاک کرے تو وہ اس کی دیت کا ضامن ہوگا۔ اسی طرح اگر خود سوار کوئی ایسا کام کرے جس سے حیوان کسی دوسرے کو نقصان

پہنچائے تو اس پر بھی یہی حکم عائد ہوگا۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں حلبی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ اگر ایک شخص ایک ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے ایک دوسرا شخص مر جائے اور اس شخص کا چوپایہ ایک اور شخص کو مار ڈالے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

امام نے فرمایا: وہ شخص ہر جرم اور نقصان کا ذمہ دار ہے۔

فروع کافی کتاب دیات میں حلبی نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص کسی کو دیوار سے گرادے یا اس کی سواری کے جانور کو بھڑکا دے اور وہ اس پر سے گر کر مر جائے یا زخمی ہو جائے یا اس کے بدن کا کوئی عضو ٹوٹ جائے تو وہ اس کی دیت کا ذمہ دار ہوگا۔

قانون ۳۲

اگر کوئی حیوان کسی دوسرے شخص کے حیوان کے اصطبل یا اس کے آرام کرنے کی جگہ پر جا کر اسے مار ڈالے یا زخمی کر دے تو اگر جا کر مارنے یا زخمی کرنیوالے حیوان کے مالک نے حیوان کی نگرانی میں کوتاہی کی ہے تو وہ اس نقصان کا ذمہ دار ہوگا اور اگر کوتاہی نہیں کی تو پھر وہ ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اگر کوئی حیوان کسی دوسرے حیوان کے اصطبل یا اس کی آرام کرنے کی جگہ میں داخل ہو جائے اور اصطبل والا حیوان اس آنے والے حیوان کو مار ڈالے یا زخمی کر دے تو اس کا مالک نقصان کا

ذمہ دار نہیں ہوگا۔

چنانچہ مصعب بن سلام التمیمی نے امام جعفر صادقؑ سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

رسول اکرمؐ کے عہد میں کسی کے بیل نے کسی دوسرے کے گدھے کو مار ڈالا۔ وہ دونوں اس کے فیصلہ کے لیے رسول اکرمؐ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کی طرف دیکھ کر فرمایا: ابوبکر! اس مقدمے کا فیصلہ کرو۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہؐ! ایک حیوان نے دوسرے حیوان کو مار ڈالا ہے اس لیے کسی پر کوئی جرم نہیں ہے۔ پھر آپ نے عمر سے کہا کہ اے عمر! تم فیصلہ کرو! انہوں نے بھی وہی کہا جو ابوبکر نے کہا تھا۔ پھر آپ نے علی مرتضیٰؑ سے کہا کہ اے علیؑ! تم ان دونوں فریقوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ انہوں نے فرمایا: یارسول اللہؐ! اگر بیل نے گدھے کی آرام کی جگہ میں داخل ہو کر گدھے کو مار دیا ہے تو بیل کا مالک اس نقصان کا ذمہ دار ہے اور اگر گدھا خود بیل کے آرام کرنے کی جگہ میں داخل ہوا ہے تو پھر بیل کے مالک پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ سن کر رسول اکرمؐ نے اپنے ہاتھ آسمان کی جانب بلند کر کے خداوند عالم کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: "پروردگار! تیرا شکر ہے کہ تو نے میرے اہلبیتؑ میں سے ایک شخص کو منتخب کیا جو پیغمبروں کی طرح قضاوت کرتا ہے۔"

قانون ۳۳

اگر کوئی شخص کسی کی دعوت کرے اور رات کے وقت اس کو اپنے ہاں سے رخصت کردے، صبح کو وہ مہمان مقتول پایا جائے۔ اس صورت میں اگر میزبان اس بات کا ثبوت فراہم نہ کرسکے کہ وہ مہمان کو اس کے گھر تک پہنچا کر آیا تھا یا کسی اور نے اسے قتل کیا ہے تو وہ اس کی دیت کا ذمہ دار ہوگا۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں عبداللہ بن میمون نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

> اگر کسی شخص کو اس کا برادر ایمانی رات کے وقت مدعو کرے تو میزبان اس وقت تک اپنے مہمان کا ضامن ہے جب تک اسے بحفاظت اس کے گھر نہ پہنچادے۔

اسی طرح اگر چند آدمی مل کر ایک شخص کی دعوت کریں یا ایک آدمی چند اشخاص کی دعوت کرے تو جان ضائع ہوجانے کی صورت میں میزبان ضامن ہوگا۔ اسی طرح اگر ایک شخص کو مدعو کیا جائے لیکن اس کی بجائے کوئی دوسرا آدمی گھر سے باہر آکر میزبان کے ساتھ چل پڑے اور قتل ہوجائے تو میزبان ضامن نہیں ہوگا۔

قانون ۳۴

اگر کوئی شخص کسی غیر کی جگہ پر یا راستے میں وہاں سے گزرنے والوں کی کسی مصلحت کا خیال رکھے بغیر آگ روشن کرے اور وہ آگ لوگوں کے جان ومال کو

نقصان پہنچائے تو وہ اس نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص جب ہوا تیز چل رہی ہو، خود اپنے گھر میں ضرورت سے زیادہ آگ روشن کرے اور وہ آگ لوگوں کے جان و مال کو نقصان پہنچائے تو وہ شخص ذمہ دار ہوگا لیکن اگر کوئی شخص اپنے گھر میں ضرورت کے مطابق آگ جلائے اور تیز ہوا کی وجہ سے اتفاقاً دوسروں کے جان و مال کو نقصان پہنچ جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہوگا۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں سکونی نے اپنے پدر بزرگوار امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

> امیر المومنین علیہ السلام نے ایک شخص کے بارے میں جس نے اپنے کسی عزیز کے گھر میں آگ روشن کی اور آگ روشن کرنے کے نتیجے میں گھر اور گھر کا سامان جل گیا۔ فیصلہ فرمایا کہ وہ شخص اس کا ذمہ دار ہے۔

قانون ۳۵

مذکورہ بالا صورت میں اگر آگ روشن کرنے والے نے افراد کو جلا کر ہلاک کر دینے کا ارادہ کیا تھا تو اس سے قصاص لیا جائے گا لیکن اگر ہلاک کرنے کا ارادہ نہیں تھا تو فقط خون بہا لیا جائے گا۔

قانون ۳۶

اگر کوئی شخص غفلت میں بہت زور سے چیخ مارے یا بلند آواز سے پڑھے اور اس کی آواز سے کوئی بچہ دیوانہ یا کوئی عاقل و بالغ مر جائے تو وہ اپنے مال

سے اس کی دیت ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ بعض مجتہدین کا قول ہے کہ اس کے عاقلہ دیت ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے کیونکہ یہ قتل شبہہ عمد نہیں بلکہ قتل خطا محض ہے۔

قانون ۳۷

اگر کوئی شخص نیند کی حالت میں کوئی ایسی حرکت کرے یا اپنے آپ کو اس طرح حرکت دے جس سے کوئی دوسرا شخص مر جائے یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو جائے تو اس شخص کے عاقلہ دیت ادا کرنے کے ذمہ دار ہونگے۔ بعض مجتہدین کا قول ہے کہ اس صورت میں خون بہا خود اس کے مال میں سے لیا جائے گا۔

قانون ۳۸

اگر کوئی دایہ نیند کی حالت میں اوندھی ہو جائے یا پہلو بدلے اور اپنے ساتھ لیٹے ہوئے بچے کو ہلاک کر دے یا اس کے کسی عضو کو ضائع کر دے تو اگر وہ فقر و افلاس کے سبب دایہ بنی ہے تو اس کے عاقلہ دیت ادا کرنے کے ضامن ہوں گے لیکن اگر وہ خود اپنی عزت و ناموری کے لیے دایہ بنی ہے تو پھر اس کو اپنے مال سے دیت دینا پڑے گی۔

چنانچہ فروع کافی اور وسائل الشیعہ، کتاب دیات میں محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

اگر کسی بچے کی دایہ اس بچے کو مار ڈالے تو اگر اس کا دایہ ہونا عزت و ناموری کی خاطر تھا تو دیت اس کے مال سے لی جائے

اور اگر فقر و فاقہ کی وجہ سے تھا تو دیت اس کے عاقلہ سے لی جائے گی۔

قانون نمبر ۳۹

اگر کوئی شخص بلندی سے کسی کے اوپر گر جائے یا کسی دوسرے کو کسی کے اوپر گرا دے تو چاہے وہ جان سے مار دینے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور عام طور پہ اس انداز میں گرنا یا گرا دینا موت کا سبب نہ ہوتا ہو، پھر بھی اگر اتفاقاً موت واقع ہو جائے تو یہ قتل شبہ عمد قرار پائے گا۔ چنانچہ اس شخص کو خود اپنے مال سے دیت ادا کرنی چاہیے لیکن اگر گرنے والا شخص خود مر جائے تو اس کا خون ضائع اور بیکار جائے گا لیکن اگر وہ بغیر کسی ارادے کے بانیند کی حالت میں گر جائے تو مذکورہ بالا بیان کے مطابق دیت اس کے عاقلہ کو ادا کرنا ہوگی۔ علاوہ ازیں اگر اسے ہوا نے گرایا ہو تو پھر دونوں کا خون ضائع ہو جائے گا۔ بعض فقہاء کا قول ہے کہ اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔

قانون نمبر ۴۰

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو کسی تیسرے شخص پر گرا دے اور وہ تیسرا شخص مر جائے تو مشہور قول کے مطابق دیت پہلے شخص سے لی جائے گی۔ بعض فقہاء کا قول ہے کہ دیت اس دوسرے شخص سے لی جائے گی جو مقتول پر گرا ہے۔ البتہ وہ دوسرا شخص اس پہلے شخص کی جانب رجوع کرے گا جس نے اسے گرایا ہے۔ اس حکم کے لیے علماء نے عبداللہ بن سنان کی اس روایت سے

استدلال کیا ہے جس میں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

جو شخص کسی پر گر کر اسے مار ڈالے اس پر دیت واجب ہے۔ چنانچہ مقتول کے ورثاء دیت کی وصولی کے لیے اس کی طرف رجوع کریں گے۔ تاہم وہ شخص اس پہلے شخص کی طرف رجوع کرے گا جس نے اسے گرایا ہے۔ اگر دوسرا آدمی گرنے سے زخمی بھی ہوا ہے تو وہ اس کی دیت کے لیے بھی پہلے شخص کی طرف رجوع کرے گا۔[1]

قانون ۲۱

اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے کاندھے پر سوار ہو اور کوئی تیسرا آدمی کوئی ایسا فعل انجام دے جس سے پہلا شخص اپنی جگہ سے اچھل پڑے اور اس کے کاندھے پر سوار دوسرا شخص گر کر ہلاک ہو جائے تو اس میں فقہاء اور مجتہدین کے تین قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ نصف دیت اس تیسرے شخص پر واجب ہے جس کے عمل کے نتیجے میں وہ تیسرا شخص گر کے مر گیا اور نصف دیت اس شخص سے لی جائے گی جس کے کاندھے پر وہ مقتول سوار تھا اور اس نے اسے گرا دیا۔ یہ قول امیر المومنین علیؑ سے منقول روایت کے مطابق ہے۔

چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب دیات میں اصبغ بن نباتہ کا بیان ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کے پاس ایک مقدمہ لایا گیا۔ ایک لڑکی کسی لونڈی

---

[1] وسائل الشیعہ کتاب دیات

کے کاندھے پر سوار تھی۔ ایک دوسری لڑکی نے ایک ایسا فعل انجام دیا جس سے وہ لونڈی اچھل پڑی، اس کے کاندھے پر سوار لڑکی گر کر زخمی ہوئی اور مر گئی۔

امیر المومنین ؑ نے فیصلہ سناتے ہوئے فرمایا:

> مقتولہ کی نصف دیت وہ لڑکی دے گی جس نے لونڈی کے چٹکی بھری اور نصف دیت وہ لونڈی دے گی جس کے کاندھے پر مقتولہ سوار تھی۔

اکثر فقہاء نے اس روایت پر عمل کرتے ہوئے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ دیت کے تین حصے کیے جائیں گے اور ایک حصے کا مقتول خود ضامن ہوگا اور یہ حصہ ساقط ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ ایک بے ڈھنگے کام کا مرتکب ہوا ہے۔ اس مضمون کی ایک روایت وسائل الشیعہ، باب دیات میں مذکور ہے۔ اس قول کو شیخ مفیدؒ اور کئی دوسرے فقہا نے اختیار کیا ہے۔

تیسرا قول تفصیل پر مبنی ہے اور اسے ابن ادریس قدس سرہ نے اختیار کیا ہے۔ اگر اچھلنے والا بے اختیار تھا تو جو شخص اس کے اچھلنے کا سبب بنا تمام دیت اس سے لی جائے گی اور اگر وہ اپنی مرضی اور ارادے سے اچھلا اور تیسرے شخص نے کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کی تو تمام دیت خود اسے دینا ہوگی۔ صاحب لمعہ اور صاحب جواہر نے بھی اس قول کی تائید کی ہے۔ لیکن شرائع نے قول مشہور ہونے کی بنا پر قول اول کو مستند قرار دیا ہے۔

قانون ۴۲

اگر کوئی شخص اپنے بچے کو تیرنا سکھائے یا تیراکی سکھانے کے لیے کسی اور کے سپرد کرے اور وہ بچہ ڈوب جائے تو اگر سکھانے والا سکھانے میں کوتاہی کا مرتکب ہوا ہو تو اسے اپنے مال سے اس بچے کی دیت ادا کرنی ہوگی۔ کیونکہ اس صورت میں اس پر قتل شبہ عمد ثابت ہو جاتا ہے۔ جیسے تادیب کے دوران بچے کے ہلاک ہو جانے کی صورت میں ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس سے کسی قسم کی کوتاہی نہ ہوئی ہو تو دیت میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اگرچہ کوتاہی کا مرتکب نہیں ہوا پھر بھی دیت کا ضامن ہے اور بعض علماء کا قول ہے کہ ضامن نہیں ہے۔

قانون ۴۳

اگر کوئی شخص کسی بچے یا دیوانے کو اس کے ولی کی اجازت کے بغیر تیرنا سکھائے اور وہ ڈوب جائے تو سکھانے والا کسی کوتاہی کا مرتکب ہوا ہو یا نہ ہوا ہو وہ دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی بالغ و عاقل کو زبردستی لے جا کر اسے تیرنا سکھائے اور وہ ڈوب جائے تو لیجانے والا اس کی دیت ادا کرنے کا مطلقاً ضامن ہوگا۔

قانون ۴۴

اگر دو آدمی کسی نقصان کا سبب بنیں مثلاً ایک آدمی راستے میں پتھر رکھے اور دوسرا اس کے قریب کنواں کھودے۔ اب اگر کوئی شخص پتھر سے ٹکرا کر کنوئیں

میں گر پڑے اور مر جائے تو مشہور قول یہ ہے کہ پتھر رکھنے والا اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا کیونکہ اس نے اس نقصان کا پہلا سبب ایجاد کیا ہے۔

قانون ۴۵

اگر کوئی آدمی کنواں کھودے اور کوئی دوسرا شخص کسی تیسرے شخص کو اس میں گرا دے تو گرانے والا اس کی تمام دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔

قانون ۴۶

اگر کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کو پکڑے اور کوئی تیسرا آدمی اسے مار ڈالے تو جان سے مارنے والا اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا اور مقتول کو پکڑ کر رکھنے والے کے لیے عمر قید کی سزا ہوگی۔ اس حکم کی دلیل اور اس بارے میں روایت احکام قصاص میں بیان ہو چکی ہے۔

قانون ۴۷

فروع کافی اور وسائل الشیعہ کتاب دیات میں محمد بن قیس سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ شراب کے نشے میں مست چار افراد مسلح ہو کر آپس میں لڑ رہے تھے۔ ان میں سے دو قتل ہو گئے اور باقی دو زخمی ہو گئے امیر المومنین علیؑ نے ان کے مقدمے کا فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا:

دونوں زخمیوں کو شراب پینے کی سزا کے طور پر اسّی اسّی کوڑے لگائے جائیں اور پھر ان سے ان دو مقتول افراد کی دیت

وصول کی جائے لیکن یہ اس دیت میں سے کچھ حصہ اپنے زخموں کے لحاظ سے کاٹ سکتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ اگر یہ زخمی اچھے نہ ہوں اور مر جائیں تو پہلے دو مقتولوں کے ورثاء دیت وصول کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے تاہم بعض مجتہدین نے اس فیصلے کو محض اسی موقع سے مخصوص قرار دیا ہے۔

قانون ۴۸

فروع کافی اور وسائل الشیعہ، کتاب دیات میں سکونی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ چھ لڑکے دریائے فرات میں داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک ڈوب گیا۔ تین لڑکوں نے باقی دو کے خلاف گواہی دی کہ انہوں نے اسے غرق کر دیا ہے۔ امیر المومنینؑ سے اس مسئلے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

دیت کے پانچ حصوں میں سے تین حصے دو لڑکے ادا کریں گے اور دو حصے باقی تین لڑکے ادا کریں گے۔

لیکن فقہاء رضوان اللہ علیہم نے اس روایت پر عمل نہیں کیا اور اس روایت کو خاص اسی واقعہ سے متعلق قرار دیا ہے کیونکہ یہ عمومی اصول و قواعد کے مطابق نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جب صورتِ حال الجھ جائے تو اس مقام پر دعویٰ ثابت کرنے کے لیے قسم کھانا لازمی ہے۔

قانون ۴۹

فقہا اپنی فقہ کی کتابوں میں "زبیہ" والے واقعے کا ذکر کرتے چلے آئے ہیں۔ ہم بھی ان کی پیروی میں اس واقعے کو بیان کرتے ہیں:

زبیہ اس گڑھے کو کہتے ہیں جو شیر کو پکڑنے کے لیے کھودا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں دو روایات وارد ہوئی ہیں۔ لیکن فقہاء کے نزدیک دونوں روایات اصول و قواعد کے خلاف ہیں۔ تاہم ان میں سے ایک زیادہ مشہور ہے اور اکثر علماء نے اسی پر عمل کیا ہے۔ اس لیے میں بھی صرف اسی کو بیان کر رہا ہوں۔

وسائل الشیعہ کتاب دیات میں محمد بن قیس نے امام محمد باقرؑ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

> چار آدمی اس گڑھے کے نزدیک گئے جس میں شیر گرا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک آدمی اس گڑھے میں گرنے لگا تو اس نے دوسرے کو پکڑا، دوسرے نے تیسرے کو اور تیسرے نے چوتھے کو پکڑا۔ اس طرح وہ چاروں افراد اس گڑھے میں جا گرے اور شیر نے انہیں ہلاک کر دیا۔
>
> امیرالمومنینؑ نے ان کے مقدمے کا فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو آدمی پہلے گرا اور شیر نے اسے ہلاک کر دیا، اس کے ورثاء دوسرے آدمی کے ورثاء کو دیت کا ۱/۳ حصہ دیں گے۔ دوسرے آدمی کے ورثاء پر لازم ہے کہ وہ دیت کا ۲/۳ حصہ تیسرے آدمی کے ورثاء کو دیں اور تیسرے آدمی کے ورثاء چوتھے آدمی

کے ورثار کو پوری دیت دیں گے۔

لیکن بہت سے علماء و مجتہدین نے اس فیصلے کو صرف اس واقعہ کے لیے مخصوص قرار دیا ہے اور انہوں نے اس کے مطابق دیت کی ایک سے زیادہ صورتیں تجویز نہیں کی ہیں۔ چنانچہ شرائع الاسلام اور شرح لمعہ کے مؤلفین نے اس کی جانب اشارہ کیا ہے۔

تیسرا باب

اَعضائے انسان کے اتلاف کی دِیت اور سزا

اس باب میں ۴۹ قوانین بیان کیے گئے ہیں۔

نوٹ : کوئی گناہ انسان کی نظر میں خواہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو، شریعت مقدس اسلام نے اس کی دیت اور سزا مقرر کی ہے۔ چنانچہ فروع کافی اور وسائل الشیعہ کتاب دیات میں ابی بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

ہمارے پاس "جامعہ" ہے۔

میں نے کہا: جامعہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: یہ ایک صحیفہ ہے، اس میں تمام حلال و حرام اور ہر اس شے کا ذکر ہے جس کی انسان احتیاج رکھتا ہے۔ اس میں ناخن کے تاوان کا ذکر بھی موجود ہے۔

اس کے بعد حضرت نے اپنا ہاتھ اس کی جانب بلند کر کے فرمایا: اے ابو محمد! مجھے اجازت دو!

میں نے کہا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں، میں تو آپ کا ادنیٰ غلام ہوں، آپ جو چاہیں فرمائیں۔

آپ نے آہستہ سے میرا ہاتھ دبایا اور فرمایا: اس ہاتھ دبانے تک کی سزا اور تاوان بھی اس صحیفہ میں موجود ہے۔

نوٹ: وہ تمام موارد جن کا تاوان مقرر نہیں اور بعض وجوہات کی بنا پر ان کی دلیل علماء تک نہیں پہنچی، ان کے لیے علماء جس تاوان کے قائل ہیں اس کا بیان اس باب کے تیسرے حصے میں ہوگا۔

قانون ۱

انسانی اعضاء کی دیت کا قاعدہ کلی یہ ہے کہ وہ اعضاء جو انسانی جسم میں دو دو پائے جاتے ہیں، ان دونوں کی دیت ایک کامل انسانی دیت کے برابر ہے۔ اس لیے ان اعضاء میں سے ایک کی دیت پوری دیت کا نصف ہوتی ہے لیکن جو اعضاء مطلقاً طاق ہیں یعنی جسم انسان میں صرف ایک کی تعداد میں پائے جاتے ہیں ان میں سے ہر ایک کی دیت کامل انسانی دیت کے برابر ہوگی۔

ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو نقصان پہنچانے کی دِیت اور سزا

قانون ۲

اگر کوئی شخص ایسا فعل انجام دے جس سے کسی دوسرے شخص کے سر کے بال جھڑ جائیں اور دوبارہ نہ اگیں تو خواہ وہ دوسرا شخص مرد ہو یا عورت اور

چھوٹا ہو یا بڑا، پہلے شخص کو چاہیے کہ وہ اسے پوری دِیت ادا کرے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی مرد کی ڈاڑھی کے بال اس طرح نوچ ڈالے یا اڑا دے کہ وہ پھر نہ اگیں تو اسے چاہیے کہ اس مرد کو پوری دِیت ادا کرے۔ اس مسئلہ میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب دیات میں علی بن خالد نے ایک بزرگ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ ایک شخص حمام میں گیا اور صاحب حمام نے اس کے سر پہ ایسا گرم پانی ڈالا کہ اس کے سر کے بال غائب ہو گئے اور پھر نہ اُگے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: صاحب حمام پہ لازم ہے کہ اسے پوری دِیت ادا کرے۔

فروع کافی، کتاب حدود اور وسائل الشیعہ کتاب دیات میں عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان جاؤں ایک شخص نے ایک عورت کے بال اس طرح سے کاٹ دیے کہ وہ بالکل ختم ہو گئے۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

حضرت نے فرمایا: اسے سخت زدوکوب کر کے قید میں ڈال دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس عورت کے بال دوبارہ نکل آئیں۔ اگر بال دوبارہ نکل آئیں تو اس مرد سے ایک عورت کے مہر کے برابر دیت وصول کی جائے گی اور اگر بال دوبارہ نہ نکلیں تو پھر پوری دیت وصول کی جائے گی۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے پھر پوچھا کہ اگر بال دوبارہ نکل آئیں تو پھر مہر

کے برابر تاوان کیوں لیا جائے گا؟

امامؑ نے فرمایا: عورت کے سر کے بال اور اس کی بکارت اس کا جمال اور زینت شمار ہوتے ہیں۔ اس لیے اگر ان میں سے ایک بھی تلف ہو جائے تو اس کا پورا مہر دینا واجب ہو گا۔

قانون نمبر ۳

اگر کسی کے بال ضائع ہونے کے بعد دوبارہ نکل آئیں تو اگر وہ عورت ہے تو مجرم کو اس کے مہر کے برابر مال بطور تاوان دینا ہو گا۔ جیسے ابن سنان کی روایت میں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ اگر کچھ بال اگ آئیں اور کچھ نہ اگیں تو سارے بالوں کے حساب سے دیت دینا ہو گی۔ لیکن اگر سب یا کچھ بال اگ آنے میں اختلاف ہو تو عقلاء کی جانب رجوع کرنا چاہیے۔ لیکن اگر وہ مرد ہو تو اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ اس کے سارے بال اگ آنے کے بعد تاوان دینا چاہیے۔ بعض کا قول ہے کہ اگر کسی کی ڈاڑھی کے بال تلف ہونے کے بعد پھر نکل آئیں تو مجرم کو دیت کا ۱/۳ حصہ دینا چاہیے۔ اس حکم کے لیے انہوں نے اس روایت پر انحصار کیا ہے جو مسمع نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے ڈاڑھی کے بارے میں اس طرح سے فیصلہ فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی کی ڈاڑھی کے بالوں کو تلف کر دے اور وہ دوبارہ نہ اگیں تو وہ شخص اسے پوری دیت ادا کرے گا۔ لیکن اگر ڈاڑھی کے بال دوبارہ نکل آئیں تو اس کو دیت کا ۱/۳ حصہ دیا جائے گا۔ تاہم اکثر علماء بلکہ مشہور علماء نے بھی اس روایت کو ضعیف تصور کیا ہے۔ ان کا قول ہے کہ

اگر کوئی شخص کسی مرد کی ڈاڑھی کے بال تلف کرے اور وہ دوبارہ نہ نکلیں تو مجرم اسے پوری دِیت ادا کرے گا اور اگر بال نکل آئیں تو پھر اسے تاوان دینا پڑے گا۔ لیکن عورت کے بالوں کے بارے میں وہ مطلقاً تاوان دیے جانے کے قائل ہیں۔

ابرو کے بالوں کی دِیت اور سزا

قانون ۴

اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے کسی کی دونوں ابروؤں کے بال تلف ہو جائیں تو اسے نصف دیت (پانچسو دینار) دینی ہو گی اور اگر صرف ایک ابرو کے بال تلف ہوں تو اس کا نصف یعنی ڈھائی سو دینار بطور دیت دینے ہوں گے۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں ظریف بن نافع سے روایت ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے یہ فتویٰ صادر فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے کسی کی ابرو کے سارے بال تلف ہو جائیں تو مجرم اسے ایک آنکھ کی دیت کا نصف یعنی ڈھائی سو دینار ادا کرے گا۔ بال جس قدر کم یا زیادہ تلف ہوں گے، دیت بھی اسی نسبت سے ادا کرنا ہو گی۔ اکثر علماء بلکہ مشہور علماء نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

پلکوں کے بال تلف کرنیکی دیت اور سزا

قانون ۵

اگر کوئی شخص کسی کی دونوں پلکوں کے بال تلف کرے اور وہ دوبارہ

نہ اگیں تو اس کی سزا کے سلسلے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ تاوان دیا جانا چاہیے اور بعض کا قول ہے کہ اگر پلکیں پوری نہ اگیں تو پوری دیت دینا ہو گی۔ لیکن کچھ علماء کا کہنا ہے کہ ابروؤں کی طرح پلکوں کی بھی نصف دینی چاہیے۔ علماء متاخرین کے نزدیک قول اوّل بہتر ہے۔ چنانچہ شرائع الاسلام اور لمعہ کے مؤلفین نے تاوان کے حکم کو اختیار کیا ہے اور اس سے زائد میں برائت کا حکم جاری کیا ہے۔[1]

قانون ۶

اگر کوئی شخص کسی کو دونوں آنکھوں سے اندھا کر دے یا اس کی آنکھوں کے ڈھیلے نکال دے تو اسے پوری دیت دینا ہو گی اور اگر آنکھ کا نور زائل کر دے یا آنکھ نکال دے تو اسے پوری دیت کا نصف دینا ہو گا۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں حلبی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

> اگر کوئی شخص کسی کی کمر توڑ دے تو اسے نصف دیت دینا ہو گی۔ اگر کوئی کسی کے دونوں کان قطع کر دے تو اسے پوری دیت دینا ہو گی اور اگر صرف ایک کان قطع کرے یا اسے بہرا

---

[1] فقہائے عامہ میں شافعی سارے جسم کے بالوں کے لیے مناسب حکم لگانے کے قائل ہیں، ابو حنیفہ سر، داڑھی، ابرو اور پلکوں کے بالوں میں دیت کے قائل ہیں اور باقی میں مناسب حکم لگانے کے قائل ہیں۔ (کتاب خلاف دفقہی عامہ)

کر دے تو اسے نصف دیت دینا ہوگی۔ اگر کوئی کسی کے آلۂ تناسل کو حشفہ سے یا اس سے زیادہ مقدار میں قطع کر دے تو اسے پوری دیت دینا ہوگی۔ اگر کوئی کسی کی ناک کے نتھنے قطع کر دے تو اسے پوری دیت دینا ہوگی۔

یاد رہے کہ ان احکام کے بارے میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قانون ۷

اگر کسی کی ایک آنکھ پیدائشی طور پر یا کسی ناگہانی آفت کے نتیجے میں خراب ہو اور کوئی شخص اس کی دوسری صحیح آنکھ پھوڑ کر اسے اندھا کر دے تو مجرم کو پوری دیت دینا ہوگی۔ لیکن اگر وہ خراب آنکھ قصاص کے نتیجے میں خراب ہوئی ہو تو پھر اس صحیح آنکھ کو پھوڑنے کے نتیجے میں نصف دیت یعنی پوری دیت کا ½ حصہ ادا کرنی ہوگی۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں محمد بن قیس سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

> ایک آدمی کی صرف ایک آنکھ سالم تھی۔ کسی نے اس کی وہ آنکھ بھی پھوڑ دی۔ امیرالمومنین علی ؑ نے فیصلہ صادر فرمایا کہ اسے اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ چاہے تو قصاص میں مجرم کی آنکھ پھوڑ دے اور اس سے نصف دیت بھی وصول کرے یا اس سے پوری دیت وصول کر کے اس کی آنکھ

قانون ۸

اگر کوئی شخص کسی کی خراب آنکھ نکال دے تو قول مشہور کے مطابق مجرم کو صحیح آنکھ کی دیت کا ایک تہائی ادا کرنا ہو گا۔ نیز اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ آنکھ پیدائشی طور پر خراب تھی یا قصاص کے نتیجے میں خراب ہو گئی تھی۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں یزید بن معاویہ نے امام محمد باقر؏ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

گونگے کی زبان، اندھے کی آنکھ اور نامرد کے عضو تناسل اور خصیوں کی دیت کامل دیت کا ایک تہائی ہو گی۔[1]

فروع کافی کے اسی باب میں حلبی نے امام جعفر صادق؏ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کسی کی ایک آنکھ صحیح اور ایک خراب ہو تو اس کی صحیح آنکھ

---

[1] فقہائے عامہ میں سے مالک اور احمد بن حنبل نے یک چشم کے بارے میں اسی حکم کو اختیار کیا ہے لیکن شافعی اور ابو حنیفہ کا قول ہے کہ اسے اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ چاہے تو قصاص لے اور اگر چاہے تو نصف دیت حاصل کرے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)۔

[2] فقہائے عامہ میں شافعی، ابو حنیفہ، احمد بن حنبل اور مالک کا قول ہے کہ ان تمام اعضا نیز ناکارہ ہاتھ یا پاؤں کی دیت معین نہیں ہے۔ ان کے بارے میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

کی پوری دیت ہوگی۔[1]

قانون ۹

اگر کوئی شخص کسی کی آنکھوں کی پلکیں ضائع کردے تو اسے چاہیے کہ اسے پوری دیت ادا کرے۔ اس مسئلے میں فقہا کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قانون ۱۰

اگر کوئی شخص کسی کی آنکھ کی ایک پلک تلف کردے تو اس کی دیت کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اسے ایک آنکھ کی دیت کا ایک چوتھائی حصہ دیا جائے گا اور بعض کا قول ہے کہ بالائی پلک کے لیے ایک آنکھ کی دیت کا دو تہائی اور نچلی پلک کے لیے ایک تہائی حصہ دیا جائے گا۔ لیکن اکثر فقہا نے کہا ہے کہ بالائی پلک کے لیے آنکھ کی دیت کا ایک تہائی اور نچلی کے لیے اس کا نصف دینا چاہیے۔ یہ قول ظریف بن ناصح کی روایت کے مطابق ہے۔

قانون ۱۱

اگر کوئی شخص کسی کی آنکھ پلکوں سمیت ایک ہی مرتبہ نکال لے تو مجرم کو ان دونوں کی دیت علٰحدہ علٰحدہ دینا ہوگی۔ اس لیے کہ ایک کی دیت کی ادائیگی

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی اور ابوحنیفہ کا قول ہے کہ اس کی دیت آدھی ہوگی۔

دوسری کی دیت کے سقوط کا سبب نہیں بنتی لیکن فقہاء آنکھ اور پلکوں کے بالوں کی صورت میں ایک دیت کو دونوں کے لیے کافی سمجھتے ہیں۔

ناک کی دیت اور سزا

قانون ۱۲

اگر کوئی شخص کسی کی پوری ناک یا ناک کا نرم حصہ کاٹ دے تو اسے پوری دیت ادا کرنا ہوگی۔ حلبی اور عبداللہ سنان کی روایات میں اس چیز کی وضاحت موجود ہے اور اس مسئلہ میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قانون ۱۳

اگر کوئی شخص کسی کی ناک کے ایک نتھنے یا سوراخ کو قطع کر دے تو اس کی دیت میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اسے نصف دیت دینی چاہیے، کیونکہ ناک کا آدھا حصہ بے کار ہو گیا۔ بعض کا قول ہے کہ اسے ایک تہائی دیت دینی چاہیے۔ انہوں نے غیاث اور عبدالرحمان کی اس روایت سے استدلال کیا ہے جو انہوں نے امام محمد باقرؑ سے نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

امیرالمومنین علیؑ کا ارشاد ہے کہ ناک کے ہر حصہ کی دیت ایک تہائی ہوتی ہے۔

اکثر بلکہ مشہور علماء نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

قانون ۱۴

اگر کوئی شخص کسی کے دونوں کان کاٹ ڈالے یا کوئی ایسا فعل انجام دے جس سے وہ بہرا ہو جائے تو اسے پوری دیت دینی چاہیے۔ اگر وہ ایک کان کاٹے یا ایک کان سے بہرا کر دے تو پھر نصف دیت دینی ہو گی جیسا کہ حلبی کی روایت میں مذکور ہے۔ [۱]

قانون ۱۵

اگر کوئی شخص کسی کے کان کی لو کاٹ دے تو اسے ایک تہائی دیت دینی چاہیے۔ چنانچہ فروع کافی میں مسمع نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

> امیر المومنین علیہ السلام نے کان کی لو کاٹنے پر پورے کان کی دیت کا ایک تہائی حصہ مقرر فرمایا ہے۔ [۲]

---

[۱] فقہائے عامہ میں سے شافعی اور ابو حنیفہ کا بھی یہی فتویٰ ہے لیکن مالک کا قول ہے کہ اس کی دیت معین نہیں ہے۔ اس لیے مناسب حکم لگایا جائے گا۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

[۲] فقہائے عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ اسے پورے کان کے برابر قرار دیا جائے گا اور اگر لو کا ایک تہائی یا ایک چوتھائی حصہ کاٹا گیا ہو تو کان کی پوری دیت کا ایک تہائی یا ایک چوتھائی حصہ لیا جائے گا۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

ہونٹ کاٹنے کی دِیت اور سزا

قانون ۱۶

اگر کوئی شخص کسی کے دونوں ہونٹ کاٹ دے تو اسے پوری دیت دینی ہوگی اور اس میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قانون ۱۷

اگر کوئی شخص کسی کا ایک ہونٹ قطع کردے تو اس کی دیت میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اسے نصف دیت دینی چاہیے اور بعض کا کہنا ہے کہ اگر بالائی ہونٹ کاٹا ہے تو دو تہائی دیت دینی چاہیے۔ کچھ علماء کا کہنا ہے کہ اگر بالائی ہونٹ قطع کیا ہے تو چار سو دینار اور اگر نچلا ہونٹ قطع کیا ہے تو چھ سو دینار دینے چاہئیں۔ کیونکہ نچلا ہونٹ کھانے پینے کی چیز کو سنبھالتا ہے لیکن فقہاء متاخرین نے قول اول کو اختیار کیا ہے کہ اس صورت میں نصف دیت دینی چاہیے۔

زبان کی دِیت اور سزا

قانون ۱۸

اگر کوئی شخص کسی کی پوری زبان قطع کردے تو اسے پوری دیت دینی ہوگی۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات، موثقہ سماعہ میں امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کسی کی زبان کاٹ دی جائے تو اسے پوری دیت دی جانی چاہیے۔

قانون ۱۹

اگر کوئی شخص کسی کی زبان کا کچھ حصہ کاٹے تو اسی نسبت سے اس پر دیت ثابت ہوگی۔ مثلاً اگر وہ کسی کی نصف زبان قطع کرے تو نصف دیت اور اگر چوتھائی، پانچواں یا چھٹا حصہ قطع کرے تو اسی نسبت سے دیت دینی پڑیگی۔

قانون ۲۰

اگر کوئی شخص کسی گونگے کی زبان کاٹ دے تو اسے ایک تہائی دیت دینی پڑے گی۔ یک چشم کے بیان کے ذیل میں اس کی دلیل بیان ہوچکی ہے۔ اگر وہ شخص اس کی زبان کا کچھ حصہ کاٹے تو اسی نسبت سے اسے دیت دینی ہوگی۔ مثلاً اگر آدھی، چوتھائی یا پانچواں حصہ قطع کرے تو اسے کل دیت کا اتنا ہی حصہ دینا ہوگا۔ [1]

---

[1] شافعی اور تمام فقہائے عامہ نے کہا ہے کہ گونگے کی زبان قطع کرنے کی دیت معین نہیں ہے۔ اس لیے اس مسئلے میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔
(کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

قانون ۲۱

اگر کوئی شخص کسی کے سارے دانت توڑ دے (کہ جن کی تعداد ۲۸ ہے) تو اسے پوری دیت دینی پڑے گی۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں علاء بن الفضیل کی روایت میں واضح طور پر ذکر ہوا ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

سارے دانتوں کے توڑنے کی پوری دیت واجب ہے۔

قانون ۲۲

سامنے کے بارہ دانتوں یعنی چھ اوپر والے اور چھ نیچے والے دانتوں میں سے ہر دانت کی دیت پچاس دینار یا پچاس مثقال شرعی سونا ہے۔ ہر شرعی مثقال ۱۸ چنے کے برابر ہوتا ہے۔ پیچھے والے سولہ دانت جن میں آٹھ اوپر والے اور آٹھ نیچے کے ہیں، ان میں سے ہر ایک کی دیت ۲۵ دینار ہے۔ جو پانچ شرعی مثقال سونے کے برابر ہے۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب دیات میں حکم بن عتیبہ سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ بعض آدمیوں کے ۳۲ اور بعض کے ۲۸، دانت ہوتے ہیں۔ ان کی دیت کس طرح متعین کی جائے گی؟

حضرت نے فرمایا: اپنی پیدائش کے لحاظ سے دانتوں کی تعداد اٹھائیس ہے جن میں بارہ آگے اور سولہ پیچھے ہوتے ہیں۔ ان کی دیت اسی نسبت سے تقسیم اور معین کی جائے گی۔ آگے کے

ہر دانت کی دیت پانچ سو درہم ہے اور اگلے تمام دانتوں کی دیت چھ ہزار درہم ہے۔ اسی طرح پیچھے کے دانتوں میں سے ہر دانت کی دیت ۲۵۰ درہم ہے۔ اس طرح پیچھے کے تمام دانتوں کی دیت چار ہزار درہم ہے۔ پس اگلے اور پچھلے تمام دانتوں کی دیت دس ہزار درہم ہے۔ چنانچہ دانت اگر ۲۸ سے کم یا زیادہ ہوں تو ان کی دیت نہیں ہے۔

پھر فرمایا: میں نے کتاب علیؑ میں بھی یہی مقدار دیکھی ہے۔

تاہم اس روایت کا ضعیف دیگر روایات اور علماء کے عمل سے ظاہر ہے۔ [1]

قانون ۲۳

اگر کوئی شخص کسی کے اصلی دانتوں کے ساتھ اس کے فرعی اور زائد دانت بھی توڑ دے تو ان فرعی دانتوں کی دیت نہیں ہوگی لیکن اگر مجرم صرف

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ اصلی دانت کل ۳۲ ہوتے ہیں اور ان میں سے ہر دانت کی دیت پانچ اونٹ ہوتی ہے۔ نیز دیت کے لحاظ سے اگلے اور پچھلے دانت باہم مساوی ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی کے سارے دانت نکال دے تو اس کے لیے شافعی کے دو قول ہیں:

اول یہ کہ ان کی دیت ۱۶۰ اونٹ دیے جائیں۔ دوسرا یہ کہ ایک پوری دیت دی جائے جو سو اونٹ ہوتی ہے۔ تاہم ان کا پہلا قول ہی مشہور ہے۔

(کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

فرعی دانت ٹوٹے تو پھر اسے اصلی دانت کی دیت کا ایک تہائی حصہ دینا ہوگا۔ اگر وہ فرعی دانت اگلے دانت کے ساتھ ہے تو ۵۰ دینار کا ۱/۳ حصہ دینا ہوگا اور اگلے پچھلے دانت کے ساتھ ہے تو ۲۵ دینار کا ۱/۳ حصہ دینا ہوگا۔

قانون ۲۴

اگر کسی کا دانت ضرب لگنے سے ٹوٹے نہیں بلکہ صرف کالا پڑ جائے تو اسے ایک دانت کی پوری دیت کا دو تہائی حصہ دینا ہوگا۔ فروع کافی کتاب دیات میں عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

> اگر کوئی شخص کسی کے دانت پر ضرب لگائے تو ایک سال انتظار کرنا چاہیے۔ اگر وہ دانت ایک سال کے اندر ٹوٹ جائے تو جس نے ضرب لگائی وہ اس شخص کو پانچ سو درہم دے گا اور اگر دانت ٹوٹے نہیں بلکہ صرف کالا پڑ جائے تو اسے ایک دانت کی کل دیت کا دو تہائی دینا ہوگا۔ [1]

قانون ۲۵

اگر کوئی شخص کسی کے دانت پر ضرب لگائے اور وہ دانت ہلنے لگے، لیکن ٹوٹے نہیں تو بہت سے علماء نے کہا ہے کہ مجرم کو صحیح دانت کی دیت کا دو تہائی

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ اس صورت میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔ (از کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

مضروب کو ادا کرنا ہو گا۔ تاہم بعض علماء اس مسئلے میں مناسب حکم لگانے کے قائل ہیں۔ چنانچہ صاحب شرح لمعہ نے قول اول کو اختیار کیا ہے اور صاحب شرائع نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔

قانون ۲۶

اگر کسی شخص کا دانت کسی کے ضرب لگانے سے کالا پڑ جائے یا اس میں سوراخ ہو جائے اور پھر کوئی تیسرا شخص اس کو اکھاڑ ڈالے یا تلف کر دے تو مشہور علماء اس حکم کے قائل ہیں کہ وہ تیسرا شخص اسے ایک صحیح دانت کی دیت کا ایک تہائی ادا کرے گا۔ [1]

قانون ۲۷

اگر کوئی شخص کسی بچے یا نابالغ کا دانت تلف کر دے تو اتنی مدت تک انتظار کیا جائے گا، جتنی دیر میں عام طور پر دانت نکل آتا ہے۔ اگر دانت نکل آئے تو مجرم سے تاوان لیا جائے گا اور اگر نہ نکلے تو اس سے دودھ کے دانت کی دیت لی جائے گی لیکن بعض فقہاء کا قول ہے کہ اگر کسی بچے یا نابالغ کے دانت تلف کر دیے ہیں تو خواہ دانت نکلیں یا نکلیں دیت کے طور پر ایک اونٹ لیا جائے گا۔ اگرچہ اس قول کی تائید میں ایک روایت بھی وارد ہوئی ہے لیکن

---

[1] فقہاء عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ وہ دوسرا آدمی اس کو ایک دانت کی پوری دیت ادا کرے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

علمائے قدس سرہم نے اس کی سند میں خدشہ ظاہر کیا ہے۔

قانون ۲۸

اگر کوئی شخص کسی کے دونوں جبڑے توڑ دے (وہ ہڈیاں جن کے اندر کی جانب دانت نکلتے ہیں اور باہر کی جانب داڑھی نکلتی ہے) تو اسے پوری دیت ادا کرنی ہوگی اور اگر ان میں سے صرف ایک توڑے تو نصف دیت ادا کرنی ہوگی۔

قانون ۲۹

اگر کوئی شخص کسی کے جبڑے کی دونوں ہڈیوں کے سروں پر اس طرح زخم لگائے کہ زخمی کھانا نہ چبا سکے یا مشکل سے چبائے تو اس شخص کو تاوان ادا کرنا ہوگا۔

قانون ۳۰

اگر کوئی شخص کسی کی گردن پر اس طرح ضرب لگائے کہ وہ ٹیڑھی ہو جائے تو ضرب لگانے والا مضروب کو پوری دیت ادا کرے گا اور اگر کچھ مدت کے بعد اس کی گردن سیدھی ہو جائے تو پھر ضرب لگانے والے کو تاوان ادا کرنا ہوگا۔[1]

---

[1] اگر کوئی شخص کسی کی گردن پر اس طرح ضرب لگائے کہ وہ ٹیڑھی ہو جائے تو فقہاء عامہ میں شافعی کا قول ہے کہ اس کی سزا میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔
(کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

قانون ۳۱

اگر کوئی شخص کسی کی کمر اس طرح توڑدے کہ پھر وہ درست نہ ہوسکے تو اس شخص کو پوری دیت ادا کرنی ہوگی۔ جیسا کہ حلبی کی روایت میں اس کی تشریح موجود ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو اس طرح کبڑا کردے کہ وہ بیٹھ نہ سکے تو اس کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں برید العجلی سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

> امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ صادر فرمایا کہ جس شخص نے کسی دوسرے کی کمر اس طرح توڑدی کہ وہ بیٹھنے کے قابل نہ رہا تو اس شخص کو پوری دیت ادا کرنی ہوگی۔ [1]

قانون ۳۲

اگر کوئی شخص کسی کے دونوں ہاتھ جوڑ سے الگ کردے تو وہ اسے پوری دیت ادا کرے گا اور اگر ایک ہاتھ جوڑ سے جدا کرے تو پھر نصف دیت ادا کرنی ہوگی۔ چنانچہ فروع کافی، کتاب دیات میں زرارہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ اس صورت میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

ایک ہاتھ کاٹنے پر نصف دیت اور دونوں ہاتھ کاٹنے پر پوری دیت واجب ہے۔ اسی طرح دونوں پاؤں قطع کرنے پر پوری دیت واجب ہے اور کسی کے عضو تناسل کو حشفہ کے برابر یا اس سے زیادہ قطع کرنے پر پوری دیت دینا ہوگی۔ نیز کسی کے دونوں ہونٹ قطع کرنے یا دونوں آنکھوں سے اندھا کرنے پر پوری دیت ادا کرنی ہوگی اور اگر ایک آنکھ سے اندھا کیا ہے تو نصف دیت دینی ہوگی۔

انگلیوں کی دیت اور سزا

قانون ۳۳

اگر کوئی شخص کسی کے دونوں ہاتھوں کی دس انگلیاں قطع کردے تو اسے پوری دیت دینی ہوگی اور اگر پانچ انگلیاں قطع کی ہیں تو نصف دیت دینی ہوگی۔

قانون ۳۴

ہر انگلی کی دیت قتل کی دیت کا ۱/۱۰ حصہ ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی کی ایک انگلی قطع کردے اور اس کے پاس اونٹ بھی ہوں تو اسے دس اونٹ دیت میں دینا ہوں گے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں دیت کے حساب سے برابر ہیں اور

ہر انگلی کی دیت دس اونٹ مقرر ہے (بشرطیکہ دیت اونٹ کی شکل میں دی جائے) نیز ہر ناخن کی دیت پانچ دینار ہے۔

شیخ الفقہاء طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ انگوٹھے کی دیت ایک تہائی اور باقی ساری انگلیوں کی دیت دو تہائی ہے۔

قانون ۳۵

اگر کوئی شخص کسی کی زائد انگلی کاٹ دے تو اسے اصلی انگلی کی دیت کا ایک تہائی حصہ ادا کرنا ہوگا۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں غیاث بن ابراہیم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص کسی کی زائد انگلی کاٹ دے تو وہ اصلی انگلی کا ایک تہائی حصہ ادا کرے گا۔

قانون ۳۶

اگر کوئی شخص کسی کا ہاتھ یا پاؤں یا انگلی شل کردے تو وہ اسے صحیح عضو کی دیت کا دو تہائی حصہ ادا کرے گا۔ اس حکم کی تائید کے لیے روایات کے علاوہ اجماع بھی ہے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادق ؑ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص کسی کے بازو پر ضرب لگائے اور اس کی کلائی کی ہڈی ٹوٹ جائے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

امام ؑ نے فرمایا: اگر اس چوٹ سے اس کا ہاتھ سوکھ جائے

اور اس کی انگلیاں شل ہو جائیں تو ضرب لگانے والا اسے ہاتھ کی دیت کا دو تہائی حصہ ادا کرے گا۔ حضرت نے مزید فرمایا کہ اگر کچھ انگلیاں شل ہو جائیں اور کچھ ٹھیک رہیں تو ہر شل انگلی کے عوض صحیح انگلی کی دیت کا دو تہائی حصہ دیا جائے گا۔ اسی طرح پنڈلی اور پاؤں کے لیے بھی یہی حکم ہے اور اگر کسی کے پاؤں کی انگلیاں شل ہو جائیں تو اسے صحیح انگلیوں کی دیت کا دو تہائی حصہ دیا جائے گا۔

قانون ۳۷

اگر کوئی شخص کسی کے شل ہاتھ پاؤں یا انگلی کو قطع کر دے تو قطع کرنے والا اس عضو کی دیت کا ایک تہائی حصہ اس شخص کو ادا کرے گا۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں حکم بن عتیبہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: شل عضو کی دیت صحیح عضو کی دیت کا ایک تہائی ہے۔

اسی ذیل میں سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امامؑ نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی کا شل پاؤں کاٹ دے تو کاٹنے والا اسے ایک تہائی دیت ادا کرے گا۔ [1]

قانون ۳۸

اگر کوئی شخص کسی کی انگلی کا ناخن تلف کر دے اور ناخن دوبارہ نہ اُگے تو

---

[1] فقہائے عامہ اس میں مناسب حکم لگانے کے قائل ہیں (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ

ناخن تلف کرنے والا اس شخص کو دس دینار ادا کرے گا اور اگر ناخن دوبارہ اگ آئے لیکن اس کی رنگت کالی ہو تو پھر بھی اسے دس دینار ادا کرنے ہوں گے لیکن اگر وہ ناخن سفید رنگ میں روئیدہ ہو جائے تو پھر اسے پانچ دینار اس شخص کو ادا کرنے ہوں گے ۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں مسمع سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

> امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی کا ناخن تلف کر دے اور وہ ناخن دوبارہ نہ اگے یا سیاہ اور خراب اُگے تو وہ شخص بطور دیت اسے دس دینار ادا کرے گا لیکن اگر وہ ناخن دوبارہ سفید ہی اگے تو اسے پانچ دینار بطور دیت ادا کرنے ہوں گے ۔

قانون ۳۹

اگر کوئی شخص کسی عورت کے دونوں پستان کاٹ دے تو وہ شخص اس عورت کو پوری دیت ادا کرے گا اور اگر صرف ایک پستان کاٹے تو پھر اُسے نصف دیت ادا کرنی ہو گی ۔ چنانچہ صحیحہ ابی بصیر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر ؑ نے فرمایا:

> ایک مرد نے ایک عورت کا پستان قطع کر دیا ۔ امیر المومنین ؑ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس عورت کو نصف دیت ادا کرے ۔
> اس حکم میں علماء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے ۔

قانون نمبر ۴۰

اگر کوئی شخص ایسا فعل انجام دے جس سے کسی عورت کے پستانوں کا دودھ رک جائے یا کوئی ایسا کام کرے جس سے دودھ سختی سے باہر آئے تو اس مسئلے میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔

قانون نمبر ۴۱

اگر کوئی شخص کسی عورت کے پستانوں کی بھٹنیاں یعنی وہ جگہ جس سے بچہ دودھ پیتا ہے، کاٹ دے تو ان کی دیت کے بارے میں علمار کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اگر دونوں پستانوں کی بھٹنیاں کاٹی ہوں تو پوری دیت اور اگر ایک کاٹی گئی ہو تو نصف دیت ادا کرنی ہوگی۔

بعض مجتہدین کا قول ہے کہ اس مسئلہ میں مناسب حکم لگایا جائے گا کیونکہ بھٹنی پستان کا ایک جزو ہے اور پوری یا نصف دیت کسی چیز کے لیے نہیں بلکہ سالم پستان کے لیے ہے۔ پستان سے زائد کے بارے میں انہوں نے اصل برائت کا حکم جاری کیا ہے۔

قانون نمبر ۴۲

اگر کوئی شخص کسی مرد کے سینہ کی چوچیوں کو قطع کردے تو ان کی دیت کے بارے میں علمار نے اختلاف کیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ پوری دیت دینی چاہیے اور بعض کا کہنا ہے کہ ایک چوتھائی دیت دینی چاہیے اور اگر صرف ایک

کو تلف کیا ہے تو دیت کا آٹھواں حصہ دینا ہو گا لیکن بعض مجتہدین کا قول ہے کہ اس بارے میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔ [1]

قانون ۴۳

اگر کوئی شخص کسی کے عضو تناسل یا حشفہ کو قطع کر دے تو وہ اسے پوری دیت ادا کرے گا اور اگر حشفہ کا کچھ حصہ قطع کیا ہے تو اسی نسبت سے دیت ادا کی جائے گی اور جیسا کہ روایت میں مذکور ہے مقطوع کے بوڑھے، جوان یا بچہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی مرد کے خصیوں کو تلف کر دے تو نص اور اجماع کے مطابق وہ اسے پوری دیت ادا کرے گا۔ نیز بعض روایات کے مطابق دونوں خصیوں کے اتلاف کی صورت میں پوری دیت ہے اور اگر صرف ایک خصیے کو تلف کیا گیا ہو تو نصف دیت دینی ہو گی۔

جیسے ایک روایت میں ہے کہ جو اعضاء دو دو ہیں ان میں سے ہر ایک کی نصف دیت ہے۔ پس اس روایت کا اطلاق یہاں بھی ہوتا ہے لیکن بعض مجتہدین کا قول ہے کہ خصیوں میں سے اگر دائیں کو تلف کیا گیا ہو تو دو تہائی اور اگر بائیں خصیے کو تلف کیا گیا ہو تو ایک تہائی دیت دینا ہو گی۔

یہ بات عبداللہ بن سنان کی روایت میں مذکور ہے لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی کے دو قول ہیں اور ان میں سے صحیح ترین یہ ہے کہ اس بارے میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔

قانون ۴۴

اگر کوئی شخص کسی مرد کے تخم خصیہ کو اس طرح ضرر پہنچائے کہ ان پر ورم آجائے اور وہ چل نہ سکے تو ضرر پہنچانے والا اس شخص کو آٹھ سو دینار ادا کرے گا۔ اور اگر صرف ورم آجائے اور وہ چل پھر سکتا ہو تو چار سو دینار دینا ہوں گے۔ اس روایت کا ضعف مشہور ہے۔

پاؤں کی دیت اور سزا

قانون ۴۵

اگر کوئی شخص کسی کے دونوں پاؤں ٹخنوں تک قطع کر دے تو مجروح کو پوری دیت ادا کرے گا اور اگر ایک پاؤں قطع کرے تو نصف دیت دینا ہو گی۔ زرارۃ کی روایت میں اس چیز کا تذکرہ موجود ہے اور ہم اس روایت کو ہاتھوں کی دیت کے ذیل میں بیان کر آئے ہیں۔

قانون ۴۶

اگر کوئی شخص کسی کے پاؤں کی دس انگلیاں قطع کر دے تو وہ پوری دیت ادا کرے گا اور اگر پانچ انگلیاں کاٹ دے تو نصف دیت دینا ہو گی۔ یہ چیز عبداللہ بن سنان کی روایت میں بیان ہو چکی ہے اور ہم اس روایت کو ہاتھ کی انگلیوں کی دیت کے باب میں بیان کر آئے ہیں۔ لیکن بعض مجتہدین کا قول

ہے کہ ہاتھ اور پاؤں کے انگوٹھے کو قطع کرنے کی دیت ہاتھ یا پاؤں کی دیت کا ایک تہائی حصہ ہے۔

بازو اور کہنی کی دیت اور سزا

قانون نمبر ۴۷

اگر کوئی شخص کسی کے دونوں بازو یا دونوں کہنیاں قطع کر دے تو اسے پوری دیت ادا کرنی ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کی دونوں پنڈلیاں زانو تک یا دونوں رانیں قطع کر دے تو اسے پوری دیت دینا ہوگی۔ نیز اگر ان میں سے ایک کو تلف کر دے تو پھر اسے نصف دیت ادا کرنی ہوگی۔

قانون نمبر ۴۸

اگر کوئی شخص کسی کے بازو کو ہتھیلی اور انگلیوں کے ساتھ یا پنڈلی کو پاؤں کے تلوے اور انگلیوں کے ہمراہ ایک ہی بار قطع کر دے تو اس کی دیت اور سزا میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض مجتہدین کا قول ہے کہ اس صورت میں تداخل ہو جاتا ہے، اس لیے اس کو صرف ایک دیت دینا ہوگی اور بعض کا کہنا ہے کہ ایک دیت کے علاوہ اس پر مناسب حکم بھی لگایا جائے گا لیکن بعض کا قول ہے کہ اس شخص پر کئی ایک دیات ثابت ہوتی ہیں۔ تاہم قول اوّل ہی مشہور ہے اور انہوں نے تداخل کو اختیار کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر قطع کرنے والا جوڑ سے قطع کرے تو تداخل ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر ہاتھ کی ہتھیلی اور انگلیوں کو ہاتھ کے جوڑ سے قطع کرے

یا اسی طرح اگر پاؤں کو انگلیوں کے ہمراہ جوڑ سے قطع کرے تو ایک ہی دیت دی جائے گی۔ لیکن اگر جوڑ سے آگے بڑھ جائے مثلاً کلائی یا پنڈلی کا کچھ حصہ بھی قطع ہو جائے تو چاہے وہ اگلے جوڑ تک نہ بھی پہنچے، پھر بھی ایک دیت کے علاوہ مناسب حکم بھی لگایا جائے گا۔

قانون ۴۹

زائد ہاتھ کی دیت اور سزا کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ اصلی ہاتھ کی صورت میں دیت اور زائد ہاتھ کی صورت میں مناسب حکم اور تاوان ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ زائد ہاتھ کی صورت میں دیت کا ایک تہائی ہے۔ اسی طرح زائد پاؤں اور پاؤں کی زائد شل انگلی کے لیے بھی زائد ہاتھ اور ہاتھ کی زائد اور شل انگلی والا حکم ہے۔ یہ حکم ہاتھ کی انگلیوں کے باب میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔ [1]

---

[1] فقہاء عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ زائد انگلی کے بارے میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

حصّہ چہارم

پہلا باب

ہڈیوں کی چوٹ کی دِیت اور سزا

اس حصے میں آٹھ قوانین بیان کیے گئے ہیں؛

قانون ۱

اکثر فقہا اور مجتہدین کے نزدیک کسی عضو کی ہڈی توڑ دینے کی دِیت اسی عُضو کی دِیت کا پانچواں حصہ ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی کے بازو، کلائی، ہتھیلی یا پنڈلی کی ہڈی توڑ دے اور وہ علاج سے ٹھیک نہ ہو سکے تو اسے اس شخص کو ایک سو دینار یا ایک سو بکریاں بطور دِیت دینی ہونگی لیکن اگر عضو علاج سے ٹھیک ہو جائے اور اس کی ہڈی میں کوئی کجی یا عیب باقی نہ رہے تو پھر اسے عضو کو توڑ دینے کی دِیت کے پانچویں حصے کا ایک چوتھائی یعنی پچیس دینار یا ۲۵ بکریاں مضروب کو بطور دِیت دینی ہوں گی۔

قانون ۲

اگر کوئی شخص کسی کے عضو پر ایسی ضرب لگائے جس سے اس کی ہڈی باہر نکل آئے (فقہاء کی اصطلاح میں اس چوٹ کو موضحہ کہتے ہیں) تو چوٹ لگانے والا اس عضو کی دیت کا ایک چوتھائی اس مضروب کو بطور دیت ادا کرے گا۔

قانون ۳

اگر کوئی کسی کی ہڈی کو کچلے اور وہ چور چور (رض) ہو جائے اور علاج سے ٹھیک نہ ہو تو مجرم اس عضو کی دیت کا ایک تہائی مضروب کو بطور دیت ادا کرے گا لیکن اگر مضروب علاج کرنے سے ٹھیک ہو جائے اور اس کی ہڈی میں کوئی عیب اور کجی باقی نہ رہے تو اس عضو کی دیت کے پانچویں حصے کا ایک چوتھائی مضروب کو ادا کرے گا۔

قانون ۴

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کسی عضو کی ہڈی کو اس طرح سے توڑدے کہ وہ عضو ناکارہ (فک) ہو جائے تو وہ شخص اس عضو کی دیت کا دو تہائی حصہ مضروب کو ادا کرے گا کیونکہ وہ عضو شل عضو کی مانند ہو گیا ہے لیکن اگر علاج کرنے سے وہ عضو درست ہو جائے تو وہ اس عضو کے معطل ہو جانے کی دیت کا ایک چوتھائی حصہ مضروب کو دے گا۔ اس ضمن میں یہی قول علماء کے درمیان مشہور ہے اور باہم صلح کر لینا بہر حال سب سے بہتر ہے۔

قانون ۵

اگر کوئی شخص کسی کی پسلیوں کی ہڈیاں توڑ دے تو اگر ٹوٹنے والی ہڈیاں دل کی جانب ہوں تو ان میں سے ہر پسلی کی دیت ۲۵ دینار ہو گی۔ اگر پسلی میں میں صرف دراڑ سی پڑ جائے تو دیت ساڑھے بارہ دینا ہو گی اور اگر ہڈی اپنے مقام سے ہل جائے تو دیت ساڑھے سات دینار ہو گی اور اگر ہڈی میں صرف ابھار پیدا ہو جائے تو دیت سوا چھ دینار ہو گی۔ اسی طرح اگر پسلی کی ہڈی بازو کی جانب سے ٹوٹ جائے تو اس کی دیت دس دینار ہو گی اور اگر اپنے مقام سے ہٹ جائے تو پانچ دینار اور اگر ہڈی کچھ ابھر آئے تو ڈھائی دینار دیت دینی ہو گی۔
اس حکم کی سند اور دلیل اجماع، شہرت اور اصحاب کے عمل کے علاوہ ظریف بن ناصح کی روایت ہے۔[1]

قانون ۶

فروع کافی کتاب دیات میں سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادق ؑ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص کسی کی دبر کی ہڈی اس طرح توڑ دے کہ وہ پاخانے کو ضبط نہ کر سکے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

---

[1] ہنسلی کی ہڈی اور پسلیوں کے ٹوٹنے کے بارے میں شافعی کے دو قول ہیں۔ اول: اس بارے میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔ دوئم: ہر ہڈی کے توڑنے کی دیت ایک اونٹ ہے۔ تاہم پہلا قول بہتر ہے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)۔

امام[ع] نے فرمایا: اس کو پوری دیت ادا کرنی ہوگی۔

اسی کتاب میں اسحاق بن عمار سے ایک اور روایت ہے کہ امام جعفر صادق[ع] نے فرمایا:

> ایک شخص نے کسی کے خصیے اور دبر کے درمیان ایسی ضرب لگائی جس سے مضروب پاخانہ ضبط نہیں کرسکتا تھا۔ امیرالمومنین[ع] نے اس بارے میں یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ مجرم کو پوری دیت دینی ہوگی۔

ان دونوں روایات پر اکثر بلکہ مشہور علماء نے عمل کیا ہے۔

قانون ۷

اگر کوئی شخص اپنی انگلی سے کسی لڑکی کی بکارت زائل کردے اور اس کے مثانے کو بھی اس طرح نقصان پہنچائے کہ وہ پیشاب ضبط نہ کرسکے تو اس کی دیت میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اسے پوری دیت اور مہر دینا چاہیے اور بعض کا قول ہے کہ ایک تہائی دیت اور مہر اسے دیا جائے۔ ان ہر دو اقوال کے حق میں روایت وارد ہوئی ہے۔ لیکن صاحب لمعہ نے پہلے قول کو اختیار کیا ہے اور صاحب شرائع نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔

قانون ۸

فروع کافی کتاب دیات کے آخر میں ایک روایت درج ہے کہ امیرالمومنین[ع] کے زمانہ میں ایک شخص نے دوسرے شخص کا پیٹ اس طرح دبایا کہ اس کا پاخانہ نکل گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا جائے یا

اس سے ایک تہائی دیت وصول کی جائے۔ اکثر علمار نے اس حکم پر عمل کیا ہے لیکن بعض علمار نے اس روایت کو ضعیف قرار دیتے ہوئے مناسب حکم لگانے کو ترجیح دی ہے۔[1]

---

[1] فقہار عامہ میں سے احمد بن حنبل نے اس روایت کی بنا پر فتویٰ دیا ہے۔ دیگر فقہائے اس کی مخالفت کی اور کہا ہے کہ اس مسئلے میں مجرم پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

دوسرا باب

جسمانی صلاحیتوں کو ضائع کرنیکی دِیت اور سزا

اس باب میں ۱۶ قوانین بیان کیے گئے ہیں :

قانون ۱

اگر کوئی شخص کوئی ایسا فعل انجام دے جس سے کسی کی عقل زائل ہو جائے تو وہ اسے پوری دِیت ادا کرے گا اور اگر دِیت دے دینے کے بعد اس کی عقل بحال ہو جائے تو دِیت واپس نہیں ہوگی۔ چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب دِیات میں حمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ ایک شخص نے کسی کے سر پہ چوب خیمہ سے اس طرح ضرب لگائی کہ مضروب کی عقل جاتی رہی۔ اس بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے ؟

امامؑ نے فرمایا: مجرم مضروب کو پوری دِیت ادا کرے گا۔

راوی نے عرض کیا کہ اگر دس یا اس سے کچھ کم دنوں کے بعد اس کی

عقل بحال ہو جائے تو کیا وہ شخص اپنی ادا کی ہوئی دیت واپس لے سکتا ہے؟

حضرت نے فرمایا: نہیں! اس سے دیت واپس لینا جائز نہیں ہے۔

چنانچہ ایک اور روایت میں ہے کہ اس کی عقل کا واپس آنا اس کے لیے پروردگار عالم کی جانب سے ایک نعمت اور بخشش ہے۔

قانون ۲

اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے کسی شخص کی جزوی طور پر عقل جاتی رہے تو اس کی دیت کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے بعض علماء کا قول ہے کہ حاکم شرع کے فیصلہ کے تحت اسے تاوان دینا چاہیے اور بعض کا قول ہے کہ عقل کے زائل ہونے کی مقدار کا تعین وقت کے حساب سے ہونا چاہیے۔ اگر وہ شخص ایک دن دیوانہ اور ایک دن عاقل رہتا ہے تو نصف دیت دینی ہوگی اور اگر ایک دن دیوانہ اور دو دن صحیح رہتا ہے تو ایک تہائی دیت دینی ہوگی لیکن اگر ایک دن دیوانہ اور تین دن صحیح رہتا ہے تو ایک چوتھائی دیت دینی ہوگی اور پھر اسی طرح سے تعین کیا جائے گا۔

قانون ۳

جیسا کہ احکام قصاص میں بیان ہو چکا ہے کہ عقل زائل ہو جانے کی صورت میں قصاص بالکل نہیں ہے۔ کیونکہ عقل کے لیے کسی خاص مقام کا تعین نہیں ہے۔

قانون ۴

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو ایسی ضرب لگائے جس سے اس کا سر پھٹ جائے، اس کی عقل زائل ہو جائے، کان بہرے ہو جائیں اور آنکھیں اندھی ہو جائیں۔ یعنی ایک ضرب لگانے سے کئی جرائم کا ارتکاب ہو جائے تو اس کی دیت کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے اور یہ اختلاف احادیث میں اختلاف کی بنا پر ہے۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ اس کی متعدد دیات ہوں گی اور بعض فقہاء اس بارے میں تفصیل کے قائل ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ایک ضرب سے یہ تمام نقصانات ہوئے ہوں تو اس صورت میں تداخل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان سب نقصانات کے لیے وہ ایک ہی دیت دے گا لیکن اگر مختلف ضربات سے یہ نقصانات ہوئے ہوں تو اس صورت میں وہ ہر ایک کی دیت علٰحدہ علٰحدہ ادا کرے گا لیکن مشہور علماء نے قول اول ہی کو اختیار کیا ہے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں حماد بن عیسٰی نے ابراہیم بن عمر سے اور انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ امامؑ نے فرمایا:

> ایک شخص نے ایک دوسرے شخص کو لاٹھی سے ایسی ضرب لگائی جس سے اس کے کان بہرے، آنکھیں اندھی، زبان گنگ، عقل زائل اور شہوت ختم ہو گئی اور وہ جماع کے قابل نہ رہا۔ امیرالمومنینؑ نے اس مسئلے میں فیصلہ صادر فرمایا کہ وہ مضروب کو چھ دیات ادا کرے۔

قانون ۵

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر ایسا وار کرے جس سے اس کی عقل زائل ہو جائے تو ایک سال تک انتظار کرنا چاہیے۔ اگر ایک سال کے اندر وہ مضروب مر جائے تو مجرم سے قصاص لیا جائے گا اور اگر وہ نہ مرے تو پھر اس مجرم سے دیت لی جائے گی۔

قانون ۶

اگر کوئی شخص ایک ایسا کام انجام دے جس سے کسی دوسرے شخص کے کان بہرے ہو جائیں اور اہل خبرہ اس کی قوت سماعت کی بحالی سے مایوس ہو جائیں تو مجرم اسے پوری دیت ادا کرے گا لیکن اگر عقلا کہیں کہ اس کی سماعت کے واپس آجانے کی امید ہے تو پھر ایک مدت تک انتظار کیا جائے گا۔ اگر اس مدت میں اس کی سماعت واپس نہ آئے تو مجرم اس بہرے شخص کو پوری دیت ادا کرے گا۔ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ ایک شخص نے کسی آدمی کے کان میں ہڈی گھسیڑ کر اس میں گہرا زخم کر دیا۔ زخمی کا کہنا ہے کہ وہ بہرہ ہو گیا ہے۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: ایک سال تک انتظار کیا جائے اور عادل اشخاص اس پر معین کر دیے جائیں، اگر وہ دو اشخاص نگرانی کرنے کے بعد واپس آ کر یہ شہادت دیں کہ اب وہ سن سکتا ہے

اور اس کی قوت سماعت بہتر ہو گئی ہے تو اس کا کوئی حق ثابت نہیں ہوگا اور اس کا دعویٰ باطل ٹھہرے گا لیکن اگر وہ دو آدمی کوئی اطلاع نہ دیں یعنی تصدیق یا تکذیب نہ کریں تو پھر اس آدمی کو قسم دلائی جائے گی کہ اب وہ سن سکتا ہے یا نہیں اور اس کے قسم کھانے کے بعد اس کو پوری دیت دی جائے گی۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے حضرت سے عرض کیا کہ اگر دیت دیے جانے کے بعد اس کی سماعت درست ہو جائے تو کیا وہ دیت اس سے واپس لی جائیگی؟

حضرتؑ نے فرمایا: اس کا واپس لینا جائز نہیں۔ اس لیے کہ قوت سماعت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جو اس نے اسے دوبارہ عطا کی ہے۔

کان بہرا کرنیکی دیت اور سزا

قانون ۔

اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے کسی آدمی کا ایک کان بہرا ہو جائے تو مجرم کو اسے نصف دیت ادا کرنی ہو گی۔ اسی طرح اگر ایک کان کی قوت سماعت کچھ کم ہو جائے تو موجودہ قوت سماعت کو صحیح قوت کی مناسبت سے پرکھا جائے گا اور اسی مناسبت سے دیت وصول کی جائے گی۔

قانون ۸

اگر کوئی شخص کسی کا کان قطع کر دے اور اس کی سماعت بھی جاتی رہے تو مجرم کو دوگنی دیت دینا پڑے گی۔ کیونکہ اس مقام پر تداخل نہیں ہو سکتا جیسے حماد بن عیسیٰ کی روایت میں یہ چیز صراحت سے بیان ہوئی ہے۔

قانون ۹

اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے کسی کی دونوں آنکھوں کی بینائی جاتی رہے تو مجرم کو اس کی پوری دیت دینی ہوگی اور اگر ایک آنکھ کی بینائی جاتی رہے تو اسے نصف دیت ادا کرنی ہوگی۔ مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان اختلاف کی صورت میں عقلاء میں سے دو عادل مرد یا ایک عادل مرد اور دو عورتیں گواہی دیں۔ اگر گواہ میسر نہ ہوں تو پھر خود مدعی کو قسم کھانی چاہیے۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادق ؑ سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ کسی نے ضرب لگا کر اس کی بینائی زائل کر دی ہے اور وہ کچھ نہیں دیکھ پاتا تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

> امام ؑ نے فرمایا: ایک سال تک انتظار کیا جائے۔ اگر آنکھوں کی روشنی واپس نہ آئے تو پھر مدعی قسم کھائے کہ فلاں شخص کی ضرب نے میری بینائی تلف کر دی ہے۔ پس اگر وہ قسم کھائے تو اسے دیت دی جائے گی۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے عرض کیا کہ اگر اس کی بینائی واپس آجائے تو کیا اس کو دی ہوئی دیت واپس لی جا سکتی ہے ؟

حضرت نے فرمایا: نہیں! وہ دیت اس سے واپس لینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی بینائی ایک نعمت خداوندی ہے جو خدا نے اسے دوبارہ مرحمت کی ہے۔

اگر مدعی کہے کہ میری ایک آنکھ کی بینائی کم ہوئی ہے اور وہ اس بات کو ثابت کر دے تو صحیح آنکھ کے ساتھ تفاوت کی نسبت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے دیت ادا کی جائے گی۔ اگر مدعی کہے کہ میری دونوں آنکھوں کی بینائی کم ہوگئی ہے تو اس بات کا ثبوت ملنے کے بعد کسی دوسرے کی آنکھ سے مقابلہ کرکے اس کو تفاوت کی مناسبت سے دیت ادا کی جائے گی۔

قانون ۱۰

اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے کسی کی قوت شامہ زائل ہو جائے اور وہ بدبو اور خوشبو کو شناخت نہ کر سکے تو اگر دونوں نتھنوں کی قوت شامہ ختم ہوگئی ہو تو اسے پوری دیت اور اگر ایک نتھنے کی قوت ختم ہوئی ہو تو نصف دیت دی جائے گی۔

اس بارے میں مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان اختلاف کی صورت میں خوشبو اور بدبو کی پہچان میں اس کا امتحان لیا جائے گا۔ فروع کافی کتاب دیات میں اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے امیرالمومنین علیہ السلام سے سوال کیا کہ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جس نے کسی کے سر پر

ضرب لگائی اور مضروب نے دعویٰ کیا کہ اس کی آنکھ نابینا، قوت شامہ ختم اور زبان گنگ ہوگئی ہے؟

آپ نے فرمایا: اگر مدعی سچ کہتا ہے تو اسے تین دیات دینی پڑیں گی۔

لوگوں نے کہا کہ یا امیرالمومنینؑ! مدعی کا دعویٰ کیسے ثابت ہوگا؟

آپ نے فرمایا: وہ کہتا ہے کہ بدبو اور خوشبو کو شناخت نہیں کرسکتا تو کوئی جلی ہوئی چیز اس کے پاس لے جاؤ اگر وہ سچ کہتا ہے تو اپنا سر اس کی جانب سے نہیں ہٹائے گا اور اس کی آنکھوں میں پانی نہیں آئے گا۔ لیکن اگر وہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی آنکھیں پانی سے بھر جائیں گی اور وہ اپنا سر ایک طرف کو ہٹائے گا۔ پھر وہ آنکھ کی بینائی زائل ہونے کا بھی مدعی ہے تو اس کی آنکھ کو سورج کے سامنے کھلواؤ۔ اگر وہ آنکھ بند کرلے اور سورج کی روشنی کا سامنا نہ کرسکے تو وہ جھوٹ کہتا ہے لیکن اگر اس کی آنکھیں بند نہ ہوں تو اس کے دعویٰ کی سچائی ثابت ہوجائے گی۔ نیز وہ زبان کے گنگ ہونے کا بھی دعویٰ کرتا ہے تو ایک سوئی اس کی زبان میں چبھو دو، اگر اس میں سے سرخ خون نکلے تو وہ جھوٹا ہے اور اگر سیاہ خون نکلے تو اس کا دعویٰ درست ثابت ہوجائے گا۔

قانون ۱۱

اگر کوئی شخص کسی کیساتھ کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس کی وجہ سے اسے انزال منی میں زحمت ہونے لگے تو اسے پوری دیت دی جانی چاہیے۔ عقل زائل کرنے کے بیان میں مذکور حماد کی روایت میں اس چیز کی تصریح ہو چکی ہے۔

پیشاب میں خرابی پیدا کرنے کی سزا

قانون ۱۲

اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے ساتھ کوئی ایسا فعل انجام دے جس سے اس کا پیشاب نہ رکے اور قطرہ قطرہ آتے رہے تو اس کی دیت کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے اور یہ اختلاف روایات کی بنا پر ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اسے پوری دیت دی جانی چاہیے۔ چنانچہ غیاث بن ابراہیم کی روایات میں پوری دیت دینے کے لیے کہا گیا ہے اور وسائل الشیعہ میں بھی یہی بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اگر یہ تکلیف مستقل نہ ہو اور وقتی طور پر دور ہو جاتی ہو تو پھر تاوان دیا جانا چاہیے۔ تاہم بعض مجتہدین تفصیل کے قائل ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ اگر پیشاب صبح سے رات تک جاری رہے تو اس شخص کو پوری دیت دی جائے گی اور اگر ظہر کے وقت تک جاری رہے تو نصف اور اگر اس کا پیشاب صرف آفتاب کے بلند ہونے تک ہی جاری رہتا ہے تو پھر ایک تہائی

دیت دی جائے گی۔ یہ چیز اسحاق بن عمار کی روایت میں مذکور ہے لیکن مشہور علماء نے قول اوّل کو اختیار کیا ہے۔

آواز بند کر دینے کی دیت

قانون ۱۳۳

اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے کسی کی آواز بند ہو جائے لیکن زبان ٹھیک ہے تو وہ اسے پوری دیت ادا کرے گا اور اگر زبان میں بھی نقص پیدا ہو جائے تو زبان کی دیت بھی اسے دی جائے گی۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں محمد بن عیسیٰ نے یونس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ امام علی رضاؑ کی خدمت میں ایک کتاب لائی گئی، جس میں لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کی قوت سماعت ختم کر دے تو وہ اسے ایک ہزار دینار دے اور اگر کسی کی آواز بالکل بند کر دے تو پوری دیت یعنی ایک ہزار دینار اسے دے اور اگر کوئی کسی کے دونوں ہاتھ شل کر دے تو وہ بھی ایک ہزار دینار اسے دے اور اگر دونوں پاؤں شل کر دے تو پھر بھی اسے ایک ہزار دینار دینے پڑیں گے۔

تیسرا باب

شجاج[1] کی دِیت اور سزا

اِس باب میں ۲۲ قوانین بیان کیے گئے ہیں:

قانون ۱

فقہاء کی اصطلاح میں انسان کے سر اور چہرہ پر وارد ہونے والے زخموں میں سے ہر ایک کا الگ الگ نام ہے ان کی آٹھ اقسام ہیں:

اول: اگر کوئی شخص کسی کے سر یا چہرے کی کھال کو زخمی کر دے تو فقہاء کی اصطلاح میں اسے حارصہ کہتے ہیں اور اس کی دیت میں ایک اونٹ ہے۔

دوئم: اگر کوئی کسی کے سر یا چہرہ پر ایسی ضرب لگائے جو کھال سے گزر کر

---

[1] ش کی زیر کے ساتھ "شجاج" شجہ کی جمع ہے۔ فقہاء کے نزدیک سر اور چہرے کے زخم اور خراش کو شجہ کہتے ہیں اور بدن کے دیگر حصوں پر آنیوالے زخم کو جرح کہا جاتا ہے۔

گوشت تک پہنچے تو اسے "دامیہ" کہتے ہیں اور اس کی دیت دو اونٹ ہے۔
سوئم: اگر کوئی کسی کے سر یا چہرے پر ایسی ضرب لگائے جس سے سر یا چہرے کا گوشت کٹ جائے تو اسے "باضعہ" کہتے ہیں اور اس کی دیت تین اونٹ ہے۔
چہارم: اگر کوئی کسی کو ایسی ضرب لگائے کہ جس سے اس کا گوشت الگ ہو جائے اور زخم ہڈی کے نازک پردے تک جا پہنچے تو اسے "سمحاق" کہتے ہیں اور اس کی دیت چار اونٹ ہے۔
پنجم: اگر کوئی کسی کو ایسی ضرب لگائے کہ زخم ہڈی تک جا پہنچے اور ہڈی نمایاں ہو جائے تو اسے "موضحہ" کہتے ہیں اور اسکی دیت پانچ اونٹ ہے۔
ششم: کوئی کسی کو ایسی ضرب لگائے جس سے اس کی ہڈی ٹوٹ جائے تو اسے "ہاشمہ" کہتے ہیں۔ اس کی دیت دس اونٹ ہے۔
ہفتم: اگر کوئی کسی کو ایسی ضرب لگائے جس سے اس کی ہڈی ریزہ ریزہ ہو جائے تو اسے "منقلہ" کہتے ہیں اور اس کی دیت ۱۵ اونٹ ہے۔
ہشتم: اگر کوئی کسی کو ایسی ضرب لگائے جس سے اس کا مغز سر سے باہر نکل آئے تو اسے "مامومہ" کہتے ہیں۔ اس کی دیت ۳۳ اونٹ ہے۔ لیکن بعض فقہاء کا قول ہے کہ اس کی دیت ۳۳ ۱/۳ ہے۔
وسائل الشیعہ میں (بہ اسناد شیخ) منصور بن حازم سے منقول ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

جراحت حارصہ جو ناخن کے برابر ہے، اس کی دیت ایک اونٹ اور دامیہ کی صورت میں دو اونٹ، باضعہ جو سمحاق سے کمتر ہے اس کی تین اونٹ اور سمحاق جو موضحہ سے کمتر ہے اس

کی چار اونٹ اور موضحہ میں دیت پانچ اونٹ ہے۔

وسائل الشیعہ کتاب دیات، باب شجاج میں (بہ اسناد شیخ) سکونی سے روایت ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ صادر فرمایا کہ جراحتِ ہاشمہ کی دیت دس اونٹ ہے۔ فروع کافی، کتاب دیات میں حلبی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

> موضحہ کی دیت پانچ اونٹ، اسحاق کی چار اونٹ، باضعہ کی تین اونٹ، مامومہ کی ۳۳ اونٹ اور جراحتِ جائفہ میں بھی دیت ۳۳ اونٹ ہے۔

قانون ۲

اگر کوئی شخص کسی کو ایسی ضرب لگائے جس سے اس کے دماغ کی جھلی پھٹ جائے تو اس زخم کو دامغہ کہتے ہیں۔ حلبی اور دیگر راویوں کی روایات میں اسے جائفہ یعنی گھاؤ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس زخم کے لگنے سے انسان کا زندہ بچنا بہت مشکل ہے لیکن اگر زندہ بچ جائے تو اس کی دیت میں علماء کے مابین اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اس کی دیت ۳۳/۱ ۳ اونٹ ہے۔ بعض کا قول ہے کہ مجرم سے تاوان لیا جائے اور اس پر مناسب حکم لگایا جائے۔ صاحب شرح لمعہ نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔ اگر اس زخم سے انسان مر جائے تو پوری دیت وصول کی جائے گی۔

قانون ۳

انسان کے سر اور چہرے کے زخموں کی دیت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن بدن کے دوسرے اعضاء کے زخموں اور سر کے زخم کی دیت میں فرق ہوتا ہے۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں حسن بن صالح الثوری سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا کہ کیا سر کے گہرے زخم (موضحہ) کے لیے بھی وہی دیت ہے جو چہرے کے زخم کے لیے ہے؟

> امامؑ نے فرمایا: انسان کے چہرے یا سر پر وارد ہونے والے زخم دیت میں باہم برابر ہیں۔ کیونکہ انسان کا چہرہ اس کے سر کا حصہ شمار ہوتا ہے۔ لیکن دیگر اعضائے انسانی پر وارد ہونے والے زخموں کی دیت سر کے زخموں کی دیت سے مختلف ہوتی ہے۔

قانون ۴

اگر بدن کے دوسرے اعضاء پر بھی ویسے ہی زخم آئیں جو سر اور چہرے کے لیے بیان کیے جاچکے ہیں تو ان کی دیت اس عضو کی مناسبت سے متعین کی جائے گی۔ مثلاً اگر کسی شخص کے ایک ہاتھ پہ جراحت حارصہ واقع ہو تو چونکہ ایک ہاتھ کی دیت انسان کی دیت کا نصف ہے۔ اس لیے ہاتھ کی جراحت حارصہ کی دیت ایک اونٹ کا بیسواں حصہ یا نصف دینار ہوگی۔ اسی طرح اگر ہاتھ پہ

جراحتِ موضحہ واقع ہو جائے تو چونکہ ہاتھ کی دیت انسانی دیت کا نصف ہے اس لیے ہاتھ کی جراحت موضحہ کی دیت پانچ اونٹوں کا نصف ہو گی۔ چنانچہ سر اور چہرے کے مذکورہ آٹھواں زخم اگر انسان کے دیگر ان اعضاء پر واقع ہوں جن کی دیت شارع علیہ السلام کی جانب سے معین ہے تو ان اعضاء پر وارد ہونے والے زخموں کی دیت ان اعضاء کی مناسبت سے لی جائیگی لیکن اگر زخمی ہونے والے اعضاء ایسے ہوں کہ جن کی شارع علیہ السلام کی جانب سے دیت معین نہیں کی گئی تو پھر تاوان کے علاوہ مناسب حکم لگایا جائے گا۔

قانون ۵

اگر کوئی شخص کسی کے سر یا چہرے پر دو جگہ جراحتِ موضحہ وارد کردے تو اسے ان میں سے ہر ایک کی دیت علیحدہ علیحدہ پانچ پانچ اونٹ دینی ہوگی کیونکہ دیت کے موجب زخم اپنی تعداد کے لحاظ سے ایک سے زائد دیت کا سبب بن گئے ہیں۔ لیکن اگر وہی شخص ان دونوں چوٹوں کے باہمی فاصلے کو ختم کردے تو اکثر علماء کا قول ہے کہ ایسی صورت میں وہ صرف ایک موضحہ شمار ہوگا اور اس کی دیت پانچ اونٹ ہوگی۔ جیسے کوئی شخص پہلے کسی شخص کے ہاتھ کو قطع کردے اور پھر اسے مار ڈالے تو اس سے ایک پوری دیت لی جائے گی لیکن اگر کوئی دوسرا آدمی ان دو موضحہ کا فاصلہ ختم کردے تو پہلے شخص سے دو موضحہ کی دیت لی جائے گی اور دوسرے شخص سے الگ دیت وصول کی جائے گی۔

قانون ۶

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے دو اعضاء پر زخم لگائے تو چاہے وہ زخم ایک ہی ضرب سے کیوں نہ لگائے گئے ہوں اس سے دوگنی دیت وصول کی جائے گی۔

قانون ۷

اگر کوئی کسی کے ایک موضحہ اس طرح وار کرے کہ اس کا کچھ حصہ سر پر ہو اور کچھ پیشانی پر تو قول مشہور کے مطابق اس سے ایک موضحہ کی دیت لی جائے گی۔ یعنی اسے پانچ اونٹ دینا پڑیں گے کیونکہ سر اور پیشانی کو ایک عضو شمار کیا جاتا ہے۔

قانون ۸

اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے کسی کے دونوں ہونٹ پھٹ جائیں اور دانت دکھائی دینے لگیں تو اسے اس جرم کے عوض ہونٹ قطع کرنے کی دیت کا ایک تہائی ادا کرنا پڑے گا۔ لیکن اگر علاج کرنے سے ہونٹ ٹھیک ہو جائیں تو ہونٹ قطع کرنے کی دیت کا پانچواں حصہ دینا ہو گا اور اگر ایک ہونٹ پھٹ جائے تو ایک ہونٹ قطع کرنے کی دیت کا پانچواں دینا ہو گا۔ یہ نظریہ قول مشہور سے مطابقت رکھتا ہے بلکہ بعض علماء نے اس میں اجماع کا دعویٰ کیا ہے اور بعض نے اس کے لیے کتاب ظریف سے سند

حاصل کی ہے لیکن ظریف کی روایت قول مشہور سے مطابقت نہیں رکھتی اس لیے میں نے اسے نقل نہیں کیا۔

قانون نمبر ۹

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے جسم کے کسی حصے پر ضرب لگا کر اس کے پیٹ کے اندرونی حصے کو زخمی کر دے تو اگر زخمی زندہ بچ جائے تو مجرم کو ایک تہائی دیت ادا کرنی ہوگی۔ چنانچہ فروع کافی اور وسائل الشیعہ کی بہت سی روایات میں یہ چیز منقول ہے کہ معصومؑ کے فرمان کے مطابق جائفہ یعنی وہ زخم جو بدن کے اندرونی حصے تک پہنچ گیا ہو، اس کی دیت پوری دیت کا ایک تہائی حصہ ہے۔

قانون نمبر ۱۰

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے جسم پر ایک زخم لگائے اور بعد میں اسی زخم کو جسم کے اندرونی حصے تک پہنچا دے تو اسے چاہیے کہ وہ جراحت (ظاہری زخم)، اور جائفہ (باطنی زخم) دونوں کی دیت ادا کرے۔ مثلاً یہ کہ پہلے کسی کے کاندھے پر نیزہ مارے اور پھر نیزے سے اس کا پیٹ پھاڑ دے۔ چنانچہ اصل حقیقت کے پیش نظر اور ادلہ کی روشنی میں سبب کے بڑھ جانے سے نتیجہ بھی بڑھ جاتا ہے۔

قانون ۱۱

اگر کوئی شخص کسی کے بدن پر دو جائفہ وار کرے تو وہ شخص اسے پوری دیت کا دو تہائی ادا کرے گا

قانون ۱۲

اگر کوئی شخص کسی کے سینے پر اس طرح سے نیزہ مارے کہ وہ اس کی پشت سے پار ہو جائے تو اکثر علماء کے قول کے مطابق یہ دو جائفہ شمار ہوں گے۔ اس لیے وہ اسے دو جائفہ کی دیت ادا کرے گا۔ لیکن بعض علماء کا کہنا ہے کہ صرف ایک جائفہ کی دیت دینا ہوگی۔

قانون ۱۳

اگر کوئی شخص کسی کے بدن پر جراحت جائفہ وارد کرے اور کوئی دوسرا شخص اسی مقام پر اس طرح سے چھری مارے کہ زخمی کے زخم میں اضافہ نہ ہو تو اس صورت میں پہلے شخص پر جائفہ کی دیت دینا لازم ہوگی اور دوسرے شخص پر کچھ بھی واجب نہ ہوگا لیکن حاکم شرع دوسرے شخص کو تادیب کرے گا کیونکہ اس کے فعل سے ایک مجروح کو اذیت پہنچی ہے۔ لیکن اگر دوسرے شخص کے وار سے وہ زخم اندر سے بڑھ جائے اور باہر سے ویسا ہی رہے یا باہر سے بڑھ جائے اور اندر سے ویسا ہی رہے تو اس صورت میں اس پر تاوان اور مناسب حکم لگایا جائے گا۔ اس لیے کہ ایسی صورت میں جائفہ کا

اطلاق نہیں ہوتا اور ایسی صورت حال کے لیے کوئی دیت معین نہیں ہے لیکن اگر اس کے وار کے نتیجے میں اندر اور باہر دونوں طرف سے زخم بڑھ جائے تو اس دوسرے شخص پر بھی ایک جائفہ کی دیت لازم ہو جائے گی۔ کیونکہ اس کے وار پر بھی جائفہ کا اطلاق ہوتا ہے۔

قانون ۱۴

اگر کوئی شخص کسی کے بدن پر جراحت جائفہ وارد کرے اور کوئی دوسرا شخص زخمی کی انتڑیاں باہر نکال دے اور زخمی مرجائے تو قول مشہور کے مطابق شخص ثانی اسکا قاتل ہے۔ چنانچہ پہلے شخص سے صرف دیت لی جائے گی اور دوسرے شخص سے قصاص لیا جائے گا یا پوری دیت وصول کی جائے گی۔ کیونکہ عام طور پر انتڑیوں کے باہر نکال دینے سے کسی شخص کے زندہ رہنے کا امکان نہیں ہوتا۔

قانون ۱۵

اگر کوئی شخص کسی کے اعضاء میں سے کسی ایک عضو مثلاً ہاتھ پاؤں یا ناک وغیرہ پر ضرب لگائے اور اس میں سوراخ کردے اور ہتھیار دوسری جانب سے باہر آجائے تو ظریف بن ناصح کی روایت کے مطابق اکثر علماء وفقہاء کا قول یہ ہے کہ اس سے سو دینار بطور دیت لیے جائیں گے اور اگر یہ جراحت کسی عورت پر وارد ہوئی ہو تو اس کی دیت میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اسے مرد کی دیت کا نصف یعنی پچاس دینار دیے جائیں

گے لیکن بعض علماء مناسب حکم لگانے کے اور بعض علماء مرد کے برابر کی دیت کے قائل ہیں۔ تاہم احتیاط بہتر ہے۔

قانون ۱۶

اگر کوئی شخص کسی کے منہ پر تھپڑ مارے اور وہ جگہ سرخ ہو جائے تو اس جرم کی دیت ایک دینار یا ڈیڑھ مثقال (شرعی) سونا ہے اور اگر وہ جگہ نیلی ہو جائے تو دیت تین دینار یا تین مثقال سونا ہو جائے گی اور اگر وہ جگہ سیاہ ہو جائے تو مجرم کو چھ دینار یا چھ مثقال سونا بطور دیت دینا پڑے گا۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ امیرالمومنینؑ نے تھپڑ مارنے کی سزا بیان کرتے ہوئے فرمایا:

> اگر کسی کے منہ کی وہ جگہ سیاہ ہو جائے تو اس کی دیت چھ دینار ہو گی اور اگر نیلی ہو جائے تو اس کی دیت تین دینار ہو گی اور اگر سرخ ہو جائے تو اس کی دیت ڈیڑھ دینار ہو گی۔

قانون ۱۷

اگر کوئی شخص کسی کے چہرے کے علاوہ اس کے بدن کی کسی اور جگہ پر ضرب لگائے، جس سے وہ جگہ سیاہ، نیلی یا سرخ ہو جائے تو قول مشہور کے مطابق اسے چہرے کی دیت کا نصف دیا جائے گا۔

قانون ۱۸

اگر کوئی شخص کسی کے بدن پر اس طرح چوٹ لگائے کہ وہ جگہ نیلی، سرخ یا سیاہ ہو تو اس کی دیت کے لیے مناسب حکم لگایا جائے گا۔

قانون ۱۹

اگر کوئی شخص کسی کے رخسار میں اس طرح سے سوراخ کر دے کہ اس کے منہ کا دھانہ ظاہر ہو جائے تو اس کی دیت سو دینار ہے لیکن اگر وہ سوراخ علاج سے ٹھیک ہو جائے اور اس کا نشان باقی رہے تو اس کی دیت پچاس دینار ہے۔ اسی طرح اگر وہ شخص اس کے دونوں رخساروں میں سوراخ کر دے تو وہ دیت کے طور پر اسے دو سو دینار دے گا لیکن اگر وہ علاج سے ٹھیک ہو جائے تو پھر اسے سو دینار دینے ہوں گے۔ ظریف بن ناصح کی کتاب اور روایت میں بھی ایسا ہی بیان ہوا ہے۔

قانون ۲۰

مرد کے اعضاء کو زخمی کرنے اور قطع کرنے پر دیت کی جو مقدار معین کی گئی ہے، عورت کے اعضاء کو زخمی کرنے اور قطع کرنے پر بھی دیت کی وہی مقدار معین کی گئی ہے۔

لہ فقہاء عامہ میں سے شافعی وغیرہ موضحہ و جائفہ کے علاوہ سر، چہرے اور دیگر اعضاء کے تمام زخموں کی سزا کے واسطے مناسب حکم لگانے کے قائل ہیں

قانون ۲۱

جن اعضا کی دیت ایک پوری انسانی دیت کے ایک تہائی تک ہے ان میں مرد اور عورت کے اعضاء کی دیت نصف ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی مرد کی انگلی قطع کر دے تو وہ اس کی دیت کے طور پر ایک ہزار درہم دے گا اور اگر عورت کے ہاتھ یا پاؤں کی ایک انگلی قطع کر دے تو پھر بھی اسے ایک ہزار درہم دینے ہوں گے۔ اسی طرح اگر مرد کے ہاتھ یا پاؤں کی دو انگلیاں قطع کر دے تو اس کی دیت دو ہزار درہم ہو گی۔ اگر مرد کی تین انگلیاں قطع کر دے تو اسے بطور دیت تین ہزار درہم دے گا اور اگر عورت کی تین انگلیاں قطع کر دے تو اسے بھی بطور دیت تین ہزار درہم دے گا لیکن اگر مرد کی چار انگلیاں قطع کر دے تو اسے بطور دیت چار ہزار درہم دے گا اور اگر عورت کی چار انگلیاں قطع کر دے تو اسے مرد کی دیت کا نصف یعنی دو ہزار درہم دے گا۔ اسی طرح اگر مرد کی پانچ انگلیاں قطع کرے تو اسے مرد کی دیت کا نصف یعنی ڈھائی ہزار درہم دے گا۔ مجرم

موضحہ کی سزا کے بارے میں ان کا قول ہے کہ اگر وہ سر اور چہرہ پر ہو تو اس کی دیت پانچ اونٹ اور باقی اعضائے بدن پر ہو تو اس کے لیے مناسب حکم لگایا جائے گا۔ تاہم جائفہ کے لیے فقہاء خاصہ کی طرح ان کا قول ہے کہ وہ چاہے بدن کے کسی حصے پر ہو اس کے لیے ایک تہائی دیت ادا کرنا لازم ہے۔ نیز چہرے وغیرہ پر تھپڑ مارنے کی سزا میں خواہ وہ جگہ سیاہ، سرخ یا نیلی ہو جائے، وہ مناسب حکم کے قائل ہیں۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)۔

کے مرد یا عورت ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ چنانچہ وسائل الشیعہ اور فروع کافی کتاب دیات میں ابان بن تغلب سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ جس مرد نے کسی عورت کی ایک انگلی قطع کر دی ہو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا: اسے بطور دیت دس اونٹ دینے ہوں گے۔

راوی نے پوچھا کہ اگر دو انگلیاں قطع کرے؟

آپ نے فرمایا: بیس اونٹ دینے ہوں گے۔

راوی نے پوچھا کہ اگر تین انگلیاں قطع کرے؟

آپ نے فرمایا: تیس اونٹ دینے ہوں گے۔

راوی نے پوچھا کہ اگر چار انگلیاں قطع کرے؟

آپ نے فرمایا: تب بیس اونٹ دینا ہوں گے۔

راوی نے کہا کہ سبحان اللہ! اگر تین انگلیاں قطع کرے تو تیس اونٹ دے اور اگر چار انگلیاں قطع کرے تو بیس اونٹ دے گا!

یہی وجہ ہے کہ جب یہ حکم عراق میں ہم تک پہنچا تو ہم کہتے تھے کہ بتانے والے سے غلطی ہوئی ہے اور یہ شیطان کا لایا ہوا حکم معلوم ہوتا ہے۔

حضرت نے فرمایا: اے ابان! یہ رسول اللہ کا حکم ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ عورت ایک تہائی دیت تک مرد کے ساتھ مساوی ہے لیکن جب دیت ایک تہائی سے بڑھ جاتی ہے تو پھر وہ صرف نصف کی حقدار رہ جاتی ہے۔

حضرت نے مزید فرمایا: کیا تم حکم خدا کو اپنے قیاس سے

سمجھنا چاہتے ہو؟ اگر تم احکام خدا کو اپنے قیاس سے سمجھنا چاہو گے تو خدا اور اس کے احکام سے دور ہوتے چلے جاؤ گے۔

قانون ۲۲

اگر کسی شخص کا کوئی ولی یا وارث نہ ہو تو خود حاکم شرع اس کا ولی ہوتا ہے۔ پس اگر کوئی شخص اسے قتل کر دے تو حاکم شرع اس کا قصاص لے گا اور قتل خطا کی صورت میں اس سے دیت لے گا۔ تاہم حاکم کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اگر چاہے تو اسے معاف کر دے اور اس سے قصاص یا دیت نہ لے۔ اس مسئلہ میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ حاکم شرع اس قاتل کو معاف نہیں کر سکتا بلکہ قتل عمد کی صورت میں اس سے قصاص لے گا اور قتل خطا کی صورت میں دیت وصول کرے گا۔ چنانچہ صحیحۂ ابی ولاد اور ایک اور روایت میں آیا ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

> امام یا حاکم شرع کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ایک لاوارث شخص کے قاتل کو معاف کر دے بلکہ وہ اسے قصاص میں قتل کرے یا اس سے دیت وصول کرے۔

تاوان و حکومت کا تعین

فقہاء کی اصطلاح میں تاوان اور حکومت کے تعین سے مراد یہ ہے کہ مثلاً اگر کوئی شخص زخمی ہو جائے، اگر وہ آزاد ہے تو اسے غلام یا لونڈی فرض کرتے ہوئے حساب لگایا جائے گا کہ زخمی ہونے سے قبل اس کی قیمت کیا

ہو سکتی تھی اور پھر زخمی ہونے کے بعد اس کی قیمت کیا ہے۔ ان دونوں قیمتوں کے فرق کو تاوان یا حکومت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اگر صحیح حالت میں اس کی قیمت ایک سو تومان تھی اور زخمی ہو جانے کے بعد اس کی قیمت نوے تومان رہ جاتی ہے تو اس صورت میں ان دونوں قیمتوں کا فرق یعنی تاوان دس تومان ہوا جو اس کی اصل قیمت کا دسواں حصہ ہے۔ چنانچہ ان مواقع پر جہاں تاوان و حکومت واجب ہو تو مجرم سے دیت کے علاوہ یہ تاوان بھی وصول کیا جائے گا اور اگر غلام یا لونڈی ہے تو اس صورت میں تاوان کی رقم اس کا مالک وصول کرے گا۔ فقہاء کی اصطلاح میں اس باب میں تاوان اور حکومت سے مراد ایک ہی چیز ہے۔

حصۂ پنجم

پہلا باب

جرائم کے ملحقات کی سزائیں

اسقاطِ حمل کی دِیت اور سزا

قانون ۱

اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے کسی حاملہ عورت کا حمل ساقط ہو جائے تو اگر وہ حمل نطفے کی حالت میں ہے تو اس کی دیت بیس دینار، اگر علقے (جما ہوا خون) کی حالت میں ہو تو چالیس دینار، اگر مضغے (گوشت کا لوتھڑا) کی حالت میں ہو تو ساٹھ دینار، اگر ہڈی بن چکی ہو تو اسّی دینار، اگر ہڈی پر گوشت آ چکا ہو لیکن ابھی جان نہ پڑی ہو تو سو دینار اور اگر جان پڑ چکی ہو اور لڑکا ہو تو ایک ہزار دینار اور اگر لڑکی ہو تو پانچ سو دینار بطور دیت اس عورت کو ادا کرے[1]

[1] فقہائے عامہ میں شافعی کا قول ہے کہ پیٹ کے بچے کی دیت باپ یا ماں کی دیت کا ۱/۲۰ ہے اور ابوحنیفہ کا کہنا ہے کہ خود پیٹ کی دیت ۱/۲۰ ہے (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون ۔ ۲

اگر کوئی شخص کسی حاملہ عورت کو قتل کردے اور اس کے پیٹ کا بچہ بھی مرجائے اور یہ معلوم نہ ہوسکے کہ وہ لڑکا تھا یا لڑکی تو احادیث معتبرہ کے مطابق قول مشہور یہی ہے کہ وہ شخص عورت کی دیت کے ساتھ اس بچے کے عوض نصف دیت مرد کی اور نصف دیت عورت کی ملا کر دے گا لیکن بعض علماء ایسے بچے کی جنس کے تعین کے لیے قرعہ اندازی کے قائل ہیں۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات باب دیتِ جنین میں امیرالمومنینؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

> اسقاط حمل کے نتیجے میں نطفہ کے تلف کرنے کی دیت بیس دینار، علقہ (جمے ہوئے خون) کی چالیس دینار، مضغہ (گوشت کے لوتھڑے) کی ساٹھ دینار، اگر ہڈی بن گئی ہو تو اسّی دینار اور اگر ہڈیوں پر گوشت آ گیا ہو تو اس کی دیت سو دینار ہوگی لیکن اگر اس میں جان پڑ چکی ہو اور وہ لڑکا ہو تو اس کی دیت ایک ہزار دینار اور اگر لڑکی ہو تو پانچسو دینار ہوگی۔

اسی طرح اگر کوئی شخص کسی حاملہ عورت کو قتل کردے اور اس کے پیٹ کا بچہ مذکورہ بالا مراحل طے کر چکا ہو لیکن یہ معلوم نہ ہوسکے کہ وہ لڑکا تھا یا لڑکی تھی اور وہ بچہ ماں سے پہلے مرجائے یا بعد میں دونوں صورتوں میں اس عورت کی پوری اور اس بچے کے لیے نصف دیت مرد کی اور نصف دیت عورت کی وصول کی جائے گی۔

اسی مضمون سے ملتی جلتی محمد بن مسلم ابن مسکان اور عبداللہ بن سنان کی روایات بھی ہیں۔ چنانچہ اگر اس روایت میں اگر کوئی ضعف بھی ہو پھر بھی ان روایات سے اسی حکم کی شہرت ظاہر ہوتی ہے۔[1]

قانون ۳

اگر کوئی شخص جماع کر رہا ہو اور کوئی دوسرا شخص اسے دھمکائے یا کوئی ایسا کام کرے جس سے اس شخص کی منی عورت کی فرج سے باہر گر جائے تو وہ دس دینار بطور دیت کے اسے ادا کرے گا۔ شہرت اور علماء کے اجماع کے علاوہ یہ حکم ظریف بن ناصح کی کتاب اور دیگر روایات میں منقول ہے۔[2]

قانون ۴

اگر کوئی شخص اپنی آزاد دائمی زوجہ کے ساتھ جماع کرتے وقت اس کی مرضی کے بغیر اپنی منی باہر گرا دے تو علماء کے قول کے مطابق وہ شخص نطفہ کی دیت کے طور پر دس دینار اپنی زوجہ کو دے گا۔ لیکن بعض علماء استحباب کے قائل ہیں۔ مشہور علماء نے اصالت عدم سے تمسک کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس صورت میں دیت واجب نہیں ہے۔

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی اور ابوحنیفہ کا قول ہے کہ اس صورت میں پیٹ کے بچے کی دیت وصول نہیں کی جائے گی۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

[2] فقہائے عامہ نے اس حکم سے اختلاف کیا ہے۔ (کتاب خلاق و کتب فقہی عامہ)

قانون ۔ ۵

اگر کوئی شخص کسی ذمی جنین کو مار ڈالے تو مذکورہ قول کے مطابق مجرم کو مسلم جنین کی مانند ذمی جنین کے باپ کی دیت کا دسواں حصہ ادا کرنا ہوگا۔ کافر ذمی کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔ چنانچہ جنین ذمی کی دیت اسّی درہم ہوگی۔ اس روایت کی بنا پر وہ شخص دیت کا یہ دسواں حصہ اس کی ماں کو دے گا۔ لیکن مشہور علمار نے اس روایت سے اختلاف کیا ہے اور ان میں سے بعض علمار نے اس روایت کی اس طرح تاویل کی ہے کہ اگر شکم مادر میں لڑکی ہو تو اس صورت میں دیت اس کی ماں کو دی جائے گی۔ [1]

قانون ۔ ۶

اگر شکم مادر میں کافر ذمی یا مسلم جنین جڑواں ہوں اور کوئی شخص ان دونوں کو ضائع کر دے تو اس پر دگنی دیت واجب ہو جائے گی۔ کیونکہ جرم کی تعداد بڑھ جانے سے سزا کی مقدار میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

قانون ۔ ۷

اگر کوئی شخص جنین کو ضرب لگائے تو اس جرم کی دیت جنین کی پوری

---

[1] فقہار عامہ کا قول ہے کہ ذمی جنین کی دیت اور خون بہا تاوان اور اس کی ماں کو پہنچنے والا النقصان ہے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

دیت کی مناسبت سے لی جائیگی۔ مثلاً اگر کوئی شخص حاملہ عورت کے پیٹ پر ضرب لگائے اور اس کے پیٹ کے بچے کا ہاتھ علیحدہ ہو جائے تو اس شخص کو دیت کے طور پر اسے پچاس دینار دینے ہوں گے۔ کیونکہ مسلم جنین کی پوری دیت سو دینار ہے۔ اس لیے ہاتھ کی دیت اس کے نصف کے برابر یعنی پچاس دینار ہو گی۔ اگر ضرب لگنے کے نتیجے میں پہلے بچے کا ہاتھ ٹوٹے اور بعد میں وہ بچہ بھی مر جائے تو اس صورت میں تداخل ہو جائے گا اور صرف جنین کی دیت ادا کرنی ہو گی۔

اسی طرح اگر ضرب لگانے کے نتیجے میں، بچہ زندہ باہر نکل آئے اور پھر مر جائے تو اس صورت میں بھی اس شخص کو صرف ایک انسان کی پوری دیت ادا کرنی ہو گی۔ چونکہ ان دونوں صورتوں میں تداخل ہے اس لیے ہاتھ کی دیت ساقط ہو جائے گی لیکن اگر بچہ باہر نکلنے کے بعد زندہ رہے تو پھر اسے ہاتھ کی دیت ادا کرنی ہو گی۔

قانون ۸

اگر کوئی عورت کوئی ایسی دوا کھائے یا کوئی ایسا فعل انجام دے جس سے اس کے پیٹ کا بچہ ساقط ہو جائے تو وہ عورت اس کی دیت مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق اس کے وارث مثلاً باپ وغیرہ کو ادا کرے گی۔ لیکن جیسا کہ فروع کافی میں ابی عبیدہ کی روایت میں، بیان ہوا ہے اس دیت میں سے ماں کو کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

میّت کو زخمی کرنے کی دِیت

قانون ۹

کسی مسلمان میت کا سر کاٹنا ایک جنین کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ اس کی دِیَت سو دینار ہے۔ تاہم میت کی دِیَت اس کے ورثاء کو نہیں دی جاتی بلکہ میت کے لیے حج، صدقات اور دیگر نیک کاموں میں صرف کی جاتی ہے۔ لیکن اگر میت مقروض ہے اور اس نے کوئی ایسا مال نہیں چھوڑا جس سے وہ قرضہ ادا ہو سکے یا کم مال چھوڑا ہے کہ اس سے پورا قرضہ ادا نہیں ہو سکتا تو دیت کی یہ رقم اس کے قرضے میں دے دی جائے گی۔ کیونکہ اس کا قرض اس کی میراث میں شامل ہے بلکہ اس سے بھی بالاتر ہے۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں حسین بن خالد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے میت کا سر کاٹ لیا تھا۔ امام جعفر صادقؑ سے اس شخص کی سزا کے بارے میں سوال کیا گیا۔ حضرتؑ نے جواب میں فرمایا:

> خداوندعالم نے میت کے سر کو قطع کرنا ویسے ہی حرام قرار دیا جیسے زندہ آدمی کا سر کاٹنا حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے میت کے ساتھ کوئی ایسا فعل انجام دیا کہ اگر ویسا فعل کسی زندہ شخص کے ساتھ انجام دیا جاتا تو وہ ہلاک ہو جاتا تو اس شخص پر لازم ہے کہ اس کی دیت ادا کرے۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے امام ابوالحسنؑ سے بھی یہی سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا:

امام جعفر صادقؑ نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل درست ہے۔کیونکہ پیغمبر اکرمؐ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص کسی میت کا سر کاٹے یا اس کا پیٹ چاک کرے یا ایسا ہی کوئی اور فعل انجام دے کہ اگر وہ کسی زندہ آدمی کے ساتھ انجام دیا جاتا تو وہ فوت ہو جاتا۔ کیا اس شخص پر لازم ہے کہ وہ اس کی دیت پوری ادا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اس صورت میں پوری دیت واجب نہیں ہوتی، بلکہ مثل جنین (جس میں جان نہ پڑی ہو) سو دینار دیت اس پر لازم ہو جاتی ہے۔ تاہم جنین کی دیت اس کے ورثاء کو دی جاتی ہے لیکن میت کی دیت خود میت کے لیے صرف کی جاتی ہے اور اس کے ورثاء کو کچھ نہیں دیا جاتا۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے پوچھا کہ ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

حضرت نے فرمایا: جنین سے مستقبل میں فائدہ پہنچنے کی امید ہوتی ہے لیکن میت اپنی زندگی اور منفعت ختم کر کے لوگوں کے درمیان سے جا چکی ہوتی ہے اس لیے اگر کوئی اس کے اعضاء کو قطع کرے تو اس کی دیت خود میت ہی کے لیے صرف کی جاتی ہے اور کسی دوسرے کو کچھ نہیں دیا جاتا۔ چنانچہ اس مال سے اس میت کے لیے حج بدل کروایا جاتا ہے یا اس

اس کی جانب سے نیک کاموں میں خرچ کیا جاتا ہے۔

قانون نمبر ۱۰

اگر کوئی شخص کسی میت کو ضرب لگائے تو اس ضرب کے نتیجے میں پہنچنے والے نقصان کی دیت کو پوری دیت یعنی سو دینار کی مناسبت سے معین کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص میت کا ہاتھ کاٹ دے تو اس کی دیت پچاس دینار ہوگی۔ کیونکہ ہاتھ کی دیت کل دیت کے نصف کے برابر ہوتی ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص میت کے سر پر موضحہ زخم (ایسا زخم جو ہڈی کی سفیدی کو واضح کر دے) لگائے تو اسے اس کی دیت کے طور پر پانچ دینار دینے ہوں گے۔ قول مشہور کے مطابق میت کی دیت کے مسئلے میں مرد، عورت اور بڑے چھوٹے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کیونکہ معصومؑ کی روایت کے مطابق میت اس جنین کی مانند ہے جس میں ابھی جان نہ پڑی ہو۔ اس لیے ہر میت مطلقاً اس زمرے میں شمار ہوتی ہے۔

قانون نمبر ۱۱

کافر ذمی کی میت کو زخم لگانے کی دیت میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ اس کی پوری دیت کا دسواں حصہ ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ اس کی دیت کچھ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ روایت میں صرف مسلمان کی میت کے لیے عمومی حکم موجود ہے اور غیر مسلم میت کے بارے میں حکم کا موجود نہ ہونا اس مسئلے میں دیت کے عدم وجوب کو ظاہر کرتا ہے۔

قانون ۱۲

اگر کوئی شخص عمداً یا شبہ عمد کے نتیجے میں ایک جنین ضائع کردے یا کسی میت کا سر کاٹ دے تو وہ اپنے مال سے اس کی دیت ادا کرے گا لیکن اگر اس شخص نے یہ فعل خطاً اور غلطی کے نتیجے میں انجام دیا ہے تو جنین کی دیت مجرم کے عاقلہ تین سال کے عرصہ میں ادا کریں گے۔ مگر میت کو غلطی سے زخم لگانے کی دیت کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ چنانچہ بعض کا قول ہے کہ اس کی دیت مجرم کے عاقلہ پر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ دیت خود مجرم پر واجب ہے اور بعض کا قول ہے کہ کسی میت کو غلطی سے زخم لگانے کی کوئی دیت نہیں ہے۔ لیکن اس صورت میں وہ کفارہ کو واجب جانتے ہیں۔ جیسا کہ حسین بن خالد کی روایت میں ہے کہ وہ مجرم دو ماہ تک پے درپے روزے رکھے یا ایک غلام کو آزاد کرے یا ۶۰ آدمیوں کو کھانا کھلائے[1]

---

[1] فقہاء عامہ کے مابین میت کو زخم لگانے کی کوئی بھی دیت واجب اور مقرر نہیں ہے (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)۔

دُوسرا باب

عاقِلہ کے معنیٰ

عاقلہ پر دِیَت کے وُجوب کے بارے میں ۱۶ قوانین ہیں۔

قانون ۱

لفظ عاقِلہ، عقل سے مشتق ہے اور جمع کی صورت میں تائے تانیث بڑھادی گئی ہے۔ لفظ "عقل" تین معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اس کے تینوں معانی یہاں پر مناسب اور موزوں ہیں۔

اول: عقل کے معنی ہیں "بند ہونا" چونکہ عرب میں یہ رسم تھی کہ اگر کوئی شخص کسی کو قتل کردیتا تھا تو قاتل کے رشتہ دار مقتول کے ورثاء کو راضی کرنے کے لیے دِیَت کے اونٹ اس کے گھر پہ جاکر باندھ دیتے تھے تاکہ عاقلہ کی جانب سے مقتول کے ورثاء کو دِیَت اور خون بہا ادا کرنے سے ان کی زبان بند ہوجائے۔

دوئم : عقل کے معنی منع کرنے اور کسی کام سے باز رکھنے کے ہیں۔ چنانچہ اس مناسبت سے عاقلہ مقتول کی دیت کی ادائیگی کے خوف سے اپنے عزیزوں کو ایسے افعال سے روکتے تھے کہ جن کے نتیجے میں کسی کے غلطی سے قتل ہو جانے کا امکان ہو۔ عاقل کو بھی اسی مناسبت سے عاقل کہا جاتا ہے کہ اس کی قوت عاقلہ اسے ہر نقصان دہ کام سے روک کر رکھتی ہے۔

سوئم : عقل کے تیسرے معنی دیت ہیں۔ چونکہ وہ دیت اور خون بہا کی ادائیگی کے ضامن ہوتے ہیں، اسی سبب سے انہیں عاقلہ کہتے ہیں۔ لیکن شرعی اعتبار سے عقل کے دوسرے معنی یعنی "منع کرنا" زیادہ مناسب ہیں چنانچہ شیخ نظام الدین ساوجی نقل کرتے ہیں کہ شاہ عباس صفوی ایک روز شیخ بہائی قدس سرہ کے درس میں حاضر ہوئے تو وہاں عاقلہ پر بحث ہو رہی تھی۔ جب شاہ نے عاقلہ کے معنی دریافت کیے تو شیخ نے فرمایا کہ عاقلہ وہ گروہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو غلطی سے قتل کر دے تو وہ گروہ اس کی دیت ادا کرتا ہے۔ اس پر شاہ نے پوچھا کہ کوئی شخص کسی کو کیوں قتل کرتا ہے اور کیوں دوسرے لوگ اس کی دیت ادا کرتے ہیں؟ شیخ نے فرمایا کہ جب انہیں معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان کے آدمیوں میں سے کسی نے قتل کیا تو انہیں دیت ادا کرنی پڑے گی تو وہ اس چیز کا خیال رکھتے ہیں کہ کوئی ایسا جرم نہ کرے جس کی دیت انہیں ادا کرنی پڑے۔ شاہ عباس نے کہا کہ شاید اس میں یہ حکمت ہے کہ ایک مجرم کے رشتہ دار اس کا تاوان ادا کریں گے تو وہ ان کا احسان مند ہو جائے گا اور آئندہ ایسا کام نہیں کرے گا۔

عاقلہ اور ان کی قسمیں

قانون ۲

عاقلہ ان افراد کو کہتے ہیں جو کسی کی جانب سے قتل خطاء اور ضرب خطأ کے جرم کی دیت ادا کرتے ہیں۔ ان کی چار اقسام ہیں:

اول: مجرم کے عزیز و اقارب

دوئم: مجرم کا سابقہ آقا (مجرم پہلے اس کا غلام رہا ہو)۔

سوئم: ضامن جریرہ، وہ شخص جس نے حاکم شرع کے سامنے اقرار کیا ہو کہ اگر یہ آدمی کسی جرم کا ارتکاب کرے گا تو میں اس کا ذمہ دار ہونگا۔

چہارم: امام وقت اگر کسی مجرم کے عاقلہ میں مندرجہ بالا تینوں اقسام میں سے کوئی بھی نہ ہو تو اس کی دیت امام وقت ادا کریں گے اور جب مجرم مرجائے گا تو اس کی میراث بھی امام ہی کو ملے گی۔

قانون ۳

عاقلہ میں شامل ہونے والے عزیز و اقارب کے تعین میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ عاقلہ سے مراد وہ عزیز و اقارب ہیں جو قاتل کی ماں اور باپ یا باپ کی طرف کے عزیز ہوں۔ صرف ماں کی طرف کے عزیز نہیں ہونے چاہئیں۔ چنانچہ باپ دادا، سگے بھائی، بھتیجے، چچا اور چچا زاد بھائی وغیرہ عاقلہ میں شامل ہوں گے، خواہ وہ قاتل کے مرنے پر اس کی

میراث کے حقدار نہ بھی ہوں۔ بعض کا قول ہے کہ عاقلہ میں وہ رشتہ دار شامل ہیں جو قاتل کے مرنے پر اس کی میراث کے حقدار ہوں لیکن قول اول ہی مشہور ہے۔

قانون ۴

عاقلہ کے لیے شرط ہے کہ وہ بالغ، عاقل، غنی اور دیت ادا کرنے پر قادر ہوں۔ چنانچہ نابالغ، دیوانہ، فقیر، عورت اور جو دیت ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا، یہ لوگ عاقلہ میں شامل نہیں اور قتل خطاء کی دیت ان پر واجب نہیں ہے۔

قانون ۵

اگر غلطی سے لگنے والے زخم کی دیت زخم موضحہ کی دیت یعنی پوری دیت کے بیسویں حصے کے برابر یا اس سے زیادہ ہوجائے تو مجرم کے عاقلہ اس زخم کی دیت ادا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ علماء کے درمیان اس مسئلے پر کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن اگر غلطی سے لگنے والے زخم کی دیت موضحہ کی دیت سے کم ہے تو اس میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اس صورتِ حال میں خود مجرم کو اپنے مال سے دیت ادا کرنی چاہیے۔ جیسا کہ ابن فضال کی روایت میں آیا ہے لیکن بعض علماء اس روایت کو ضعیف سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیت اس کے عاقلہ ہی کو ادا کرنی چاہیے لیکن چند علماء نے اصل برائت کی رو سے اس روایت کی تائید کرتے ہوئے قول اول

کو ترجیح دی ہے۔

قانون ۶

عاقلہ کے افراد کے درمیان دیت کے حصے کے تعین میں علماء کے درمیان اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ کوئی مقدار معین نہیں ہے اور حاکم شرع ہر فرد کی حیثیت کو دیکھ کر اس کے لیے حصہ معین کرے گا۔ لیکن بعض کا کہنا ہے کہ ان میں سے جو مالدار ہوں ان سے نصف دینار اور جو فقیر ہوں ان سے ایک چوتھائی دینار لیا جائے گا۔ تاہم پہلا قول مشہور ہے۔

قانون ۷

قول مشہور یہ ہے کہ دیت کی ادائیگی کے سلسلے قاتل کے قریبی عزیز و اقارب دور کے عزیزوں پر مقدم ہیں۔ اگر قریب کے عزیز دیت ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں تو پھر دور کے اعزا کی جانب رجوع کیا جائے گا۔ اس بنا پر باپ، دادا اور ان کے بیٹے جو قریب ترین عزیز ہیں، سب سے پہلے ان سے دیت وصول کی جاتے گی۔ اگر وہ بھی اس قابل نہ ہوں تو ان کی اولاد سے لی جائے گی۔ اگر وہ بھی اس قابل نہ ہوں تو دادا کے چچاؤں سے اور اگر وہ بھی قدرت نہ رکھتے ہوں تو ان کی اولاد سے لی جائے گی۔ اگر کوئی بھی نسبتی عزیز دیت ادا کرنے کے قابل نہ ہوں تو دیت قاتل کے سابقہ آقا سے لی جائے گی اور اگر سابقہ آقا موجود نہ ہو یا دیت ادا کرنے کے قابل نہ ہو تو دیت کی وصولی کے لیے اس کے باپ سے اور اگر وہ بھی نہ ہو تو قاتل کے ضامن جریرہ

کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اگر وہ بھی موجود نہ ہو تو پھر دیت کی وصولی کے لیے امامِ وقت کی طرف رجوع کریں گے۔

قانون ۸

اگر کسی شخص نے غلطی سے کسی کو زخمی کر دیا ہو اور اس کے عاقلہ ضامن جریرہ یا سابقہ آقا میں سے کوئی نہ ہو تو دیت ادا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس صورت میں دیت کی ادائیگی کے لیے امام وقت یا نائب امام کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

قانون ۹

اگر عاقلہ کے بعض افراد حالتِ سفر میں ہوں تو ان کے حصے کی دیت موجود افراد پر تقسیم نہیں کی جائے گی بلکہ ان کی سفر سے واپسی کا انتظار کیا جائے گا یا وہ افراد حاکم شرع کو لکھ دیں کہ ان کا حصہ ان کے فلاں عزیز سے وصول کر لیا جائے یا وہ اپنا حصہ بھیج دیں۔

قانون ۱۰

غلطی سے لگ جانے والے زخم کی دیت زیادہ سے زیادہ تین برس کی مدت میں وصول کر لینی چاہیے۔ قتل خطا میں مقتول کی موت کے وقت سے سال کی ابتدا ہوتی ہے اور غلطی سے لگنے والے زخم کی صورت میں وہ زخم اگر بدن کے دوسرے حصوں میں سرایت نہیں کر گیا تو سال کی ابتدا زخم لگنے

کے وقت سے ہوگی۔ اگر وہ زخم بدن کے دوسرے حصوں میں سرایت کر گیا ہو مثلاً کوئی شخص کسی کی انگلی قطع کردے اور زخم ہاتھ کی ہتھیلی تک پھیل جائے اور ہتھیلی ضائع ہوجائے تو اس کی مدت کے تعین کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ مدت اس وقت سے شمار کی جائے گی جب اس زخم نے پھیلنا شروع کیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ مدت کا شمار اس وقت سے ہوگا جب زخم کے نتیجے میں ہاتھ کی ہتھیلی ضائع ہوئی۔ تاہم پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔

قانون ۱۱

مندرجہ ذیل مواقع پر عاقلہ پر کچھ واجب نہیں بلکہ قاتل خود دیت کا ذمہ دار ہے۔

اول: وہ قتل یا زخم جو مقتول یا زخمی کے ورثاء کے قسم کھانے سے ثابت ہوا ہو۔

دوئم: وہ قتل خطاء یا زخم خطاء جو خود قاتل یا زخم لگانے والے کے اقرار سے ثابت ہوا ہو لیکن اگر جرم عاقلہ کے اقرار یا دو عادل افراد کی گواہی سے ثابت ہو تو اس کی دیت عاقلہ پر واجب ہے۔

سوئم: کسی نے غلطی سے اپنے آپ کو قتل کر لیا ہو۔

چہارم: قتل عمد اور زخم عمد کی صورت میں فریقین نے دیت پر صلح کر لی ہو۔ چنانچہ فروع کافی اور وسائل الشیعہ، کتاب دیات میں ابی بصیر نے امام محمد باقرؑ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

قتل عمد اور زخم عمد کی صورت میں عاقلہ دیت کے ضامن

نہیں ہیں اور اگر مجرم کے اقرار یا فریقین کی صلح کے نتیجے میں دیت ثابت ہو تو پھر بھی عاقلہ ذمہ دار نہیں ہوں گے۔"

قانون ۱۲

اگر کوئی کافر ذمی کسی مسلمان کو غلطی سے قتل یا زخمی کردے تو اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو اس غلام کی طرح جس کا آقا اس کے جرم کی دیت کا ضامن ہوتا ہے اس کافر ذمی کی دیت امام وقت ادا کریں گے۔ کیونکہ اس سے جزیہ وہی وصول کرتے ہیں۔

قانون ۱۳

اگر کسی کا غلام یا حیوان کسی دوسرے کو غلطی سے مار ڈالے یا زخمی کردے تو اس کے عاقلہ اس کے ضامن نہیں ہوں گے۔

قاتل کا دیت میں حصہ

قانون ۱۴

اگر باپ اپنے بیٹے کو عمداً یا شبہ عمد کے عنوان سے قتل کردے تو باپ دیت بیٹے کے ورثار کو ادا کرے گا اور خود باپ کو بیٹے کی دیت اور میراث سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ اگر مقتول کا کوئی وارث نہ ہو تو امامؑ یا نائب امام دیت کے وارث ہوں گے۔

چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب قصاص میں علا بن الفضیل نے امام جعفر صادق ؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

باپ کو بیٹے کے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا لیکن بیٹے کو باپ کے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ تاہم ان دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے کو قتل کر دے تو وہ مقتول کی میراث کا حقدار نہیں ہوگا۔

قانون ۱۵

اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو غلطی سے قتل کر دے تو اس کی دیت اس کے عاقلہ ادا کریں گے۔ اس صورت میں باپ کے اپنے مقتول بیٹے کی میراث پانے کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ وہ مطلقاً میراث نہیں پائے گا اور بعض کا کہنا ہے کہ وہ مطلقاً میراث پائے گا اور کچھ علماء نے کہا ہے کہ وہ دیت کے علاوہ اس کے مال میں سے میراث پائے گا۔ چنانچہ جب مقتول کا باپ اس کی میراث نہیں پائے گا اور عاقلہ کے علاوہ مقتول کا کوئی اور وارث موجود نہیں تو اس صورت میں دیت ساقط ہو جائے گی لیکن اگر مقتول کا باپ میراث پائے گا تو اس صورت میں علماء کے مابین اختلاف ہے کہ کیا دیت عاقلہ سے وصول کی جائے گی۔ بعض علماء کا قول ہے کہ عاقلہ سے دیت وصول نہیں کی جائے گی۔

قانون ۱۶

اگر کوئی شخص کسی کو عمداً یا شبہ عمد کے انداز میں قتل کر کے بھاگ جائے

اور دیت کی ادائیگی کے لیے اس کے پاس مال موجود نہ ہو تو اس کتاب کے حصہ دوئم میں قصاص کے احکام میں مذکور روایت کے مطابق اس کے عاقلہ کو مقتول کی دیت ادا کرنی پڑے گی۔

تیسرا باب

حیوان کو مارنے کی سزا

اس باب میں نو قوانین بیان کیے گئے ہیں:

قانون ۱

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے حلال گوشت حیوان مثلاً بکری یا گائے کو اس کے مالک کی مرضی کے بغیر ذبح کر دے تو چونکہ زندہ اور مُردہ میں فرق ہوتا ہے اس لیے ذبح کرنے والا اس جانور کے ضائع ہو جانے کی وجہ سے اس کے مالک کو تاوان ادا کرے گا۔

کیا اس حیوان کا مالک اس حیوان کی قیمت طلب کر سکتا ہے؟ اس مسئلے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ اس کی قیمت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس حیوان کا حقیقی فائدہ ختم ہو گیا ہے۔ لیکن بعض علماء کا کہنا ہے کہ مالک اس کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ چونکہ ذبیحہ کی کوئی قیمت

نہیں رہی اور وہ اس کی ملکیت سے خارج ہو گیا ہے لیکن یہ صرف اس صورت میں ہے کہ ذبح ہو جانے کے بعد اس حیوان کی کوئی قیمت نہ رہے۔ البتہ اس صورت میں مالک اس کے ضائع ہو جانے کی وجہ سے اس کی قیمت طلب کر سکتا ہے۔ یہ قول زیادہ مشہور اور زیادہ بہتر ہے۔

قانون ۲

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے حلال گوشت حیوان کو ذبح نہ کرے بلکہ اسے یونہی مار کر مردار میں تبدیل کر دے تو مارنے والے کو چاہیے کہ مرتے وقت حیوان کی جو قیمت تھی وہ اس کے مالک کو ادا کرے۔ اگر اس حیوان کے بدن کے کچھ اجزا جن سے نفع حاصل ہو سکتا ہے مثلاً کھال، اون، پر وغیرہ باقی رہ جائیں تو وہ مالک کا مال ہے اور ان کی قیمت حیوان کی قیمت سے منفی کر دی جائے گی۔ اسی طرح سدھائے جانے والے غیر حلال گوشت جانور جن کا گوشت پاک ہو سکتا ہے۔ مثلاً شیر، چیتا اور ہاتھی وغیرہ کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص ان کے مالک کی اجازت کے بغیر انہیں ذبح کر ڈالے تو اسے چاہیے کہ زندہ اور مردہ جانور کی قیمت میں جو فرق ہوتا ہے اسکا لحاظ رکھتے ہوئے تاوان مالک کو ادا کرے لیکن اگر ذبح کیے بغیر ویسے ہی مار ڈالے تو وہ اس جانور کی قیمت مالک کو ادا کرے گا اور اگر اس جانور کے جسم کے اجزا قیمتی ہیں مثلاً ہاتھی کی ہڈی اور دانت وغیرہ تو ان اجزاء کی قیمت اس جانور کی قیمت میں سے منفی کر دی جائے گی۔

قانون ۳

اگر کوئی شخص کسی حلال گوشت یا حرام گوشت حیوان کو ضرب لگائے مثلاً اس کے کسی عضو کو قطع کر دے یا اس کی ہڈی توڑ دے یا اس کا حمل ضائع کر دے تو اکثر بلکہ مشہور علماء کا قول ہے کہ ضرب لگنے سے پہلے اور ضرب لگنے کے بعد والی قیمت کے درمیان فرق بطور تاوان اس کے مالک کو ادا کرے لیکن شرط یہ ہے کہ اس ضرب سے وہ حیوان زندہ رہے اور ضائع نہ ہو جائے۔ لیکن اگر ضائع ہو جائے تو پھر مندرجہ بالا احکام کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص کسی حیوان کی آنکھ ضائع کر دے تو اس حیوان کی قیمت کا ایک چوتھائی اس کے مالک کو ادا کرے گا۔ اگر اس ضرب کے نتیجے میں حمل ضائع ہو جائے تو جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے وہ دسواں حصہ مالک کو ادا کرے۔ تاہم مشہور علماء نے اس پر عمل نہیں کیا ہے۔

قانون ۴

کوئی کتا پاک ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی کتے کو مار دینے سے اس کا گوشت اور جسم کے اعضاء حلال ہو جاتے ہیں اور نہ ہی اس طرح سے کوئی ان کا مالک قرار پاتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص سوائے مندرجہ ذیل چار قسم کے کتوں کے کسی کتے کو مار ڈالے تو اسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔

اول: شکاری کتا جسے سگِ معلم بھی کہتے ہیں لیکن اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا ہر وہ کتا جسے شکار کی تربیت دی گئی ہو، اس کے بارے

میں یہی حکم ہے یا یہ کہ حکم صرف سلوقی کتے کے لیے ہے جو یمن کے ایک گاؤں سلوق سے منسوب ہے۔ اکثر علماء قدس سرہم نے فرمایا ہے کہ یہ حکم صرف سلوقی کتے سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر وہ کتا جسے شکار کی تعلیم دی گئی ہو وہ اسی ضمن میں شمار ہوتا ہے۔

چنانچہ اگر کوئی شخص کسی شکاری کتے کو مار ڈالے تو وہ اس کی دیت کا ضامن ہوگا۔ لیکن اس کی دیت کی مقدار میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اس کی بازاری قیمت ادا کی جائے گی اور بعض مشہور علماء کا کہنا ہے کہ اس کی دیت ۴۰ درہم ہے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں عبدالاعلیٰ اعین نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

امیر المومنین علیؑ کی کتاب میں شکاری کتے کی دیت چالیس درہم لکھی ہے۔

دوئم و سوئم: بکریوں اور کھیتی باڑی کی حفاظت کرنے والے کتے جن کی دیت کی مقدار میں بھی علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی بازاری قیمت دی جانی چاہیئے۔ لیکن بعض مشہور علماء کا کہنا ہے کہ بکریوں کی حفاظت کرنے والے کتے کی دیت ایک بکری اور کھیتی باڑی کی حفاظت کرنے والے کتے کی دیت ایک قفیز (۴۸ سیر) گیہوں ہے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں ابو بصیر نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

رسول اکرمؐ نے شکاری کتے کی دیت ۴۰ درہم، بکریوں کی حفاظت کرنے والے کتے کی ایک بکری اور کھیتی باڑی کی

حفاظت کرنے والے کتے کی ایک جریب گندم اور گھر کی حفاظت کرنے والے کتے کی دیت ایک گھڑا مٹی (یعنی اس کی دیت کچھ بھی نہیں) مقرر کی ہے۔

چہارم: باغ کی حفاظت کرنے والا کتا۔ اس کی دیت میں بھی اختلاف ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ بازار کی قیمت یا جو قیمت عرفِ عام میں ہو وہ دینی چاہیے۔ لیکن اکثر بلکہ مشہور علماء کا قول ہے کہ اس کی دیت بیس درہم ہے۔ مگر اس کی سند نہیں ملتی۔

مالی وزرعی نقصان کی سزا

قانون نمبر ۵

اگر کوئی مسلمان کسی ذمی مثلاً یہودی و عیسائی کی شراب یا جوئے وغیرہ کے آلات ضائع کردے، جن کا استعمال ان کے مذہب میں جائز ہے تو اگر وہ ان چیزوں کو پوشیدہ طور پر استعمال کرتے تھے تو ان چیزوں کی جو قیمت وہ خود بتائیں، ان چیزوں کو توڑنے والا مسلمان وہ قیمت ادا کرنے کا ضامن ہے لیکن اگر وہ ان چیزوں کو علانیہ استعمال کرتے تھے اور اس مسلمان نے ان چیزوں کو ضائع کردیا تو وہ ان کی قیمت ادا کرنے کا ضامن نہیں ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے ذمیت کی شرائط کے خلاف عمل کیا ہے۔ لیکن اگر وہ چیزیں کسی مسلمان کے گھر میں ہوں اور کوئی دوسرا شخص انہیں ضائع کردے تو وہ مطلقاً ضامن نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ مسلمان ان کا مالک نہیں ہے۔

قانون ۶

اگر کسی کا حیوان کسی دوسرے کے کھیت یا باغ کو نقصان پہنچائے تو اکثر قدیم علماء نے فرمایا ہے کہ اگر رات کے وقت نقصان پہنچایا ہو تو حیوان کا مالک نقصان کا ضامن ہے اور اگر نقصان دن میں پہنچایا ہو تو ضامن نہیں ہے۔
اس بارے میں کئی روایات وارد ہوئی ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ جانور دن کے وقت چرنے پر مجبور ہیں اس لیے کھیت والوں پر واجب ہے کہ دن کے وقت کھیتوں کی حفاظت کریں اور رات کے وقت حیوان کے مالک پر واجب ہے کہ وہ حیوان کی حفاظت کرے۔ تاہم اکثر علماء متاخرین نے دن رات کے فرق کو اہمیت نہیں دی۔ کیونکہ حیوان کا مالک دن اور رات دونوں میں اپنے حیوان کی حفاظت کرنے کا ذمہ دار ہے۔ چنانچہ اگر اس نے حیوان کی حفاظت کرنے میں کوتاہی کی ہے تو وہ نقصان کا ضامن ہے اور اگر کوتاہی نہیں کی تو ضامن نہیں ہے۔

قانون ۷

اگر ایک بچہ کسی کوتاہی کا مرتکب ہو یا ارتکاب گناہ کرے تو اس کے ولی اور معلم کے لیے جائز ہے کہ اصلاح کی خاطر اسے مارے اگر مارنے کے نتیجے میں بچے کے بدن کی وہ جگہ سرخ نیلی یا کالی ہو جائے تو وہ دیت کے ضامن ہوں گے اور وہ دیت خود اس بچے کی ملک ہو گی لیکن اگر وہ اس ضرب سے مر جائے تو دیت اس کے وارث کو ملے گی۔

قانون ۸

اگر کوئی مرد ازراہِ مزاح اپنی بیوی کے جسم کو دانتوں سے اس طرح نوچے کہ وہ جگہ سرخ، نیلی یا سیاہ ہو جائے تو وہ اس کی دیت اپنی زوجہ کو دے گا لیکن اگر بیوی اسے بری الذمہ قرار دیدے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس طرح اگر اس کے برعکس ہوا ہو تو پھر بھی یہی حکم ہے۔

قانون ۹

اگر حجام وغیرہ کسی کے سر کو زخمی کر دے یا حمام میں مالش کرنے والا کسی کے بدن کو اس زور سے رگڑے کہ وہ جگہ سرخ ہو جائے تو انہیں اس کی دیت دینی ہو گی۔ لیکن اگر حجامت بنوانے والا یا مالش کروانے والا انہیں چھوڑ دے تو پھر کچھ واجب نہیں ہے۔

چوتھا باب

قتل کا کفّارہ

اِس باب میں آٹھ قوانین بیان کیے گئے ہیں:

قانون ۱

اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو عمداً قتل کر دے تو اس پر کفّارہ جمع یعنی دو ماہ کے پے در پے روزے رکھنا، ایک غلام کو آزاد کرنا اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا واجب ہوتا ہے۔ مشہور قول یہ ہے کہ یہ کفّارہ قاتل پر واجب ہوگا۔ قتل کا حکم دینے والے یا قتل کا سبب بننے والے پر یہ کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ اسی طرح مقتول کے مرد یا عورت، عاقل یا دیوانہ، بالغ یا کمسن، آزاد یا غلام ہونے یا مقتول کے قاتل کا غلام یا لونڈی ہونے سے کفارے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

قانون ۲

اگر قتل عمد میں مقتول کے ورثا قصاص نہ لیں اور معاف کردیں یا دیت لینے پر راضی ہوجائیں یا حاکم کے نزدیک قتل ثابت نہ ہو تو ان تمام صورتوں میں علماً کے درمیان بغیر کسی اختلاف کے قاتل پر واجب ہے لیکن اگر قاتل سے قصاص لیا جائے تو پھر اس صورت میں کفارہ کے واجب ہونے کے بارے میں علماً کے درمیان اختلاف ہے۔ اکثر علماً کے نزدیک اس صورت میں بھی اس پر کفارہ واجب ہے اور وہ اسکے مال سے ادا کیا جائے گا۔ بعض کا کہنا ہے کہ قصاص لینے کی صورت میں کفارہ ساقط ہو جاتے گا۔

فروع کافی کتاب دیات میں عبداللہ بن سنان اور ابن بکیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ سے پوچھا گیا کہ اگر ایک مومن نے کسی دوسرے مومن کو عمداً قتل کردیا ہو تو کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے ؟

آپ نے فرمایا: اگر قتل کا سبب مقتول کا دین اور ایمان ہے تو پھر قاتل کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ لیکن اگر قاتل نے مقتول کو کسی دنیاوی فائدے یا غصے کی وجہ سے قتل کیا ہے تو اس کی توبہ یہ ہے کہ مقتول کے ورثاء اس سے قصاص لیں۔ اگر مقتول کے ورثاء اس کے جرم سے واقف نہ ہوں اور قاتل خود ان کے پاس جا کر اقرار کرے اور مقتول کے ورثاء اس کو معاف کردیں اور قصاص میں قتل نہ کریں تو قاتل انہیں دیت ادا کرے اور اللہ کی راہ میں ایک غلام کو آزاد کرے، دو ماہ تک پے در پے روزے رکھے اور ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے

اس کا یہ عمل خداوند عالم کے حضور اس کی توبہ تصور ہو گا۔[1]

قانون ۳

قتل شبہ عمد اور قتل خطاء کی صورت میں کفارۂ مرتبہ واجب ہے۔ یعنی قاتل ایک غلام آزاد کرے اور اگر ایسا کرنے سے عاجز ہے تو پے در پے دو ماہ تک کے روزے رکھے اور اگر اس سے بھی عاجز ہے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

قانون ۴

اگر کوئی مسلمان میدان جنگ میں کسی مسلمان کو کسی کافر کے اشتباہ میں قتل کر دے تو اس پر قتل خطاء کا کفارہ واجب ہو گا اور اسے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اس کی دیت کے متعلق علماء میں اختلاف ہے۔ اکثر علماء کا کہنا ہے کہ اس پر مطلقاً دیت واجب نہیں ہے اور بعض کا قول ہے کہ اگر وہ کافروں کے ہاتھوں اسیر تھا تو دیت واجب ہے اور اگر خود اپنی مرضی سے کافروں کے پاس چلا گیا تھا تو دیت واجب نہیں ہے۔ لیکن بعض علماء کے بقول احتیاط اس چیز میں ہے کہ مطلقاً دیت واجب ہے۔

---

[1] فقہاء عامہ میں سے شافعی اور مالک کا قول ہے کہ قتل عمد میں کفارہ واجب ہے لیکن ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا قول ہے کہ کفارہ واجب نہیں ہے۔
(کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

اگر کوئی شخص ایسے کفار کے شہر میں جن کا مسلمانوں سے معاہدہ ہو کسی مسلمان کو از روئے خطا قتل کر دے تو اس پر کفارہ اور دیت دونوں واجب ہوں گے۔ فروع کافی کتاب دیات میں علی بن ابراہیم کا قول ہے کہ وہ قتل اور زخم جس میں دیت لازم ہے اور قصاص جائز نہیں ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اگر ایک شخص کسی دوسرے شخص کے ساتھ مذاق کر رہا ہو اور بغیر کسی قسم کے غصے کے اپنے ہاتھ یا پاؤں سے اسے مارے اور وہ اتفاقاً مر جائے تو اس صورت میں اس پر دیت واجب ہے لیکن اس سے دیت اس صورت میں لی جائے گی جب یہ ثابت ہو جائے کہ وہ قتل کا ارادہ نہ رکھتا تھا۔ اس کے بعد اس پر کفارہ بھی لازم ہے یعنی وہ دو ماہ تک پے در پے روزے رکھے یا ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ آدمیوں کو کھانا کھلائے۔ نیز توبہ استغفار کرے اور عہد کرے کہ دوبارہ اس گناہ کا ارتکاب نہ کرے گا۔

علی بن ابراہیم نے اقسام قتل کے سلسلہ میں قرآن کی اس آیت سے استدلال کیا ہے جس میں خداوند عالم فرماتا ہے کہ ایک مومن کے لیے ناحق کسی مومن کو قتل کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر کوئی مومن کسی دوسرے مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو اس پر ایک مومن غلام کو آزاد کرنا اور مقتول کے وارثوں کو پوری دیت ادا کرنا لازم ہے لیکن اگر مقتول کے ورثاء قاتل کو دیت معاف کر دیں تو وہ بری ہے۔ اس کے بعد علی بن ابراہیم نے بقیہ آیت وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ[1] سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر کوئی مومن

---

[1] سورۂ نساء۔ آیت ۹۱

کفار ومشرکین کے درمیان موجود ہو اور پھر ان کفار اور مسلمانوں کے درمیان جنگ چھڑ جائے اور وہ مومن کسی مسلمان کے ہاتھوں مارا جائے تو اس کے لیے دیت نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ ہر وہ مومن جو کفار حربی کے درمیان موجود ہو اور جنگ میں مارا جائے تو اس کے لیے کوئی دیت یا قصاص نہیں ہوگا لیکن اگر کوئی مومن ایسے گروہ کفار کے درمیان موجود ہو جن سے رسول اکرمؐ یا امامؑ نے معاہدہ کر رکھا ہو اور کوئی مسلمان یا مومن اسے غلطی سے قتل کر دے تو اس پر دیت اور کفارہ واجب ہو جائے گا۔

قانون ۵

اگر چند آدمی جان بوجھ کر یا بھولے سے کسی شخص کو قتل کر دیں تو ان میں سے ہر ایک پر کفارہ واجب ہے اور اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک نے قتل میں حصہ لیا ہے[1]

قانون ۶

اگر کوئی بچہ یا کوئی دیوانہ کسی کو قتل کر دے تو اس پر کفارہ واجب ہونے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے بچے اور دیوانے پر کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان کا ولی اور سرپرست ان کے مال سے غلام کو

---

[1] فقہائے عامہ نے بھی یہی کہا ہے کہ ان میں سے ہر ایک پر کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)۔

آزاد کرے گا، ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیگا اور بالغ اور عاقل ہو جانے کے بعد وہ خود دو ماہ تک پے درپے روزے رکھیں گے لیکن اگر وہ بالغ ہونے سے پہلے مر جائیں تو ان کے مال سے روزہ کی اجرت دی جائے گی لیکن بہت سے علمار کا قول ہے کہ کفارہ ان سے ساقط ہے اور کفارہ واجب ہونے کی صورت میں انہیں قتل خطا کا کفارہ ادا کرنا ہوگا کیونکہ ان کا قتل عمد قتل خطا شمار ہوتا ہے[1]

قانون ۷

اگر حاملہ عورت یا کوئی دوسرا کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے اس کا حمل ساقط ہو جائے تو قول مشہور کے مطابق اگر اس میں روح داخل ہو چکی تھی تو کفارہ واجب ہے اور اگر روح داخل نہیں ہوئی تھی تو کفارہ واجب نہیں[2]

قانون ۸

اگر ایک مسلمان کسی کافر ذمی یا غیر ذمی کو عمداً یا غلطی سے قتل کر دے تو بلا اختلاف اس پر کفارہ واجب نہیں ہے[3] کیونکہ اس کفارے کے واجب ہونے میں شک ہے اور اس پر اصل برائت کا حکم جاری ہوتا ہے۔

---

[1] فقہار عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ ان پر کفارہ واجب ہے (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)۔ [2] فقہار عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

[3] فقہار عامہ میں سے شافعی اور ابو حنیفہ وغیرہ کا قول ہے کہ کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)۔

پانچواں باب

پالتو جانوروں کو تکلیف پہنچانے کی سزا

اس باب میں پالتو جانوروں کو تکلیف پہنچانے کی سزا کے بارے میں چار قوانین بیان کیے گئے ہیں:

قانون ۱

کسی حیوان کے مالک کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اسے بھوکا پیاسا رکھے اور گرمی سردی سے اس کی حفاظت نہ کرے یا اسے خواہ مخواہ مارے اور خاص طور سے اس کے سر اور چہرہ پر ضربیں لگائے۔ اسی طرح بار برداری کے کام آنے والے حیوان کے مالک کے لیے یہ بھی جائز نہیں ہے کہ وہ اس پر حد سے زیادہ وزن لادے۔

چنانچہ وسائل الشیعہ[1] میں امام جعفر صادقؑ نے اپنے اجداد علیہم السلام

[1] کتاب حج، باب چوپاؤں کے حقوق بسند محمد بن علی بن الحسین

سے نقل کیا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

حیوان کے مالک پر چند امور لازم ہیں:

۱۔ دوران سفر اور سفر کے علاوہ جب اس کی سواری سے فارغ ہو تو لازم ہے کہ اسے چارہ دے۔

۲۔ جب پانی کے پاس سے گزرے تو اسے پانی پلائے۔

۳۔ راہ خدا میں سفر کے علاوہ اس پر سواری نہ کرے۔

۴۔ اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ نہ لادے۔

۵۔ اس کی طاقت سے زیادہ اسے استعمال نہ کرے۔

۶۔ اس کے چہرے پر ضرب نہ لگائے۔ کیونکہ اس سے وہ خدا کی تسبیح کرتا ہے۔

قانون ۲

کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ حیوان کو کھڑا کرکے اور اس کی پشت پر بیٹھے بیٹھے کسی سے باتیں کرتا رہے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ میں روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

کسی حیوان پر سوار ہو کر گفت و شنید میں مصروف نہ ہو جاؤ۔

نیز وسائل کے اسی باب میں ابوذر سے روایت ہے کہ انھوں نے پیغمبر اکرمؐ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

کوئی چوپایہ ایسا نہیں جو پروردگار سے روزانہ یہ دعا نہ مانگتا ہو کہ اے اللہ! تو مجھے اچھا مالک عطا کر جو مجھے

چارے اور پانی سے سیر کرے، مجھ سے میری طاقت سے زیادہ کام نہ لے اور مجھ پر بہت زیادہ بوجھ نہ لادے۔

وسائل کے اسی باب میں روایت ہے کہ امام علیؑ نے فرمایا:

جانوروں کے چہرے پر مت مارو اور ان پر لعنت مت بھیجو کیونکہ خداوند عالم ان پر لعنت کرنے والے پر خود لعنت کرتا ہے۔

وسائل کے اسی باب میں ہے کہ رسول اکرمؐ نے حیوانات کے چہرے پر ضرب لگانے، شہد کی مکھی کو مارنے اور حیوانات کے چہروں کو داغنے سے منع فرمایا ہے۔

وسائل الشیعہ کے اسی باب میں ایک روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

ہر شے کا احترام ہے اور حیوانات کے احترام کا مقام ان کا چہرہ ہے۔

وسائل الشیعہ کے اسی باب میں امام جعفر صادقؑ نے امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

چوپایوں کے چہروں پر ضرب نہ لگاؤ۔ اس لیے کہ ہر ذی روح خداوند عالم کی تسبیح کرتا ہے۔

وسائل میں بسند کلینی علی بن ابراہیم الخدری سے روایت ہے کہ کسی نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ اگر میں کسی چوپائے پر سوار ہوں اور مجھے اس پر مکمل اختیار حاصل ہو تو میں اسے کس وقت مار سکتا ہوں؟

آپ نے فرمایا: اگر وہ عام راستے پر اس طرح نہ چلے جس طرح

چل کر وہ اپنی چراگاہ کی طرف جاتا ہے تو اس وقت اسے مارنا جائز ہے۔

وسائل کے اسی باب میں بسند شیخ روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا:

جب چوپایہ چلنے سے انکار کرے تو اسے مارو۔ لیکن ٹھوکر کھانے یا گرنے پر اسے مت مارو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اگر چوپایہ چلنے سے انکار کرے تو اُسے نہ مارو۔ کیونکہ حیوان وہ چیز دیکھتا ہے جو تم نہیں دیکھتے۔ چنانچہ اس روایت سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ چلنے سے انکار کرنے پر ہر مرتبہ حیوان کو مارنا جائز نہیں ہے۔ وسائل میں ابی عبیدہ نے صادقین علیہم السلام میں کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر گھوڑا یا چوپایہ چلنے سے گریز کرے اور مالک کو لگام وغیرہ نہ ڈالنے دے تو وہ اس کے کان پر ضرب لگائے اور یہ آیہ شریفہ پڑھے: اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ.

وسائل کے اسی باب میں ہے کہ امام علی بن الحسینؑ نے ایک اونٹ پر چالیس مرتبہ حج کیا اور ایک مرتبہ بھی اسے تازیانہ نہیں مارا۔

وسائل الشیعہ میں ابراہیم بن علی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ وہ امام علی بن الحسین سجادؑ کے ہمراہ حج کو گئے۔ آپ کے اونٹ نے راستے میں چلنے سے انکار کر دیا۔ حضرت نے اپنے تازیانے سے لسے اشارہ کیا اور

فرمایا:

ہر مسئلے میں اگر قصاص نہ لیا جانا ہوتا تو میں اسے مارتا۔ پھر اس کی گردن پر سے اپنا دست مبارک اٹھالیا۔

اسی طرح "وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ" والی آیت سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ قیامت کے روز حیوانات بھی محشور کیے جائیں گے۔ چنانچہ تفسیر میں وارد ہوا ہے کہ خداوند عالم حیوانات کو قصاص کی غرض سے محشور فرمائے گا تاکہ ایک دوسرے سے اپنا قصاص لے سکیں۔ ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ "یُقَادُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِلْمَنْطُوْحَةِ مِنَ النَّاطِحَةِ"

یعنی قیامت کے روز وہ حیوان جسے کسی دوسرے حیوان نے سینگ سے مار ڈالا ہوگا، سینگ مارنے والے حیوان سے اپنا قصاص لے گا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر کسی سینگ دار حیوان نے کسی بغیر سینگ والے حیوان کو مارا تو قیامت کے روز اس سے قصاص لیا جائے گا۔

قانون ۳

اگر بلی کسی کو نقصان پہنچائے تو اسے مار ڈالنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اتنا مارنا جائز ہے کہ جس سے وہ ڈر جائے اور دوبارہ نقصان نہ پہنچائے۔

چنانچہ وسائل الشیعہ میں کتاب عقاب الاعمال سے بہ سند حفص بن البختری امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

ایک عورت نے ایک بلی کو باندھ دیا تھا۔ وہ بلی پیاس سے مرگئی۔ اس بنا پر اس عورت پر عذاب نازل ہوا۔

وسائل الشیعہ کے اسی باب میں محاسن سے نقل ہوا ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

بدترین گناہ تین ہیں:

اوّل: حیوانات کو (بلا وجہ) مار ڈالنا۔

دوئم: عورتوں کا حق مہر ادا نہ کرنا۔

سوئم: مزدور کی اجرت نہ دینا۔

قانون ۴

کاٹنے والی بلی، کاٹنے والا قیمتی کتا اور زمین اور ہوا میں پائے جانیوالے تمام موذی حیوانات مثل سانپ اور بچھو وغیرہ کا مار ڈالنا جائز ہے۔

یادداشت

یادداشت

یادداشت

عربی عبارات

محترم قارئین کی سہولت کے لیے کتاب میں درج شدہ احادیث و آیات کا عربی متن صفحات کی ترتیب کے لحاظ سے ہم یہاں نقل کر رہے ہیں :-

صفحہ ۷ اَلْمُؤْمِنُ اِذَا مَاتَ وَتَرَكَ وَرَقَةً عَلَيْهَا عِلْمٌ تَكُوْنُ تِلْكَ الْوَرَقَةُ سِتْرًا فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّارِ وَاَعْطَاهُ اللّٰهُ بِكُلِّ حَرْفٍ مَّكْتُوْبٍ عَلَيْهَا مَدِيْنَةً فِي الْجَنَّةِ اَوْسَعَ مِنَ الدُّنْيَا سَبْعَ مَرَّاتٍ .

صفحہ ۸ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا اَحْيٰى اَمْرَنَا قُلْتُ كَيْفَ يُحْيِيْ اَمْرَكُمْ قَالَ يَتَعَلَّمُ عُلُوْمَنَا وَيُعَلِّمُهَا النَّاسَ فَاِنَّ النَّاسَ لَوْ عَلِمُوْا مَحَاسِنَ كَلَامِنَا لَاتَّبَعُوْنَا .

صفحہ ۱۱ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا .

صفحہ ۱۱ لَيْسَ يُحْيِيْهَا بِالْقَطْرِ وَلٰكِنْ يَّبْعَثُ اللّٰهُ رِجَالًا فَيُحْيُوْنَ الْعَدْلَ فَتُحْيَى الْاَرْضُ لِاِحْيَآءِ الْعَدْلِ، وَلَاِقَامَةُ الْحَدِّ لِلّٰهِ اَنْفَعُ فِي الْاَرْضِ مِنَ الْقَطْرِ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا .

صفحہ ۱۱ قَالَ سَاعَةٌ مِّنْ اِمَامٍ عَدْلٍ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سَبْعِيْنَ سَنَةً وَحَدٌّ يُقَامُ لِلّٰهِ فِي الْاَرْضِ اَفْضَلُ مِنْ مَطَرٍ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا .

صفحہ ۱۳ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْخَمْرَ رَاْسُ كُلِّ اِثْمٍ .

صفحہ ۱۴ اِنَّ زِنْدِيْقًا قَالَ لَهٗ وَلِمَ حَرَّمَ اللّٰهُ الْخَمْرَ وَلَا لَذَّةَ اَفْضَلُ مِنْهَا ؟ قَالَ حَرَّمَهَا لِاَنَّهَا اُمُّ الْخَبَآئِثِ وَرَاْسُ كُلِّ شَرٍّ يَاْتِيْ عَلٰى شَارِبِهَا سَاعَةٌ يُسْلَبُ لُبُّهٗ فَلَا يَعْرِفُ رَبَّهٗ وَلَا يَتْرُكُ

مَعْصِيَةً اِلَّا رَكِبَهَا وَلَا حُرْمَةً اِلَّا انْتَهَكَهَا وَلَا رَحِمًا اِلَّا قَطَعَهَا وَلَا فَاحِشَةً اِلَّا اَتَاهَا، وَالسَّكْرَانُ زِمَامُهٗ بِيَدِ الشَّيْطَانِ اِنْ اَمَرَهٗ اَنْ يَّسْجُدَ لِلْاَوْثَانِ سَجَدَ وَيَنْقَادُ حَيْثُمَا قَادَهٗ.

صفحہ ۱۶ قَالَ لَا حَدَّ عَلٰى مَجْنُوْنٍ حَتّٰى يُفِيْقَ وَلَا عَلٰى صَبِيٍّ حَتّٰى يُدْرِكَ وَلَا عَلَى النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ.

صفحہ ۱۷ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَجُلٍ شَرِبَ حُسْوَةَ خَمْرٍ قَالَ يُجْلَدُ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً قَلِيْلُهَا وَكَثِيْرُهَا حَرَامٌ.

صفحہ ۱۸ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ فَاقْتُلُوْهُ.

صفحہ ۱۸ قَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ مِّنَ الْاَشْرِبَةِ يَجِبُ فِيْهِ كَمَا يَجِبُ فِي الْخَمْرِ مِنَ الْحَدِّ.

صفحہ ۱۹ كَانَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَجْلِدُ الْحُرَّ وَالْعَبْدَ وَالْيَهُوْدَ وَالنَّصْرَانِيَّ فِي الْخَمْرِ وَالنَّبِيْذِ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً قُلْتُ: مَا بَالُ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ؟ فَقَالَ اِذَا اَظْهَرُوْا ذٰلِكَ فِيْ مِصْرٍ مِّنَ الْاَمْصَارِ لِاَنَّهُمْ لَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَّظْهَرُوْا شُرْبَهَا.

صفحہ ۲۰ قَالَ هٰذَا لِتَجَرِّيْكَ عَلٰى شُرْبِ الْخَمْرِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ.

صفحہ ۲۱ قَالَ يُجْلَدُوْنَ بِالسِّيَاطِ مجردين بَيْنَ الْكَتِفَيْنِ.

صفحہ ۲۳ قَالَ اَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا ؑ لَوْ كَانَ الْحُكْمُ لِيْ وَالدَّارُ لِيْ لَجَلَدْتُّ شَارِبَهٗ وَلَقَتَلْتُ بَايِعَهٗ.

صفحہ ۲۵ سُئِلَ الصَّادِقُ عَنِ الْمَائِدَةِ اِذَا شُرِبَ عَلَيْهَا الْخَمْرُ اَوْ مُسْكِرٌ قَالَ حرمت الْمَائِدَةُ.

صفحہ ۲۵ قَالَ لَا تُجَالِسُوْا شُرَّابَ الْخَمْرِ فَاِنَّ اللَّعْنَةَ اِذَا نَزَلَتْ عَمَّتْ مَنْ فِي الْمَجْلِسِ.

صفحہ ۲۸ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ؐ اَرْبَعٌ لَا يَدْخُلُ بَيْتًا وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ اِلَّا خَرَّبَ وَلَمْ يَعْمُرْ بِالْبَرَكَةِ : شُرْبُ الْخَمْرِ وَالسَّرِقَةُ وَالْخِيَانَةُ وَالزِّنَا.

صفحہ ۲۸ قَالَ سَئَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ سَرَقَ فَقَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ: اُتِيَ عَلِيٌّ فِيْ زَمَانِهِ بِرَجُلٍ قَدْ سَرَقَ فَقَطَعَ يَدَهُ ثُمَّ اُتِيَ بِهِ ثَانِيَةً فَقَطَعَ رِجْلَهُ مِنْ خِلَافٍ ثُمَّ اُتِيَ بِهِ ثَالِثَةً فَخَلَّاهُ فِي السِّجْنِ وَاَنْفَقَ عَلَيْهِ مِنْ بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِيْنَ وَقَالَ هٰكَذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ؐ لَا اُخَالِفُهُ.

صفحہ ۲۹ اِنَّهُ كَانَ اِذَا سَرَقَ الرَّجُلُ اَوَّلًا قَطَعَ يَمِيْنَهُ فَاِنْ عَادَ قَطَعَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَاِنْ عَادَ ثَالِثَةً خَلَّدَهُ السِّجْنَ وَ اَنْفَقَ عَلَيْهِ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ.

صفحہ ۲۹ وَرَوَاهُ الْمُقْنِعُ مُرْسَلًا نَحْوَهُ قَالَ وَرُوِيَ اَنَّهُ مَنْ سَرَقَ فِي السِّجْنِ قُتِلَ.

صفحہ ۳۲ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ ؑ فِيْ كَمْ يُقْطَعُ السَّارِقُ فَقَالَ فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ قَالَ قُلْتُ لَهُ فِيْ دِرْهَمَيْنِ فَقَالَ فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ بَلَغَ الدِّيْنَارُ مَا بَلَغَ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ اَرَاَيْتَ مَنْ سَرَقَ اَقَلَّ

مِنْ رُبعِ دِيْنَارٍ هَلْ يَقَعُ عَلَيْهِ حِيْنَ سَرَقَ اسْمُ السَّارِقِ وَ هَلْ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ سَارِقٌ فِيْ تِلْكَ الْحَالِ فَقَالَ كُلُّ مَنْ سَرَقَ مِنْ مُسْلِمٍ شَيْئًا قَدْ حَوَاهُ وَاَحْرَزَهُ فَهُوَ يَقَعُ عَلَيْهِ اسْمُ السَّارِقِ وَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لَا يُقْطَعُ اِلَّا فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ اَوْ اَكْثَرَ وَلَوْ قُطِعَتْ اَيْدِي السُّرَّاقِ فِيْمَا هُوَ اَقَلُّ مِنْ رُبْعِ دِيْنَارٍ لَاَلْفَيْتَ عَامَّةَ النَّاسِ مُقَطَّعِيْنَ.

صفحہ ۳۳ قَالَ لَا يُقْطَعُ السَّارِقُ فِيْ سِتَّةِ الْمَحَلِّ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْكَلُ مِثْلِ الْخُبْزِ وَاللَّحْمِ وَاَشْبَاهِ ذٰلِكَ.

صفحہ ۳۴ قَالَ كَانَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ لَا يَقْطَعُ السَّارِقَ فِيْ اَيَّامِ الْمَجَاعَةِ.

صفحہ ۳۴ قَالَ قُلْتُ رَجُلٌ سَرَقَ مِنَ الْمَغْنَمِ اَيُّ شَيْءٍ يَجِبُ عَلَيْهِ فَقَالَ يُنْظَرُ كَمْ نَصِيْبُهُ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ اَخَذَ اَقَلَّ مِنْ نَصِيْبِهِ عُزِّرَ وَدُفِعَ اِلَيْهِ تَمَامُ مَالِهِ وَاِنْ كَانَ اَخَذَ مِثْلَ الَّذِيْ لَهُ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَاِنْ اَخَذَ فَضْلًا بِقَدْرِ ثَمَنِ مِجَنٍّ وَهُوَ رُبْعُ دِيْنَارٍ قُطِعَ.

صفحہ ۳۵ اِنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ فِيْ رَجُلٍ اَخَذَ بَيْضَةً مِنَ الْمَقْسَمِ وَالْمَغْنَمِ فَقَالُوْا قَدْ سَرَقَ اِقْطَعْهُ فَقَالَ اِنِّيْ لَا اَقْطَعُ اَحَدًا لَهُ فِيْمَا اَخَذَ شِرْكٌ.

صفحہ ۳۵ قَالَ سَئَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ اسْتَاجَرَ اَجِيْرًا فَاَخَذَ الْاَجِيْرُ مَتَاعَهُ فَسَرَقَهُ فَقَالَ هُوَ مُؤْتَمَنٌ ثُمَّ قَالَ: اَلْاَجِيْرُ وَالضَّيْفُ اُمَنَاءُ

لَيْسَ يَقَعُ عَلَيْهِمْ حَدُّ السَّرِقَةِ.

صفحہ ٣٦ قَالَ الضَّيْفُ إِذَا سَرَقَ لَمْ يُقْطَعْ وَإِنْ أَضَافَ الضَّيْفُ ضَيْفًا فَسَرَقَ قُطِعَ ضَيْفُ الضَّيْفِ.

صفحہ ٣٧ لَا يُقْطَعُ إِلَّا مَنْ نَقَبَ بَيْتًا أَوْ كَسَرَ قُفْلًا.

صفحہ ٣٧ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَنْ رَجُلٍ نَقَبَ بَيْتًا فَأُخِذَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى شَيْءٍ قَالَ يُعَاقَبُ فَإِنْ أُخِذَ وَقَدْ أَخْرَجَ مَتَاعًا فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ.

صفحہ ٣٨ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ يَقُولُ حَدُّ النَّبَّاشِ حَدُّ السَّارِقِ.

صفحہ ٣٩ قَالَ قَالَ مَنْ أَقَرَّ عَلَى نَفْسِهِ عِنْدَ الْإِمَامِ بِحَقِّ أَحَدٍ مِّنْ حُقُوقِ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ عَلَى الْإِمَامِ أَنْ يُّقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدَّ الَّذِي أَقَرَّ بِهِ عِنْدَهُ حَتَّى يَحْضُرَ صَاحِبُ حَقِّ الْحَدِّ أَوْ وَلِيُّهُ فَيَطْلُبُهُ بِحَقِّهِ.

صفحہ ٤٠ قَالَ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَرْبَعَةٌ لَا قَطْعَ عَلَيْهِمْ: الْمُخْتَلِسُ وَالْغُلُولُ وَمَنْ سَرَقَ مِنَ الْغَنِيمَةِ وَسَرِقَةُ الْأَجِيرِ فَإِنَّهَا خِيَانَةٌ.

صفحہ ٤٠ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أُتِيَ بِرَجُلٍ اخْتَلَسَ دُرَّةً مِّنْ جَارِيَةٍ قَالَ هٰذِهِ الدِّغَارَةُ الْمُعْلِنَةُ فَضَرَبَهُ وَحَبَسَهُ.

صفحہ ٤٠ قَالَ لَيْسَ عَلَى الَّذِي يَسْتَلِبُ قَطْعٌ وَلَيْسَ عَلَى الَّذِي يَطُرُّ الدَّرَاهِمَ مِنْ ثَوْبِ الرَّجُلِ قَطْعٌ.

صفحہ ٤١ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أُتِيَ بِطَرَّارٍ قَدْ طَرَّ مِنْ رَجُلٍ مِنْ رُدْنِهِ

دَراهِمَ قَالَ اِنْ كَانَ طَرَّ مِنْ قَمِيْصِهِ الْاَعْلٰى لَمْ نَقْطَعْهُ وَ اِنْ كَانَ طَرَّ مِنْ قَمِيْصِهِ الْاَسْفَلِ قَطَعْنَاهُ .

صفحہ ۴۲ قَالَ قَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ كُلُّ مُدْخَلٍ يَدْخُلُ فِيْهِ بِغَيْرِ اِذْنِ صَاحِبِهٖ فَسَرَقَ مِنْهُ السَّارِقُ فَلَا قَطْعَ عَلَيْهِ يَعْنِىْ الْحَمَامَاتِ وَالْخَانَاتِ وَالْاَرْحِيَةَ .

صفحہ ۴۴ قَالَ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ ؑ اِذَا سَرَقَ السَّارِقُ قُطِعَتْ يَدُهٗ وَغُرِمَ مَا اَخَذَ .

صفحہ ۴۴ قَالَ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ ؑ يُقْطَعُ مِنَ السَّارِقِ اَرْبَعُ اَصَابِعَ وَيُتْرَكُ الْاِبْهَامُ وَتُقْطَعُ الرِّجْلُ مِنَ الْمَفْصَلِ وَيُتْرَكُ الْعَقَبُ يَطَأُ عَلَيْهِ .

صفحہ ۴۵ قَالَ اَلْقَطْعُ مِنْ وَسْطِ الْكَفِّ وَلَا يُقْطَعُ الْاِبْهَامُ وَاِذَا قُطِعَتِ الرِّجْلُ تُرِكَ الْعَقَبُ لَمْ يُقْطَعْ .

صفحہ ۵۰ اُتِىَ بِسَارِقٍ فَاَمَرَ بِهٖ فَقُطِعَتْ يَدُهٗ ثُمَّ عُلِّقَتْ فِىْ رَقَبَتِهٖ .

صفحہ ۵۰ فَجَعَلَ قَطْعَهَا نَكَالًا وَعِبْرَةً لِلْخَلْقِ لِئَلَّا يَبْتَغُوْا اَخْذَ الْاَمْوَالِ مِنْ غَيْرِ حِلِّهَا .

صفحہ ۵۲ قَالَ اَلسَّارِقُ اِذَا جَآءَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِهٖ تَآئِبًا اِلَى اللّٰهِ وَرَدَّ سَرِقَتَهٗ عَلٰى صَاحِبِهَا فَلَا قَطْعَ عَلَيْهِ .

صفحہ ۵۴ قَالَ سَئَلْتُ اَبَاعَبْدِاللّٰهِ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ : اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ

مِنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ . اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ . قُلْتُ اَیُّ شَیْءٍ عَلَيْهِمْ مِّنْ هٰذِهِ الْحُدُوْدِ الَّتِیْ سَمّٰی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ؟ قَالَ ذٰلِكَ اِلَى الْاِمَامِ اِنْ شَآءَ قَطَعَ وَاِنْ شَآءَ صَلَّبَ وَاِنْ شَآءَ نَفٰی وَاِنْ شَآءَ قَتَلَ . قُلْتُ النَّفْیُ اِلٰی اَیْنَ ؟ قَالَ يُنْفٰی مِنْ مِصْرٍ اِلٰی مِصْرٍ اٰخَرَ . وَقَالَ اِنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ نَفٰی رَجُلَيْنِ مِنَ الْكُوْفَةِ اِلَى الْبَصْرَةِ .

صفحہ ۵۶ قَالَ سُئِلَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا (الْاٰيَة) فَمَا الَّذِیْ اِذَا فَعَلَهٗ اسْتَوْجَبَ وَاحِدَةً مِّنْ هٰذِهِ الْاَرْبَعِ فَقَالَ اِذَا حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَسَعٰی فِی الْاَرْضِ فَسَادًا فَقَتَلَ قُتِلَ بِهٖ وَاِنْ قَتَلَ وَاَخَذَ الْمَالَ قُتِلَ وَصُلِّبَ وَاِنْ اَخَذَ الْمَالَ وَلَمْ يَقْتُلْ قُطِعَتْ يَدُهٗ وَرِجْلُهٗ مِنْ خِلَافٍ وَاِنْ شَهَرَ السَّيْفَ فَحَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَسَعٰی فِی الْاَرْضِ فَسَادًا وَلَمْ يَقْتُلْ وَلَمْ يَاْخُذِ الْمَالَ يُنْفٰی مِنَ الْمِصْرِ الَّذِیْ فَعَلَ فِيْهِ مَا فَعَلَ اِلٰی مِصْرٍ غَيْرِهٖ وَيُكْتَبُ اِلٰی اَهْلِ ذٰلِكَ الْمِصْرِ اَنَّهٗ مَنْفِیٌّ فَلَا تُجَالِسُوْهُ وَلَا تُبَايِعُوْهُ وَلَا تُنَاكِحُوْهُ وَلَا تُؤَاكِلُوْهُ وَلَا تُشَارِبُوْهُ فَيُفْعَلُ ذٰلِكَ بِهٖ سَنَةً فَاِنْ خَرَجَ مِنْ ذٰلِكَ الْمِصْرِ اِلٰی غَيْرِهٖ كُتِبَ اِلَيْهِمْ بِمِثْلِ ذٰلِكَ حَتّٰی تَتِمَّ السَّنَةُ قُلْتُ فَاِنْ تَوَجَّهَ اِلٰی اَرْضِ الشِّرْكِ لِيَدْخُلَهَا قُوْتِلَ اَهْلُهَا .

صفحہ ۶۰ قَالَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْكَ اللِّصُّ يُرِيْدُ اَهْلَكَ وَمَالَكَ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْدِرَهُ وَتَضْرِبَهُ فَابْدِرْهُ وَاضْرِبْهُ وَ قَالَ : اَللِّصُّ مُحَارِبٌ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ فَاقْتُلْهُ فَمَا عَلَيْكَ مِنْهُ فَهُوَ عَلَيَّ .

صفحہ ۶۱ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍؑ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ عَنْ مَالِهِ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ شَهِيْدٍ فَقُلْنَا لَهُ اَيُقَاتَلُ اللِّصُّ ؟ فَقَالَ اِنْ يُقَاتِلْ فَلَا بَأْسَ اَمَّا لَوْ كُنْتُ اَنَا تَرَكْتُهُ .

صفحہ ۶۲ عَوْرَةُ الْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَرَامٌ وَقَالَ مَنِ اطَّلَعَ عَلٰى مُؤْمِنٍ فِيْ مَنْزِلِهِ فَعَيْنَاهُ مُبَاحَتَانِ لِلْمُؤْمِنِ فِيْ تِلْكَ الْحَالِ .

صفحہ ۶۳ قَالَ إِذَا اطَّلَعَ رَجُلٌ عَلٰى قَوْمٍ يُشْرِفُ عَلَيْهِمْ اَوْ يَنْظُرُ مِنْ خَلَلِ شَيْءٍ لَهُمْ فَرَمَوْهُ فَاَصَابُوْهُ فَقَتَلُوْهُ اَوْ فَقَأُوْا عَيْنَهُ فَلَيْسَ عَلَيْهِمْ غُرْمٌ وَقَالَ اِنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ خَلَلِ حُجْرَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِمِشْقَصٍ يَفْقَأُ عَيْنَهُ فَوَجَدَهُ قَدِ انْطَلَقَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَيْ خَبِيْثُ اَمَا وَاللّٰهِ لَوْ ثَبَتَّ لِيْ لَفَقَأْتُ عَيْنَكَ .

صفحہ ۶۴ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يُنَادِيْ بِالْمُسْلِمِيْنَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ .

صفحہ ۶۵ قَالَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يُرْجَمُ الرَّجُلُ وَالْمَرْئَةُ حَتّٰى

يَشْهَدُ عَلَيْهِمَا اَرْبَعَةُ شُهَدَآءَ عَلَى الْجِمَاعِ وَالْاِيْلَاجِ وَ
الْاِدْخَالِ كَالْمِيْلِ فِي الْمِكْحَلَةِ .

صفحہ ۶۸ فِي ثَلَاثَةٍ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ بِالزِّنَا فَقَالَ اَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَؑ
اَيْنَ الرَّابِعُ فَقَالُوْا الْاٰنَ يَجِيْءُ فَقَالَ اَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَؑ حُدُّوْهُمْ
فَلَيْسَ فِي الْحُدُوْدِ نَظْرَةُ سَاعَةٍ .

صفحہ ۶۸ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍؑ عَنْ ثَلَاثَةٍ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ بِالزِّنَا
وَقَالُوا الْاٰنَ نَاْتِيْ بِالرَّابِعِ قَالَ يُجْلَدُوْنَ حَدَّ الْقَاذِفِ
ثَمَانِيْنَ جَلْدَةٍ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ .

صفحہ ۶۹ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِاللّٰهِؑ اَلرَّجُلُ يَاْتِيْ ذَاتَ مَحْرَمٍ قَالَ
يُضْرَبُ بِالسَّيْفِ .

صفحہ ۶۹ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِاللّٰهِؑ اَلرَّجُلُ يَاْتِيْ ذَاتَ مَحْرَمٍ اَيْنَ
يُضْرَبُ بِالسَّيْفِ قَالَ رَقَبَتَهُ .

صفحہ ۷۰ قَالَ سُئِلَ اَبُوْجَعْفَرٍؑ عَنْ رَجُلٍ اغْتَصَبَ امْرَاَةً فَرْجَهَا
قَالَ يُقْتَلُ مُحْصِنًا كَانَ اَوْغَيْرَ مُحْصِنٍ .

صفحہ ۷۰ قَالَ سَئَلْتُهُ عَنْ يَهُوْدِيٍّ فَجَرَ بِمُسْلِمَةٍ قَالَ يُقْتَلُ .

صفحہ ۷۱ يُضْرَبُ حَتّٰى يَمُوْتَ .

صفحہ ۷۱ فَكَتَبَ : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ فَلَمْ يَكُ
يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا .

صفحہ ۷۲ قَالَ قُلْتُ مَا الْمُحْصِنُ رَحِمَكَ اللّٰهُ قَالَ مَنْ كَانَ لَهٗ فَرْجٌ

يَغْدُوْ عَلَيْهِ وَيَرُوْحُ فَهُوَ مُحْصِنٌ.

صفحہ ۲ فِي الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمُتْعَةَ اَتُحْصِنُهُ قَالَ لَا اِنَّمَا ذَاكَ عَلَى الشَّيْءِ الدَّائِمِ.

صفحہ ۳ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ؏ عَنْ رَجُلٍ يَزْنِيْ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِاَهْلِهِ اَيُرْجَمُ؟ قَالَ لَا.

صفحہ ۳ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ؏ عَنْ رَجُلٍ لَهُ امْرَاَةٌ بِالْعِرَاقِ فَاَصَابَ فُجُوْرًا وَهُوَ بِالْحِجَازِ فَقَالَ يُضْرَبُ حَدَّ الزَّانِيْ مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا يُرْجَمُ. قُلْتُ فَاِنْ كَانَ مَعَهَا فِيْ بَلْدَةٍ وَّاحِدَةٍ وَهُوَ مَحْبُوْسٌ فِيْ سِجْنٍ لَا يَقْدِرُ اَنْ يَّخْرُجَ اِلَيْهَا وَلَا تَدْخُلُ هِيَ عَلَيْهِ اَرَاَيْتَ اِنْ زَنٰى فِي السِّجْنِ قَالَ هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْغَائِبِ عَنْ اَهْلِهِ يُجْلَدُ مِائَةَ جَلْدَةٍ.

صفحہ ۴ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ الْمُغِيْبُ وَالْمُغِيْبَةُ لَيْسَ عَلَيْهِمَا رَجْمٌ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الرَّجُلُ مَعَ الْمَرْئَةِ وَالْمَرْئَةُ مَعَ الرَّجُلِ.

صفحہ ۵ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ؏ يَضْرِبُ الشَّيْخَ وَالشَّيْخَةَ مِائَةً وَيَرْجُمُهُمَا.

صفحہ ۵ قَالَ اِذَا زَنَى الشَّيْخُ وَالْعَجُوْزُ جُلِدَا ثُمَّ رُجِمَا عُقُوْبَةً لَهُمَا.

صفحہ ۶ قَالَ الْمُحْصِنُ وَالْمُحْصِنَةُ جَلْدُ مِائَةٍ ثُمَّ الرَّجْمُ.

صفحہ ۶ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ؏ يَقُوْلُ مَنْ اَقَرَّ عَلٰى نَفْسِهِ عِنْدَ الْاِمَامِ بِحَقٍّ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ مَرَّةً وَّاحِدَةً حُرًّا كَانَ اَوْ

عَبْدًا حُرَّةً كَانَتْ اَوْ اَمَةً فَعَلَى الْاِمَامِ اَنْ يُّقِيْمَ الْحَدَّ
عَلَى الَّذِىْ اَقَرَّ بِهٖ عَلٰى نَفْسِهٖ كَائِنًا مَنْ كَانَ اِلَّا الزَّانِى
الْمُحْصِنَ فَاِنَّهٗ لَا يَرْجُمُهٗ حَتّٰى يَشْهَدَ عَلَيْهِ اَرْبَعَةُ شُهَدَآءَ
فَاِذَا شَهِدُوْا ضَرَبَهُ الْحَدَّ مِائَةَ جَلْدَةٍ ثُمَّ يَرْجُمُ ۔

صفحہ ۷۷ قَالَ الرَّجْمُ حَدُّ اللّٰهِ الْاَكْبَرُ وَالْجَلْدُ حَدُّ اللّٰهِ الْاَصْغَرُ
فَاِذَا زَنَى الرَّجُلُ الْمُحْصِنُ يُرْجَمُ وَلَمْ يُجْلَدْ ۔

صفحہ ۷۹ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ اجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ حُدُوْدٌ فِيْهَا الْقَتْلُ فَاِنَّهٗ
يُبْدَاُ بِالْحُدُوْدِ الَّتِىْ دُوْنَ الْقَتْلِ ثُمَّ يُقْتَلُ ۔

صفحہ ۷۹ قَضٰى اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْمَنْ قَتَلَ وَشَرِبَ خَمْرًا وَسَرَقَ
فَاَقَامَ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَجَلَدَهٗ لِشُرْبِهِ الْخَمْرَ وَقَطَعَ يَدَهٗ فِىْ
سَرِقَتِهٖ وَقَتَلَهٗ بِقَتْلِهٖ ۔

صفحہ ۷۹ قَالَ اِذَا اَقَرَّ الزَّانِى الْمُحْصِنُ كَانَ اَوَّلَ مَنْ يَرْجُمُهُ
الْاِمَامُ ثُمَّ النَّاسُ، فَاِذَا قَامَتْ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةُ كَانَ اَوَّلَ
مَنْ يَرْجُمُهُ الْبَيِّنَةُ ثُمَّ الْاِمَامُ ثُمَّ النَّاسُ ۔

صفحہ ۸۰ قَالَ تُدْفَنُ الْمَرْاَةُ اِلٰى وَسَطِهَا ثُمَّ يَرْمِى الْاِمَامُ وَيَرْمِى
النَّاسُ بِاَحْجَارٍ صِغَارٍ وَلَا يُدْفَنُ الرَّجُلُ اِذَا رُجِمَ اِلَّا
اِلٰى حَقْوَيْهِ ۔

صفحہ ۸۱ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا اِبْرَاهِيْمَؑ عَنِ الزَّانِى كَيْفَ يُجْلَدُ ؟ قَالَ
اَشَدَّ الْجَلْدِ فَقُلْتُ مِنْ فَوْقِ الثِّيَابِ فَقَالَ بَلْ يُجَرَّدُ ۔

صفحہ ۸۶ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ قَدْ ثَبَتَ لَكَ عَلَيْهَا اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ وَاِنَّكَ

قَدْ قُلْتَ لِنَبِيِّكَ ؐ فِيمَا اَخْبَرْتَهُ بِهِ مِنْ دِينِكَ يَا مُحَمَّدُ مَنْ عَطَّلَ حَدًّا مِنْ حُدُودِي فَقَدْ عَانَدَنِي وَطَلَبَ بِذٰلِكَ مُضَادَّتِي .

صفحہ ۹۲ قَالَ الْحُرُّ وَالْحُرَّةُ اِذَا زَنَيَا جُلِدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَاَمَّا الْمُحْصَنُ وَالْمُحْصَنَةُ فَعَلَيْهِمَا الرَّجْمُ .

صفحہ ۹۳ قَالَ لَا يُحَدُّ الصَّبِيُّ اِذَا وَقَعَ عَلَى امْرَاَةٍ وَيُحَدُّ الرَّجُلُ اِذَا وَقَعَ عَلَى الصَّبِيَّةِ .

صفحہ ۹۳ فِي غُلَامٍ صَغِيرٍ لَمْ يُدْرِكِ ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ زَنٰى بِامْرَاَةٍ قَالَ يُجْلَدُ الْغُلَامُ دُونَ الْحَدِّ وَتُجْلَدُ الْمَرْاَةُ الْحَدَّ كَامِلًا قِيلَ لَهُ فَاِنْ كَانَتْ مُحْصَنَةً قَالَ لَا تُرْجَمُ لِاَنَّ الَّذِي نَكَحَهَا لَيْسَ بِمُدْرِكٍ وَلَوْ كَانَ مُدْرِكًا رُجِمَتْ .

صفحہ ۹۴ قَالَ الَّذِي لَمْ يُحْصَنْ يُجْلَدُ مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا يُنْفٰى وَ الَّذِي قَدْ اَمْلَكَ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا يُجْلَدُ مِائَةً وَيُنْفٰى .

صفحہ ۹۴ فِي خَبَرِ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ سَئَلَ اَخَاهُ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَزَنٰى مَا عَلَيْهِ ؟ قَالَ يُجْلَدُ الْحَدَّ وَ يُحْلَقُ رَاْسُهُ وَيُفَرَّقُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَهْلِهِ وَيُنْفٰى سَنَةً .

صفحہ ۹۵ فِي الْاَمَةِ تَزْنِي قَالَ تُجْلَدُ نِصْفَ الْحَدِّ كَانَ لَهَا زَوْجٌ اَوْ لَمْ يَكُنْ لَهَا زَوْجٌ .

صفحہ ۹۵ قَالَ قَضٰى اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ؑ فِي الْعَبِيدِ اِذَا زَنٰى اَحَدُهُمْ اَنْ يُجْلَدَ خَمْسِينَ جَلْدَةً وَاِنْ كَانَ مُسْلِمًا اَوْ كَافِرًا اَوْ

نَصْرَانِيًّا وَلَا يُرْجَمُ وَلَا يُنْفٰى.

صفحہ ۹۷ اَنَّهٗ اُتِیَ بِرَجُلٍ كَبِيْرِ الْبَطْنِ قَالَ اَصَابَ مُحَرَّمًا فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ بِعُرْجُوْنٍ فِيْهِ مِائَةُ شَمْرَاخٍ فَضَرَبَهٗ مَرَّةً وَّاحِدَةً.

صفحہ ۱۰۱ رُوِیَ مَنْ رَاٰی زَوْجَتَهٗ تَزْنِیْ فَلَهٗ قَتْلُهُمَا.

صفحہ ۱۰۲ فِیْ رَجُلٍ قَتَلَ رَجُلًا وَّادَّعٰی اَنَّهٗ رَاٰهُ مَعَ امْرَاَتِهٖ فَقَالَ عَلَيْهِ الْقَوَدُ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيَهٗ بِبَيِّنَةٍ.

صفحہ ۱۰۲ قَالَ قُلْتُ لِاَبِی الْحَسَنِ رَجُلٌ دَخَلَ دَارَ قَوْمٍ لِيَتَلَصَّصَ اَوْ لِلْفُجُوْرِ فَقَتَلَهٗ صَاحِبُ الدَّارِ؟ فَقَالَ مَنْ دَخَلَ دَارَ غَيْرِهٖ هُدِرَ دَمُهٗ وَلَا يَجِبُ شَیْءٌ.

صفحہ ۱۰۴ حُرْمَةُ الدُّبُرِ اَعْظَمُ مِنْ حُرْمَةِ الْفَرْجِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَهْلَكَ اُمَّةً بِحُرْمَةِ الدُّبُرِ وَلَمْ يُهْلِكْ اَحَدًا بِحُرْمَةِ الْفَرْجِ.

صفحہ ۱۰۷ قَالَ اُتِیَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَؑ بِرَجُلٍ وَّامْرَاَةٍ قَدْ لَاطَ زَوْجُهَا بِابْنِهَا مِنْ غَيْرِهٖ وَثَقَبَهٗ وَشَهِدَ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ شُهُوْدٌ فَاَمَرَ بِهٖ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَؑ فَضُرِبَ بِالسَّيْفِ حَتّٰی قُتِلَ وَضُرِبَ الْغُلَامُ دُوْنَ الْحَدِّ وَقَالَ اَمَا لَوْ كُنْتَ مُدْرِكًا لَقَتَلْتُكَ لِاِمْكَانِكَ اِيَّاهُ مِنْ نَفْسِكَ بِثَقْبِكَ.

صفحہ ۱۱۰ فِی الرَّجُلِ يَفْعَلُ بِالرَّجُلِ قَالَ فَقَالَ اِنْ كَانَ دُوْنَ الثَّقْبِ فَالْجَلْدُ وَاِنْ كَانَ ثَقَبَ اُقِيْمَ قَائِمًا ثُمَّ ضُرِبَ بِالسَّيْفِ

ضَرْبَةً اَخَذَ السَّيْفُ مِنْهُ مَا اَخَذَ فَقُلْتُ لَهُ هُوَ الْقَتْلُ ؟
قَالَ هُوَ ذٰلِكَ ۔
صفحہ ۱۱۲ مَنْ قَبَّلَ غُلَامًا بِشَهْوَةٍ لَعَنَتْهُ مَلَائِكَةُ السَّمَآءِ وَمَلَائِكَةُ
الْاَرْضِ وَمَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ ۔
صفحہ ۱۱۲ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِاللّٰهِؑ رَجُلٌ مُحْرِمٌ قَبَّلَ غُلَامًا بِشَهْوَةٍ
قَالَ يُضْرَبُ مِائَةَ جَلْدَةٍ ۔
صفحہ ۱۱۳ قَالَ سَئَلَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِؑ فَقَالَ جُعِلْتُ
فِدَاكَ الرَّجُلُ يَنَامُ مَعَ الرَّجُلِ فِیْ لِحَافٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ ذَوَا
مَحْرَمٍ فَقَالَ لَا قَالَ مِنْ ضَرُوْرَةٍ قَالَ لَا قَالَ يُضْرَبَانِ
ثَلَاثِيْنَ سَوْطًا ثَلَاثِيْنَ سَوْطًا ۔
صفحہ ۱۱۳ قَالَ لَا يَنْبَغِیْ لِامْرَاَتَيْنِ تَنَامَانِ فِیْ لِحَافٍ وَّاحِدٍ اِلَّا وَبَيْنَهُمَا
حَاجِزٌ فَاِنْ فَعَلَتَا نُهِيَتَا عَنْ ذٰلِكَ فَاِنْ وَّجَدَهُمَا بَعْدَ
النَّهْیِ فِیْ لِحَافٍ وَّاحِدٍ جُلِدَتَا كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا حَدًّا حَدًّا
فَاِنْ وُّجِدَتَا الثَّالِثَةَ فِیْ لِحَافٍ حُدَّتَا فَاِنْ وُّجِدَتَا الرَّابِعَةَ
قُتِلَتَا ۔
صفحہ ۱۱۴ اَلسِّحَاقَةُ تُجْلَدُ ۔
صفحہ ۱۱۴ اَلسُّحْقُ فِی النِّسَآءِ كَاللِّوَاطِ فِی الرِّجَالِ وَلٰكِنْ فِيْهِ مِائَةُ
جَلْدَةٍ لِاَنَّهُ لَيْسَ فِيْهِ اِيْلَاجٌ ۔
صفحہ ۱۱۸ فِیْ رَجُلٍ نَبَشَ امْرَاَةً فَسَلَبَهَا ثِيَابَهَا ثُمَّ نَكَحَهَا قَالَ اِنَّ
حُرْمَةَ الْمَيِّتِ كَحُرْمَةِ الْحَیِّ تُقْطَعُ يَدُهُ لِنَبْشِهٖ وَسَلْبِهٖ

الثِّيابِ وَيُقامُ عليهِ الحدُّ فِي الزِّنا اِنْ اَحصَنَ رُجِمَ وَاِنْ
لَمْ يَكُنْ اَحصَنَ جُلِدَ مِائَةً .
صفحہ ۱۱۹ مَنْ قادَ بَيْنَ رَجُلٍ وَّامْرَاَةٍ حَرامًا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ
وَمَاْوَاهُ جَهَنَّمُ .
صفحہ ۱۲۰ قَالَ قُلْتُ لِاَبِي عَبْدِاللهِ ؑ اَخْبِرْنِي عَنِ الْقَوَّادِ مَاحَدُّهٗ ؟
قَالَ لَاحَدَّ عَلَى الْقَوادِ اَلَيْسَ اِنَّمَا يُعْطَى الْاَجْرُ عَلَى اَنْ
يُقَوِّدَ قُلْتُ اِنَّمَا يَجْمَعُ بَيْنَ الذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى حَرامًا قَالَ
ذٰلِكَ الْمُؤَلِّفُ بَيْنَ الذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى حَرامًا ؟ فَقُلْتُ هُوَذَاكَ
قَالَ يُضْرَبُ ثَلاثَةَ اَرْبَاعِ حَدِّ الزَّانِي خَمْسَةً وَّسَبْعِيْنَ
سَوْطًا وَيُنْفٰى مِنَ الْمِصْرِ الَّذِيْ هُوَفِيْهِ .
صفحہ ۱۲۱ قَالَ وَمَنْ رَمٰى مُحْصِنًا اَوْمُحْصِنَةً اَحْبَطَ اللهُ عَمَلَهٗ
وَجَلَدَهٗ يَوْمَ الْقِيامَةِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ
وَمِنْ خَلْفِهٖ ثُمَّ يُؤْمَرُ بِهٖ اِلَى النَّارِ .
صفحہ ۱۲۲ اِذا جَاهَرَ الْفاسِقُ بِفِسْقِهٖ فَلَاحُرْمَةَ لَهٗ وَلَاغِيْبَةَ .
صفحہ ۱۲۳ قَالَ سَئَلْتُ عَنْ رَجُلٍ قَذَفَ ابْنَهٗ بِالزِّنا قَالَ لَوْقَتَلَهٗ
مَاقُتِلَ بِهٖ وَاِنْ قَذَفَهٗ لَمْ يُجْلَدْ .
صفحہ ۱۲۴ قَالَ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللهِ ؑ قَضٰى اَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ الْفِرْيَةَ
ثَلٰثٌ (يَعْنِي ثَلٰثُ وُجُوْهٍ) : اِذا رَمَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ بِالزِّنا
وَاِذا قَالَ اِنَّ اُمَّهٗ زَانِيَةٌ وَاِذا دُعِيَ لِغَيْرِ اَبِيْهِ .
صفحہ ۱۲۵ قَالَ اِذا قَذَفَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَقَالَ اِنَّكَ تَعْمَلُ عَمَلَ

قَوْمِ لُوْطٍ تَنْكِحُ الرِّجَالَ قَالَ يُجْلَدُ حَدَّ الْقَاذِفِ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً .

صفحہ ۱۲۵ قَالَ : اَلْقَاذِفُ يُجْلَدُ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَلَا تُقْبَلُ لَهُ شَهَادَةٌ اَبَدًا اِلَّا بَعْدَ التَّوْبَةِ اَوْ يَكْذِبُ نَفْسَهُ فَاِنْ شَهِدَ لَهُ ثَلَاثَةٌ وَاَبیٰ وَاحِدٌ يُجْلَدُ الثَّلَاثَةُ وَلَا تُقْبَلُ شَهَادَتُهُمْ حَتّٰى يَشْهَدَ رَابِعَةٌ رَاَيْنَا مِثْلَ الْمِيْلِ فِي الْمِكْحَلَةِ .

صفحہ ۱۲۶ قَالَ سَاَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ افْتَرٰى عَلٰى قَوْمٍ جَمَاعَةً قَالَ اِنْ اَتَوْا بِهِ مُجْتَمِعِيْنَ ضُرِبَ حَدًّا وَّاحِدًا وَاِنْ اَتَوْا بِهِ مُتَفَرِّقِيْنَ ضُرِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ حَدًّا .

صفحہ ۱۲۸ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ؑ عَنْ رَجُلَيْنِ افْتَرٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ فَقَالَ يُدْرَاُ عَنْهُمَا الْحَدُّ وَيُعَزَّرَانِ .

صفحہ ۱۲۹ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَجُلٍ سَبَّ رَجُلًا بِغَيْرِ قَذْفٍ يعرضُ بِهِ هَلْ يُجْلَدُ قَالَ عَلَيْهِ تَعْزِيْرٌ .

صفحہ ۱۲۹ قَالَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ اَنْتَ خَبِيْثٌ اَوْ اَنْتَ خِنْزِيْرٌ فَلَيْسَ فِيْهِ حَدٌّ وَلٰكِنْ فِيْهِ مَوْعِظَةٌ وَبَعْضُ الْعُقُوْبَةِ .

صفحہ ۱۲۹ فِيْ رَجُلٍ قَالَ لِرَجُلٍ يَا شَارِبَ الْخَمْرِ يَا اٰكِلَ الْخِنْزِيْرِ قَالَ لَا حَدَّ عَلَيْهِ وَلٰكِنْ يُضْرَبُ اَسْوَاطًا .

صفحہ ۱۳۰ اِنَّ عَلِيًّا ؑ لَمْ يَكُنْ يَحُدُّ فِي التَّعْرِيْضِ حَتّٰى يَاْتِيَ بِالْفِرْيَةِ الْمُصَرِّحَةِ يَا زَانٍ اَوْ يَا ابْنَ الزَّانِيَةِ اَوْ لَسْتَ لِاَبِيْكَ .

صفحہ ۱۳۱ قَالَ الْمُفْتَرِيْ يُضْرَبُ بَيْنَ الضَّرْبَيْنِ يُضْرَبُ جَسَدُهُ

كُلُّهُ فَوقَ ثِيَابِهٖ ۔

صفحہ ۱۳۲ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ص اَلزَّانِیْ اَشَدُّ ضَرْبًا مِّنْ شَارِبِ الْخَمْرِ وَشَارِبُ الْخَمْرِ اَشَدُّ ضَرْبًا مِّنَ الْقَاذِفِ وَالْقَاذِفُ اَشَدُّ ضَرْبًا مِّنَ التَّعْزِیْرِ ۔

صفحہ ۱۳۲ فِیْ رَجُلٍ قَالَ لِرَجُلٍ یَا ابْنَ الْفَاعِلَةِ یَعْنِی الزِّنَا فَقَالَ اِنْ کَانَتْ اُمُّهٗ حَیَّةً شَاهِدَةً ثُمَّ جَاءَتْ تَطْلُبُ حَقَّهَا ضُرِبَ ثَمَانِیْنَ جَلْدَةً ۔

صفحہ ۱۳۲ قَالَ لَا یُعْفٰی عَنِ الْحُدُوْدِ الَّتِیْ لِلّٰہِ دُوْنَ الْاِمَامِ فَاَمَّا مَا کَانَ مِنْ حُقُوْقِ النَّاسِ فِیْ حَدٍّ فَلَا بَاْسَ بِاَنْ یُّعْفٰی دُوْنَ الْاِمَامِ ۔

صفحہ ۱۳۳ قَالَ سَئَلْتُهٗ عَنِ الرَّجُلِ یَفْتَرِیْ عَلَی الرَّجُلِ فَیَعْفُوْ عَنْهُ ثُمَّ یُرِیْدُ اَنْ یَجْلِدَهٗ بَعْدَ الْعَفْوِ قَالَ لَیْسَ لَهٗ اَنْ یَّجْلِدَهٗ بَعْدَ الْعَفْوِ ۔

صفحہ ۱۳۴ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ جَعْفَرٍ ع اَرَاَیْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا لَاَنَ سَبَّ النَّبِیَّ اَیُقْتَلُ ؟ قَالَ اِنْ لَّمْ تَخَفْ عَلٰی نَفْسِكَ فَاقْتُلْهُ ۔

صفحہ ۱۳۵ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ ع اَیُّ شَیْءٍ تَقُوْلُ فِیْ رَجُلٍ سَمِعْتَهٗ یَشْتِمُ عَلِیًّا ع وَّیَبْرَاُ مِنْهُ ؟ قَالَ فَقَالَ لِیْ وَاللّٰہِ هُوَ حَلَالُ الدَّمِ وَمَا اَلْفٌ بَیْنَهُمْ بِرَجُلٍ مِّنْکُمْ دَعْهُ ۔

صفحہ ۱۳۶ قَالَ مَنْ سَبَّ نَبِیًّا قُتِلَ ۔

صفحہ ۱۳۶ قَالَ النَّبِیُّ ص اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا سُنَّةَ

بَعْدَ سُنَّتِیْ فَمَنِ ادَّعٰی ذٰلِكَ فَدَعْوَاهُ وَبِدْعَتُهٗ فِی النَّارِ فَاقْتُلُوْهُ .

صفحہ ۱۳۶ مَنْ شَكَّ فِی اللّٰهِ وَفِیْ رَسُوْلِهٖ فَهُوَ كَافِرٌ .

صفحہ ۱۳۷ قَالَ سُئِلَ اَبُوْجَعْفَرٍ عَنْ رَجُلٍ شَهِدَ عَلَیْهِ شُهُوْدٌ اَنَّهٗ اَفْطَرَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ فَقَالَ یُسْاَلُ هَلْ عَلَیْكَ فِیْ اِفْطَارِكَ اِثْمٌ ؟ فَاِنْ قَالَ لَا فَاِنَّ عَلَی الْاِمَامِ اَنْ یَّقْتُلَهٗ وَاِنْ هُوَ قَالَ نَعَمْ فَاِنَّ عَلَی الْاِمَامِ اَنْ یَّنْهَكَهٗ ضَرْبًا .

صفحہ ۱۳۷ اِنَّهٗ قَالَ اٰكِلُ الْمَیْتَةِ وَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِیْرِ عَلَیْهِ اَدَبٌ فَاِنْ عَادَ اُدِّبَ فَاِنْ عَادَ اُدِّبَ فَلَیْسَ عَلَیْهِ حَدٌّ .

صفحہ ۱۴۲ كُلُّ مُسْلِمٍ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ ارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ وَجَحَدَ مُحَمَّدًا نُبُوَّتَهٗ وَكَذَّبَهٗ فَاِنَّ دَمَهٗ مُبَاحٌ لِّكُلِّ مَنْ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْهُ وَامْرَاَتُهٗ بَائِنَةٌ مِّنْهُ یَوْمَ ارْتَدَّ فَلَا تَقْرَبُهٗ وَیُقَسَّمُ مَالُهٗ عَلٰی وَرَثَتِهٖ وَتَعْتَدُّ امْرَاَتُهٗ عِدَّةَ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا وَعَلَی الْاِمَامِ اَنْ یَّقْتُلَهٗ وَلَا یَسْتَتِیْبَهٗ .

صفحہ ۱۴۳ قَالَ اِذَا ارْتَدَّتِ الْمَرْاَةُ عَنِ الْاِسْلَامِ لَمْ تُقْتَلْ وَلٰكِنْ تُحْبَسُ اَبَدًا .

صفحہ ۱۴۳ قَالَ لَا تُقْتَلُ وَتُسْتَخْدَمُ خِدْمَةً شَدِیْدَةً وَتُمْنَعُ الشَّرَابَ وَالطَّعَامَ اِلَّا مَا یُمْسِكُ نَفْسَهَا وَتُلْبَسُ خَشِنَ الثِّیَابِ وَتُضْرَبُ عَلَی الصَّلَوَاتِ .

صفحہ ۱۴۳ قَالَ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ "اَلْمُرْتَدُّ تَعْزِلُ عَنْہُ اِمْرَاَتُہٗ
وَلَا تُوْکَلُ ذَبِیْحَتُہٗ وَیُسْتَتَابُ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ فَاِنْ تَابَ وَاِلَّا
قُتِلَ یَوْمَ الرَّابِعِ۔

صفحہ ۱۴۴ قَالَ سَاَلْتُہٗ عَنْ مُسْلِمٍ تَنَصَّرَ قَالَ یُقْتَلُ وَلَا یُسْتَتَابُ
قُلْتُ فَنَصْرَانِیٌّ اَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ یُسْتَتَابُ
فَاِنْ رَجَعَ وَاِلَّا قُتِلَ۔

صفحہ ۱۴۵ قَالَ اَتٰی قَوْمٌ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ "فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
رَبَّنَا فَاسْتَتَابَہُمْ فَلَمْ یَتُوْبُوْا فَحَفَرَ لَہُمْ حَفِیْرَۃً وَّاَوْقَدَ
فِیْہَا نَارًا وَّحَفَرَ حَفِیْرَۃً اُخْرٰی اِلٰی جَانِبِہَا وَاَفْضٰی مَا
بَیْنَہُمَا فَلَمَّا لَمْ یَتُوْبُوْا اَلْقَاہُمْ فِی الْحَفِیْرَۃِ وَاَوْقَدَ فِی
الْحَفِیْرَۃِ الْاُخْرٰی (نَارًا) حَتّٰی مَاتُوْا۔

صفحہ ۱۴۸ فِی الرَّجُلِ یَاْتِی الْبَہِیْمَۃَ قَالَ یُحَدُّ دُوْنَ الْحَدِّ وَیُغْرَمُ
قِیْمَۃَ الْبَہِیْمَۃِ لِصَاحِبِہَا لِاَنَّہٗ اَفْسَدَہَا عَلَیْہِ وَتُذْبَحُ
وَتُحْرَقُ وَتُدْفَنُ اِنْ کَانَتْ مِمَّا یُؤْکَلُ لَحْمُہٗ وَاِنْ کَانَتْ
مِمَّا یُرْکَبُ ظَہْرُہٗ اُغْرِمَ قِیْمَتَہَا وَجُلِدَ دُوْنَ الْحَدِّ وَ
اَخْرَجَہَا مِنَ الْمَدِیْنَۃِ الَّتِیْ فُعِلَ بِہَا اِلٰی بِلَادٍ اُخْرٰی حَیْثُ
لَا تُعْرَفُ فَیَبِیْعُہَا فِیْہَا کَیْلَا یُعَیَّرَ بِہَا۔

صفحہ ۱۵۰ قَالَ وَاَمَّا الرَّجُلُ النَّاظِرُ اِلَی الرَّاعِیْ وَقَدْ نَزَا عَلٰی شَاۃٍ
فَاِنْ عَرَفَہَا ذَبَحَہَا وَاَحْرَقَہَا وَاِنْ لَّمْ یَعْرِفْہَا قُسِمَ الْغَنَمُ
نِصْفَیْنِ وَسَاہَمَ بَیْنَہُمَا فَاِذَا وَقَعَ عَلٰی اَحَدِ النِّصْفَیْنِ

فَقَدْ نَجَا النِّصْفُ الْاٰخِرُ ثُمَّ يُفَرِّقُ النِّصْفُ الْاٰخِرُ فَلَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَبْقٰى شَاتَانِ فَيُقْرَعُ بَيْنَهُمَا فَاَيُّهُمَا اَوْقَعَ السَّهْمُ بِهَا ذُبِحَتْ وَاُحْرِقَتْ وَنَجَا سَائِرُ الْغَنَمِ.

صفحہ ۱۵۲ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا ؑ اُتِيَ بِرَجُلٍ عَبَثَ بِذَكَرِهٖ حَتّٰى اَنْزَلَ فَضَرَبَ يَدَهٗ حَتّٰى احْمَرَّتْ وَزَوَّجَهٗ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ.

صفحہ ۱۵۳ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ ؑ كَمِ التَّعْزِيْرُ؟ قَالَ قَالَ عَلٰى قَدْرِ مَا يَرَى الْوَالِيْ مِنْ ذَنْبِ الرَّجُلِ وَقُوَّةِ بَدَنِهٖ.

صفحہ ۱۵۶ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ ؑ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ ..... فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا. قَالَ: لَهٗ فِي النَّارِ مَقْعَدٌ لَوْ قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا لَمْ يَرِدْ اِلَّا اِلٰى ذٰلِكَ الْمَقْعَدِ.

صفحہ ۱۵۶ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَفَ بِمِنٰى حِيْنَ قَضٰى مَنَاسِكَهٗ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِسْمَعُوْا مَا اَقُوْلُ لَكُمْ فَاعْقِلُوْهُ عَنِّيْ فَاِنِّيْ لَا اَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَا اَلْقَاكُمْ فِيْ هٰذَا الْمَوْقِفِ بَعْدَ عَامِنَا هٰذَا ثُمَّ قَالَ اَيُّ يَوْمٍ اَعْظَمُ حُرْمَةً قَالُوْا هٰذَا الْيَوْمُ قَالَ اَيُّ شَهْرٍ اَعْظَمُ حُرْمَةً؟ قَالُوْا هٰذَا الشَّهْرُ قَالَ فَاَيُّ بَلَدٍ اَعْظَمُ حُرْمَةً قَالُوْا هٰذَا الْبَلَدُ قَالَ: فَاِنَّ دِمَائَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا اِلٰى يَوْمِ تَلْقَوْنَهٗ فَيَسْاَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ

اَلا وَمَنْ كَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَانَةٌ فَلْيُؤَدِّهَا اِلٰى مَنِ ائْتَمَنَهٗ عَلَيْهَا فَاِنَّهٗ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ وَلَا مَالُهٗ اِلَّا بِطِيْبَةِ نَفْسِهٖ وَلَا تَظْلِمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا ۔

صفحہ ۱۵۷ قَالَ مَا مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ بَرَّةً وَّلَا فَاجِرَةً اِلَّا وَهِيَ تُحْشَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَعَلِّقَةً بِقَاتِلِهٖ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى وَرَاْسُهٗ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى وَاَوْدَاجُهٗ تَشْخَبُ دَمًا يَقُوْلُ يَارَبِّ سَلْ هٰذَا فِيْمَ قَتَلَنِيْ فَاِنْ كَانَ قَتَلَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ اُثِيْبَ الْقَاتِلُ الْجَنَّةَ وَاُذْهِبَ بِالْمَقْتُوْلِ اِلَى النَّارِ وَاِنْ قَالَ فِيْ طَاعَةِ فُلَانٍ قِيْلَ لَهٗ اُقْتُلْهُ كَمَا قَتَلَكَ ثُمَّ يَفْعَلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِمَا بَعْدَ مَشِيَّتِهٖ ۔

صفحہ ۱۵۸ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَوَّلُ مَا يَحْكُمُ اللّٰهُ فِيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الدِّمَاءُ ۔

صفحہ ۱۵۸ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ص لَا يَغُرَّنَّكُمْ رَحْبُ الذِّرَاعَيْنِ بِالدَّمِ فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَاتِلًا لَا يَمُوْتُ ، قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَاتِلٌ لَا يَمُوْتُ فَقَالَ: اَلنَّارُ ۔

صفحہ ۱۶۰ قَالَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ ع اَلْعَمْدُ كُلُّ مَا اعْتَمَدَ شَيْئًا فَاَصَابَهٗ بِحَدِيْدَةٍ اَوْ بِحَجَرٍ اَوْ بِعَصًا اَوْ بِوَكْزَةٍ فَهٰذَا كُلُّهٗ عَمْدٌ وَالْخَطَاُ مَنِ اعْتَمَدَ شَيْئًا فَاَصَابَ غَيْرَهٗ ۔

صفحہ ۱۶۰ قَالَ اِنْ ضَرَبَ رَجُلٌ رَجُلًا بِعَصًا اَوْ بِحَجَرٍ فَمَاتَ مِنْ ضَرْبَةٍ وَّاحِدَةٍ قَبْلَ اَنْ يَّتَكَلَّمَ فَهُوَ شِبْهُ الْعَمْدِ فَالدِّيَةُ

عَلَى الْقَاتِلِ .

صفحہ ۱۶۱ قَالَ قَتْلُ الْعَمَدِ كُلُّ مَا عَمِدَ بِهِ الضَّرْبَ فَعَلَيْهِ الْقَوَدُ وَإِنَّمَا الْخَطَأُ اَنْ تُرِيْدَ الشَّيْءَ فَتُصِيْبَ غَيْرَهُ وَقَالَ إِذَا اَقَرَّ عَلَى نَفْسِهِ بِالْقَتْلِ قُتِلَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ .

صفحہ ۱۶۲ إِنَّهُ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَإِنَّهُ يُقَادُ بِهِ إِلَّا اَنْ يَرْضَى اَوْلِيَاءُ الْمَقْتُوْلِ اَنْ يَقْبَلُوا الدِّيَةَ اَوْ يَتَرَاضَوْا بِاَكْثَرَ مِنَ الدِّيَةِ اَوْ اَقَلَّ مِنَ الدِّيَةِ .

صفحہ ۱۶۴ قَالَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللهِ ؑ لَوْ اَنَّ رَجُلًا ضَرَبَ رَجُلًا بِخَزَفَةٍ اَوْ بِاٰجُرَةٍ اَوْ بِعُوْدٍ فَمَاتَ كَانَ عَمَدًا .

صفحہ ۱۶۶ فِيْ اَرْبَعَةٍ شَهِدُوْا عَلَى رَجُلٍ اَنَّهُ زَنٰى فَرُجِمَ ثُمَّ رَجَعُوْا وَقَالُوْا قَدْ وَهِمْنَا يَلْزَمُوْنَ الدِّيَةَ وَإِنْ قَالُوْا إِنَّمَا تَعَمَّدْنَا قُتِلَ اَيُّ الْاَرْبَعَةِ شَاءَ وَلِيُّ الْمَقْتُوْلِ وَرَدَّ الثَّلٰثَةُ ثَلٰثَةَ اَرْبَاعِ الدِّيَةِ إِلَى اَوْلِيَاءِ الْمَقْتُوْلِ الثَّانِيْ وَيُجْلَدُ الثَّلٰثَةُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَإِنْ شَاءَ وَلِيُّ الْمَقْتُوْلِ اَنْ يَقْتُلَهُمْ وَرَدَّ ثَلٰثَ دِيَاتٍ عَلَى اَوْلِيَاءِ الشُّهُوْدِ الْاَرْبَعَةِ وَ يُجْلَدُوْنَ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ يَقْتُلُهُمُ الْإِمَامُ .

صفحہ ۱۶۸ إِنَّ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ رُفِعُوْا إِلَى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ اَمْسَكَ رَجُلًا وَاَقْبَلَ اٰخَرُ فَقَتَلَهُ وَالْاٰخَرُ يَرَاهُمْ فَقَضٰى فِي الرُّوْيَةِ اَنْ تُسْمَلَ عَيْنَاهُ وَفِي الَّذِيْ اَمْسَكَ اَنْ يُّسْجَنَ

حَتّٰى يَمُوْتَ كَمَا اَمْسَكَهُ وَقَضٰى فِى الَّذِىْ قَتَلَ اَنْ يُّقْتَلَ.

صفحہ ۱۶۹ فِىْ رَجُلٍ اَمَرَ رَجُلًا بِقَتْلِ رَجُلٍ فَقَتَلَهُ فَقَالَ يُقْتَلُ بِهِ الَّذِىْ قَتَلَهُ وَيُحْبَسُ الْاٰمِرُ بِقَتْلِهِ فِى السِّجْنِ حَتّٰى يَمُوْتَ.

صفحہ ۱۷۵ قَالَ قُلْتُ لِاَبِىْ جَعْفَرٍؑ عَشَرَةٌ قَتَلُوْا رَجُلًا فَقَالَ اِنْ شَاءَ اَوْلِيَاءُهُ قَتَلُوْهُمْ جَمِيْعًا وَغَرِمُوْا تِسْعَ دِيَاتٍ وَاِنْ شَاءُوْا تَخَيَّرُوْا رَجُلًا فَقَتَلُوْهُ وَاَدَّى التِّسْعَةُ الْبَاقُوْنَ اِلٰى اَهْلِ الْمَقْتُوْلِ الْاَخِيْرِ عُشْرَ الدِّيَةِ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ.

صفحہ ۱۷۶ فِىْ رَجُلَيْنِ اجْتَمَعَا عَلٰى قَطْعِ يَدِ رَجُلٍ قَالَ اِنْ اَحَبَّ اَنْ يَّقْطَعَهُمَا اَدّٰى اِلَيْهِمَا دِيَةَ يَدٍ فَاقْتَسَمَا ثُمَّ يَقْطَعُهُمَا وَاِنْ اَحَبَّ اَخَذَ مِنْهُمَا دِيَةَ يَدٍ قَالَ وَاِنْ قَطَعَ يَدَ اَحَدِهِمَا رَدَّ الَّذِىْ لَمْ يُقْطَعْ يَدُهُ عَلَى الَّذِىْ قُطِعَتْ يَدُهُ رُبْعَ الدِّيَةِ.

صفحہ ۱۷۷ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَنِ امْرَاَتَيْنِ قَتَلَتَا رَجُلًا عَمْدًا قَالَ تُقْتَلَانِ بِهِ مَا يَخْتَلِفُ فِيْهِ اَحَدٌ.

صفحہ ۱۸۰ قَالَ اِذَا قَتَلَتِ الْمَرْاَةُ رَجُلًا قُتِلَتْ بِهِ وَاِذَا قَتَلَ الرَّجُلُ الْمَرْاَةَ فَاِنْ اَرَادَ الْقَوَدَ اَدَّوْا فَضْلَ دِيَةِ الرَّجُلِ وَقَادُوْهُ بِهَا وَاِنْ لَمْ يَفْعَلُوْا قَبِلُوْا مِنَ الْقَاتِلِ الدِّيَةَ وَدِيَةُ الْمَرْاَةِ نِصْفُ دِيَةِ الرَّجُلِ.

صفحہ ۱۸۰ قَالَ لَا يُقَادُ مُسْلِمٌ بِذِمِّىٍّ فِى الْقَتْلِ وَلَا فِى الْجِرَاحَاتِ وَلٰكِنْ يُؤْخَذُ مِنَ الْمُسْلِمِ جِنَايَتُهُ لِلذِّمِّىِّ عَلٰى قَدْرِ دِيَةِ الذِّمِّىِّ ثَمَانُ مِائَةِ دِرْهَمٍ.

صفحہ ۱۸۱ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰہِ ؑ عَنِ الْمُسْلِمِ هَلْ يُقْتَلُ بِاَهْلِ الذِّمَّةِ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ مُعَوَّدًا لِقَتْلِهِمْ فَيُقْتَلُ وَ هُوَ صَاغِرٌ۔

صفحہ ۱۸۲ اِنَّ اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ ؑ كَانَ يَقُوْلُ : يُقْتَصُّ لِلنَّصْرَانِيِّ وَالْيَهُوْدِيِّ وَالْمَجُوْسِيِّ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَيُقْتَلُ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ اِذَا قَتَلُوْا عَمَدًا۔

صفحہ ۱۸۲ فِيْ نَصْرَانِيٍّ قَتَلَ مُسْلِمًا فَلَمَّا اُخِذَ اَسْلَمَ قَالَ اُقْتُلْهُ بِهٖ قِيْلَ وَاِنْ لَّمْ يُسْلِمْ قَالَ يُدْفَعُ اِلٰى اَوْلِيَاءِ الْمَقْتُوْلِ فَاِنْ شَآءُوْا قَتَلُوْا وَاِنْ شَآءُوْا عَفَوْا وَاِنْ شَآءُوْا اسْتَرَقُّوْا وَ اِنْ كَانَ مَعَهٗ مَالٌ دُفِعَ اِلٰى اَوْلِيَآءِ الْمَقْتُوْلِ هُوَ وَمَالُهٗ۔

صفحہ ۱۸۴ قَالَ لَا يُقْتَلُ الْاَبُ بِابْنِهٖ اِذَا قَتَلَهٗ وَيُقْتَلُ الْاِبْنُ بِاَبِيْهِ اِذَا قَتَلَ اَبَاهُ۔

صفحہ ۱۸۴ قَالَ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰہِ ؑ لَا يُقْتَلُ الْوَالِدُ بِوَلَدِهٖ وَيُقْتَلُ الْوَلَدُ بِوَالِدِهٖ وَلَا يَرِثُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ اِذَا قَتَلَهٗ وَاِنْ كَانَ خَطَاً ۔

صفحہ ۱۸۴ فِي الرَّجُلِ يَقْتُلُ ابْنَهٗ اَوْعَبْدَهٗ قَالَ لَا يُقْتَلُ بِهٖ وَلٰكِنْ يُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَيُنْفٰى عَنْ مَسْقَطِ رَاْسِهٖ ۔

صفحہ ۱۸۶ قَالَ كَانَ اَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَ ؑ يُجْعَلُ جِنَايَةَ الْمَعْتُوْهِ عَلٰى عَاقِلَتِهٖ خَطَاً كَانَ اَوْعَمَدًا ۔

صفحہ ۱۸۶ قَالَ سُئِلَ اَبُوْجَعْفَرٍ ؑ عَنْ رَجُلٍ قَتَلَ رَجُلًا عَمَدًا فَلَمْ يَقُمْ

عَلَيْهِ الْحَدُّ وَلَمْ تَصِحّ الشَّهَادَةُ عَلَيْهِ حَتّٰى خُولِطَ وَذَهَبَ عَقْلُهُ ثُمَّ اِنَّ قَوْمًا اٰخَرِيْنَ شَهِدُوْا عَلَيْهِ بَعْدَ مَا خُولِطَ اَنَّهُ قَتَلَهُ فَقَالَ اِنْ شَهِدُوْا عَلَيْهِ اَنَّهُ قَتَلَهُ حِيْنَ قَتَلَهُ وَ هُوَصَحِيْحٌ لَيْسَ بِهٖ عِلَّةٌ مِّنْ فَسَادِ عَقْلِهٖ قُتِلَ بِهٖ وَاِنْ شَهِدُوْا عَلَيْهِ بِذٰلِكَ وَكَانَ لَهُ مَالٌ يُصْرَفُ دُفِعَ اِلٰى وَرَثَةِ الْمَقْتُوْلِ الدِّيَةُ مِنْ مَّالِ الْقَاتِلِ وَاِنْ لَّمْ يَتْرُكْ مَالًا اُعْطِيَ الدِّيَةُ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ وَلَا يَبْطُلُ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ.

صفحہ ۱۸۷ قَالَ سَئَلْتُ اَبَاجَعْفَرٍؑ عَنْ رَجُلٍ قَتَلَ مَجْنُوْنًا فَقَالَ اِنْ كَانَ الْمَجْنُوْنُ اَرَادَهُ فَدَفَعَهُ عَنْ نَفْسِهٖ فَقَتَلَهُ فَلَاشَيْءَ عَلَيْهِ مِنْ قَوَدٍ وَلَا دِيَةَ وَيُعْطٰى وَرَثَتُهُ دِيَتَهُ مِنْ بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ وَاِنْ كَانَ قَتَلَهُ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّكُوْنَ الْمَجْنُوْنُ اَرَادَهُ فَلَا قَوَدَ لِمَنْ لَّا يُقَادُ مِنْهُ فَاَرٰى اَنَّ عَلٰى قَاتِلِهِ الدِّيَةَ مِنْ مَالِهٖ يَدْفَعُهَا اِلٰى وَرَثَةِ الْمَجْنُوْنِ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَيَتُوْبُ اِلَيْهِ.

صفحہ ۱۸۸ عَلِيًّاؑ كَانَ يَقُوْلُ عَمَدُ الصِّبْيَانِ خَطَأٌ يُحْمَلُ عَلَى الْعَاقِلَةِ.

صفحہ ۱۹۱ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ قَتَلَهُ الْحَدُّ اَوِالْقِصَاصُ فَلَا دِيَةَ عَلَيْهِ.

صفحہ ۱۹۲ قَالَ مَنْ قَتَلَهُ الْقِصَاصُ بِاَمْرِ الْاِمَامِ فَلَادِيَةَ لَهُ فِيْ قَتْلٍ وَلَاجِرَاحَةٍ.

صفحہ ۱۹۲ قَالَ مَنِ اقْتُصَّ مِنْهُ فَهُوَقَتِيْلُ الْقُرْاٰنِ.

صفحہ ۱۹۶ اِقْرَارُ الْعُقَلَاءِ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ جَائِزٌ.

صفحہ ۱۹۷ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰہِ ؑ عَنْ رَجُلٍ وُجِدَ مَقْتُوْلًا فَجَآءَ رَجُلَانِ اِلٰی وَلِیِّہٖ فَقَالَ اَحَدُھُمَا اَنَا قَتَلْتُہٗ عَمَدًا وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا قَتَلْتُہٗ خَطَأً فَقَالَ اِنْ ھُوَ اَخَذَ بِقَوْلِ صَاحِبِ الْعَمَدِ فَلَیْسَ لَہٗ عَلٰی صَاحِبِ الْخَطَإِ سَبِیْلٌ وَاِنْ اَخَذَ بِقَوْلِ صَاحِبِ الْخَطَإِ فَلَیْسَ لَہٗ عَلٰی صَاحِبِ الْعَمَدِ سَبِیْلٌ.

صفحہ ۱۹۸ اَخْبَرَنِیْ بَعْضُ اَصْحَابِنَا رَفَعَہٗ اِلٰی اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ ؑ قَالَ اُتِیَ اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنَ ؑ بِرَجُلٍ وُجِدَ فِیْ خَرِبَۃٍ وَبِیَدِہٖ سِکِّیْنٌ مُلَطَّخٌ بِالدَّمِ وَاِذَا رَجُلٌ مَذْبُوْحٌ یَتَشَحَّطُ فِیْ دَمِہٖ فَقَالَ لَہٗ اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنَ ؑ مَا تَقُوْلُ قَالَ یَا اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ ؑ اَنَا قَتَلْتُہٗ قَالَ اذْھَبُوْا بِہٖ فَاقْتُلُوْہُ بِہٖ فَلَمَّا ذَھَبُوْہُ لِیَقْتُلُوْہُ بِہٖ اَقْبَلَ رَجُلٌ مُسْرِعًا فَقَالَ لَا تَعْجَلُوْہُ وَرُدُّوْہُ اِلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؑ فَرَدُّوْہُ فَقَالَ وَاللّٰہِ یَا اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ ؑ مَا ھٰذَا صَاحِبُہٗ اَنَا قَتَلْتُہٗ فَقَالَ اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنَ ؑ لِلْاَوَّلِ مَا حَمَلَکَ عَلٰی اِقْرَارِکَ عَلٰی نَفْسِکَ وَلَمْ تَفْعَلْ فَقَالَ یَا اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ ؑ وَمَا کُنْتُ اَسْتَطِیْعُ اَنْ اَقُوْلَ وَقَدْ شَھِدَ عَلَیَّ اَمْثَالُ ھٰؤُلَآءِ الرِّجَالِ وَاَخَذُوْنِیْ وَبِیَدِیْ سِکِّیْنٌ مُلَطَّخٌ بِالدَّمِ وَالرَّجُلُ یَتَشَحَّطُ فِیْ دَمِہٖ وَاَنَا قَآئِمٌ عَلَیْہِ وَخِفْتُ الضَّرْبَ فَاَقْرَرْتُ وَاَنَا رَجُلٌ کُنْتُ ذَبَحْتُ بِجَنْبِ ھٰذِہِ الْخَرِبَۃِ شَاۃً وَاَخَذَنِی الْبَوْلُ فَدَخَلْتُ الْخَرِبَۃَ فَرَاَیْتُ

الرَّجُلَ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهِ فَقُمْتُ مُتَعَجِّبًا فَدَخَلَ عَلَىٰ هٰؤُلَاءِ فَاَخَذُوْنِيْ فَقَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ خُذُوْا هٰذَيْنِ فَاذْهَبُوْا بِهِمَا اِلَى الْحَسَنِ ؑ وَقُصُّوْا عَلَيْهِ قِصَّتَهُمَا وَ قُوْلُوْا لَهٗ مَا الْحُكْمُ فِيْهِمَا فَذَهَبُوْا اِلَى الْحَسَنِ وَقَصُّوْا عَلَيْهِ قِصَّتَهُمَا فَقَالَ الْحَسَنُ ؑ قُوْلُوْا لِاَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ هٰذَا اِنْ كَانَ ذَبَحَ ذَاكَ فَقَدْ اَحْيَا هٰذَا وَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا . يُخَلّٰى عَنْهُمَا وَ تُخْرَجُ دِيَةُ الْمَذْبُوْحِ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ .

صفحہ ۲۰۲ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ؐ لِلطَّالِبِيْنَ اَقِيْمُوْا رَجُلَيْنِ عَدْلَيْنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اَقِيْدُوْهُ .

صفحہ ۲۰۳ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ؑ عَنِ الْقَسَامَةِ اَيْنَ كَانَ بَدْءُهَا قَالَ كَانَ مِنْ قِبَلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ؐ لَمَّا كَانَ بَعْدَ فَتْحِ خَيْبَرَ تَخَلَّفَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ عَنْ اَصْحَابِهٖ فَرَجَعُوْا فِيْ طَلَبِهٖ فَوَجَدُوْهُ مُتَشَحِّطًا فِيْ دَمِهٖ قَتِيْلًا فَجَاءَتِ الْاَنْصَارُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ؐ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؐ قَتَلَتِ الْيَهُوْدُ صَاحِبَنَا فَقَالَ يُقْسِمُ مِنْكُمْ خَمْسُوْنَ عَلٰى اَنَّهُمْ قَتَلُوْهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُقْسِمُ عَلٰى مَا لَمْ نَرَهٗ قَالَ فَيُقْسِمُ الْيَهُوْدُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ يُّصَدِّقُ الْيَهُوْدَ فَقَالَ اَنَا اِذًا اَدِيْ صَاحِبَكُمْ فَقُلْتُ لَهٗ كَيْفَ الْحُكْمُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَكَمَ فِي الدِّمَاءِ مَا لَمْ يَحْكُمْ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ حُقُوْقِ النَّاسِ لِتَعْظِيْمِهٖ

الدِّمَاءَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا ادَّعٰى عَلٰى رَجُلٍ عَشَرَةَ اٰلَافِ دِرْهَمٍ
اَوْ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ اَوْ اَكْثَرَ لَمْ يَكُنِ الْيَمِيْنُ لِلْمُدَّعِىْ وَ
كَانَتِ الْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ فَاِذَا ادَّعَى الرَّجُلُ عَلَى الْقَوْمِ
بِالدَّمِ اَنَّهُمْ قَتَلُوْا كَانَتِ الْيَمِيْنُ لِمُدَّعِى الدَّمِ قَبْلَ الْمُدَّعٰى
عَلَيْهِمْ فَعَلَى الْمُدَّعِىْ اَنْ يَّجِىْءَ بِخَمْسِيْنَ رَجُلًا يَحْلِفُوْنَ
اَنَّ فُلَانًا قَتَلَ فُلَانًا فَيُدْفَعُ اِلَيْهِمُ الَّذِىْ حَلَفَ عَلَيْهِ فَاِنْ
شَآءُوْا عَفَوْا وَاِنْ شَآءُوْا قَتَلُوْا وَاِنْ شَآءُوْا قَبِلُوا الدِّيَةَ
وَاِنْ لَّمْ يُقْسِمُوْا فَاِنَّ عَلَى الَّذِيْنَ ادُّعِىَ عَلَيْهِمْ اَنْ يَّحْلِفَ
مِنْهُمْ خَمْسُوْنَ مَا قَتَلْنَا وَلَا عَلِمْنَا لَهٗ قَاتِلًا فَاِنْ فَعَلُوْا
اَدَّى اَهْلُ الْقَرْيَةِ الَّذِيْنَ وُجِدَ فِيْهِمْ وَاِنْ كَانَ بِاَرْضِ فَلَاةٍ
اُدِّيَتْ دِيَتُهٗ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ، فَاِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ يَقُوْلُ
لَا يَبْطُلُ دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ۔

صفحہ ۲۰۶ قَالَ سَئَلْتُهٗ عَنِ الْقَسَامَةِ كَيْفَ كَانَتْ ؟ فَقَالَ هِىَ حَقٌّ
وَهِىَ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَنَا وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَقَتَلَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ
بَعْضًا ثُمَّ لَمْ يَكُنْ شَىْءٌ وَاِنَّمَا الْقَسَامَةُ نَجَاةٌ لِّلنَّاسِ.

صفحہ ۲۰۶ اِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ قَالَ مَنْ مَاتَ فِىْ زِحَامِ النَّاسِ يَوْمَ
الْجُمُعَةِ اَوْ يَوْمَ عَرَفَةَ اَوْ عَلٰى جِسْرٍ لَا يَعْلَمُوْنَ مَنْ قَتَلَهٗ
فَدِيَتُهٗ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ .

صفحہ ۲۱۰ قَالَ اِنَّ النَّبِىَّ ؐ كَانَ يَحْبِسُ فِىْ تُهْمَةِ الدَّمِ سِتَّةَ اَيَّامٍ.

صفحہ ۲۱۱ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ

وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَكَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ.

صفو ۲۱۷ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَنْ رَجُلٍ قَطَعَ يَدَيْنِ لِرَجُلَيْنِ الْيَمِيْنَيْنِ قَالَ فَقَالَ يَا حَبِيْبُ تُقْطَعُ يَمِيْنُهٗ لِلرَّجُلِ الَّذِيْ قَطَعَ يَمِيْنَهٗ اَوَّلًا وَتُقْطَعُ يَسَارُهٗ لِلرَّجُلِ الَّذِيْ قُطِعَ يَمِيْنُهٗ اٰخِرًا لِاَنَّهٗ اِنَّمَا قَطَعَ يَدَ الرَّجُلِ الْاٰخِرِ وَيَمِيْنُهٗ قِصَاصٌ لِلرَّجُلِ الْاَوَّلِ قَالَ فَقُلْتُ اِنَّ عَلِيًّاؑ اِنَّمَا كَانَ يَقْطَعُ الْيَدَ الْيُمْنٰى وَالرِّجْلَ الْيُسْرٰى قَالَ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْمَا يَجِبُ مِنْ حُقُوْقِ اللّٰهِ فَاَمَّا يَا حَبِيْبُ حُقُوْقُ الْمُسْلِمِيْنَ يُؤْخَذُ لَهُمْ حُقُوْقُهُمْ فِي الْقِصَاصِ الْيَدَ بِالْيَدِ اِذَا كَانَتْ لِلْقَاطِعِ يَدٌ فَقُلْتُ لَهٗ اَوَمَا يَجِبُ عَلَيْهِ الدِّيَةُ وَيُتْرَكُ لَهٗ رِجْلُهٗ فَقَالَ اِنَّمَا يَجِبُ عَلَيْهِ الدِّيَةُ اِذَا قَطَعَ يَدَ رَجُلٍ وَلَيْسَ لِلْقَاطِعِ يَدَانِ وَلَا رِجْلَانِ فَثَمَّ يَجِبُ عَلَيْهِ الدِّيَةُ لِاَنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ جَارِحَةٌ يُقَاصُّ مِنْهَا.

صفو ۲۱۸ اِنَّ رَجُلًا قَطَعَ مِنْ بَعْضِ اُذُنِ رَجُلٍ شَيْئًا فَرُفِعَ ذٰلِكَ اِلٰى عَلِيٍّؑ فَاَقَادَهٗ فَاَخَذَ الْاٰخَرُ مَا قُطِعَ مِنْ اُذُنِهٖ فَرَدَّهٗ عَلٰى اُذُنِهٖ بِدَمِهٖ فَالْتَحَمَتْ وَبَرِئَتْ فَعَادَ الْاٰخَرُ اِلٰى عَلِيٍّؑ فَاسْتَقَادَهٗ فَاَمَرَ بِهَا فَقُطِعَتْ ثَانِيَةً وَاَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ وَقَالَ اِنَّمَا يَكُوْنُ الْقِصَاصُ مِنْ اَجْلِ الشَّيْنِ.

صفحہ ۲۱۹ قَالَ قُلْتُ لِاَبِی جَعْفَرٍؑ اَعْوَرُ فُقَاَ عَیْنَ صَحِیْحٍ فَقَالَ تُفْقَأُ عَیْنُهٗ قَالَ قُلْتُ یَبْقٰی اَعْمٰی قَالَ اَلْحَقُّ اَعْمَاهُ۔

صفحہ ۲۲۰ قَالَ قَالَ اَبُوْجَعْفَرٍؑ قَضٰی اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنَؑ فِیْ رَجُلٍ اَعْوَرٍ اُصِیْبَ عَیْنُهُ الصَّحِیْحَةُ فَفُقِئَتْ اَنْ تُفْقَأَ اِحْدٰی عَیْنَیْ صَاحِبِهٖ وَیُعْقَلَ لَهٗ نِصْفُ الدِّیَةِ وَاِنْ شَاءَ اَخَذَ دِیَةً کَامِلَةً وَیُعْفٰی عَنْ عَیْنِ صَاحِبِهٖ۔

صفحہ ۲۲۱ قَضٰی اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنَؑ فِی اللِّحْیَةِ اِذَا حُلِقَتْ فَلَمْ تَنْبُتْ اَلدِّیَةُ کَامِلَةً فَاِذَا نَبَتَتْ فَثُلُثُ الدِّیَةِ۔

صفحہ ۲۲۲ قَالَ فِیْ لِسَانِ الْاَخْرَسِ وَعَیْنِ الْاَعْمٰی وَذَکَرِ الْخَصِیِّ وَ اُنْثَیَیْهِ ثُلُثُ الدِّیَةِ۔

صفحہ ۲۲۵ اِنَّهٗ قَالَ فِیْ سِنِّ الصَّبِیِّ یَضْرِبُهَا الرَّجُلُ فَتَسْقُطُ ثُمَّ تَنْبُتُ قَالَ لَیْسَ عَلَیْهِ الْقِصَاصُ وَعَلَیْهِ الْاَرْشُ الخ

صفحہ ۲۲۶ قَالَ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ قَتَلَ رَجُلًا عَمَدًا وَکَانَ الْمَقْتُوْلُ اَقْطَعُ الْیَدِ الْیُمْنٰی فَقَالَ اِنْ کَانَتْ قُطِعَتْ یَدُهٗ فِیْ جِنَایَةٍ جَنَاهَا عَلٰی نَفْسِهٖ اَوْکَانَ قُطِعَ فَاَخَذَ دِیَةَ یَدِهٖ مِنَ الَّذِیْ قَطَعَهَا فَاِنْ اَرَادَ اَوْلِیَاءُهٗ اَنْ یَّقْتُلُوْا قَاتِلَهٗ اَدَّوْا اِلٰی اَوْلِیَاءِ قَاتِلِهٖ دِیَةَ یَدِهِ الَّذِیْ قِیْدَ مِنْهَا اِنْ کَانَ اَخَذَ دِیَةَ یَدِهٖ وَیَقْتُلُوْهُ وَاِنْ شَاءُوْا طَرَحُوْا عَنْهُ دِیَةَ یَدٍ وَاَخَذُوا الْبَاقِیْ قَالَ وَاِنْ کَانَتْ یَدُهٗ قُطِعَتْ فِیْ غَیْرِ جِنَایَةٍ جَنَاهَا عَلٰی نَفْسِهٖ وَلَا اَخَذَ لَهَا دِیَةً قَتَلُوْا قَاتِلَهٗ وَلَا یَغْرَمُ شَیْئًا وَاِنْ شَاءُوْا اَخَذُوْا

دِيَةٌ كَامِلَةٌ قَالَ وَهٰكَذَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ عَلِيٍّ۔

صفحہ ۲۳۲ إِنَّ عَلِيّاً قَالَ انْتَظِرُوا بِالصِّغَارِ الَّذِيْنَ قُتِلَ اَبُوْهُمْ اَنْ يَكْبَرُوْا فَإِذَا بَلَغُوْا خُيِّرُوْا فَإِنْ اَحَبُّوْا قَتَلُوْا اَوْعَفَوْا اَوْ صَالَحُوْا۔

صفحہ ۲۳۳ قَالَ سَأَلْتُ اَبَاعَبْدِاللّٰهِ عَنْ رَجُلٍ قُتِلَ وَلَهُ اُمٌّ وَّاَبٌ وَّ ابْنٌ فَقَالَ الْإِبْنُ : اَنَا اُرِيْدُ اَنْ اَقْتُلَ قَاتِلَ اَبِيْ وَقَالَ الْاَبُ اَنَا اُرِيْدُ اَنْ اَعْفُوَ وَقَالَتِ الْاُمُّ اَنَا اُرِيْدُ اَنْ اٰخُذَ الدِّيَةَ قَالَ فَقَالَ فَلْيُعْطِ الْإِبْنُ الْاُمَّ السُّدُسَ مِنَ الدِّيَةِ وَيُعْطِيْ وَرَثَةَ الْقَاتِلِ السُّدُسَ مِنَ الدِّيَةِ حَقَّ الْاَبِ الَّذِيْ عَفَا وَلْيَقْتُلْهُ۔

صفحہ ۲۳۴ قَالَ إِذَا قَتَلَ الرَّجُلُ الرَّجُلَيْنِ اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قُتِلَ بِهِمْ

صفحہ ۲۳۵ قَالَ سَأَلْتُ اَبَاعَبْدِاللّٰهِ عَنْ رَجُلٍ قَتَلَ رَجُلًا مُتَعَمِّدًا ثُمَّ هَرَبَ الْقَاتِلُ لَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ قَالَ إِنْ كَانَ لَهُ الْمَالُ اُخِذَتِ الدِّيَةُ مِنْ مَالِهِ وَإِلَّا فَمِنَ الْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَبِ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُ قَرَابَةٌ اَدَّاهُ الْإِمَامُ فَإِنَّهُ لَا يَبْطُلُ دَمُ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ

صفحہ ۲۳۶ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ قَتَلَ رَجُلًا عَمْدًا فَرُفِعَ إِلَى الْوَالِيْ فَدَفَعَهُ الْوَالِيْ إِلَى اَوْلِيَاءِ الْمَقْتُوْلِ لِيَقْتُلُوْهُ فَوَثَبَ عَلَيْهِمْ قَوْمٌ فَخَلَّصُوا الْقَاتِلَ مِنْ اَيْدِي الْاَوْلِيَاءِ فَقَالَ اَرٰى اَنْ يُّحْبَسَ الَّذِيْنَ خَلَّصُوا الْقَاتِلَ مِنْ اَيْدِي الْاَوْلِيَاءِ حَتّٰى يَأْتُوْا بِالْقَاتِلِ قِيْلَ فَإِنْ مَاتَ الْقَاتِلُ وَهُمْ فِي السِّجْنِ قَالَ فَإِنْ مَاتَ فَعَلَيْهِمُ الدِّيَةُ يُؤَدُّوْنَهَا جَمِيْعًا إِلَى اَوْلِيَاءِ الْمَقْتُوْلِ۔

صفحہ ۲۳۷ إِذَا قَتَلْتُمْ فَاحْسِنُوا الْقِتْلَةَ .

صفحہ ۲۳۸ قَالَا سَأَلْنَاهُ عَنْ رَجُلٍ ضَرَبَ رَجُلًا بِعَصًا فَلَمْ يَقْلَعْ عَنْهُ الضَّرْبَ حَتّٰى مَاتَ أَيُدْفَعُ إِلَى وَلِيِّ الْمَقْتُولِ فَيَقْتُلَهُ قَالَ نَعَمْ وَلٰكِنْ لَا يُتْرَكُ يَعْبَثُ بِهِ وَلٰكِنْ يُجِيزُ عَلَيْهِ بِالسَّيْفِ .

صفحہ ۲۳۹ وَإِنْ مُتُّ بَدَا لَكُمْ أَنْ تَقْتُلُوهُ فَلَا تُمَثِّلُوهُ .

صفحہ ۲۴۱ قَالَ خَرَجَ أَبُو الْحَسَنِ فِي بَعْضِ حَوَائِجِهِ فَمَرَّ بِرَجُلٍ يُحَدُّ فِي الشِّتَاءِ فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ مَا يَنْبَغِي هٰذَا فَقُلْتُ وَلِهٰذَا حَدٌّ قَالَ نَعَمْ يَنْبَغِي لِمَنْ يُحَدُّ فِي الشِّتَاءِ أَنْ يُحَدَّ فِي حَرِّ النَّهَارِ وَلِمَنْ حُدَّ فِي الصَّيْفِ أَنْ يُحَدَّ فِي بَرْدِ النَّهَارِ

صفحہ ۲۴۲ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ ، فَقَالَ يُكَفَّرُ عَنْهُ مِنْ ذُنُوبِهِ بِقَدْرِ مَا عَفَى وَسَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ، قَالَ يَنْبَغِي لِلَّذِي لَهُ الْحَقُّ أَنْ لَا يُعَسِّرَ أَخَاهُ إِذَا كَانَ قَدْ صَالَحَهُ عَلٰى دِيَةٍ وَيَنْبَغِي لِلَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ أَنْ لَا يُمَطِّلَ أَخَاهُ إِذَا قَدَرَ عَلٰى مَا يُعْطِيهِ وَيُؤَدِّي إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ .

صفحہ ۲۴۳ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ، فَقَالَ هُوَ الرَّجُلُ يَقْبَلُ الدِّيَةَ أَوْ يَعْفُو أَوْ صَالَحَ ثُمَّ يَعْتَدِي فَيَقْتُلُ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ .

صفحہ ۲۴۵ إِنَّهُ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَإِنَّهُ يُقَادُ بِهِ إِلَّا أَنْ يَرْضٰى

اَوْلِيَاءُ الْمَقْتُوْلِ اَنْ يَّقْبَلُوا الدِّيَةَ اَوْ يَتَرَاضَوْا بِاَكْثَرَ مِنَ الدِّيَةِ اَوْ اَقَلَّ مِنَ الدِّيَةِ فَاِنْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ بَيْنَهُمْ جَازَ .

صفحہ ۲۴۶ فَقَالَ كَانَ عَلِيٌّ يَقُوْلُ الدِّيَةُ اَلْفُ دِيْنَارٍ وَقِيْمَةُ الدِّيْنَارِ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ وَعَشَرَةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ لِاَهْلِ الْاَمْصَارِ وَعَلٰى اَهْلِ الْبَوَادِى الدِّيَةُ مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَلِاَهْلِ السَّوَادِ مِائَتَا بَقَرَةٍ اَوْ اَلْفُ شَاةٍ .

صفحہ ۲۴۷ قَالَ سَاَلْتُهُ عَنْ دِيَةِ الْعَمَدِ الَّذِىْ يَقْتُلُ الرَّجُلُ عَمَدًا قَالَ فَقَالَ مِائَةٌ مِّنْ فُحُوْلَةِ الْاِبِلِ الْمَسَانِّ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ اِبِلٌ فَمَكَانَ كُلِّ جَمَلٍ عِشْرُوْنَ مِنْ فُحُوْلَةِ الْغَنَمِ .

صفحہ ۲۴۸ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِى الْخَطَاِ شِبْهِ الْعَمَدِ اَنْ يُّقْتَلَ بِالسَّوْطِ اَوْ بِالْعَصَا اَوْ بِالْحِجَارَةِ اَنَّ دِيَةَ ذٰلِكَ تُغَلَّظُ وَهِىَ مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ فِيْهَا اَرْبَعُوْنَ خَلِفَةً (مَا) بَيْنَ ثَنِيَّةٍ اِلٰى بَازِلِ عَامِهَا وَثَلَاثُوْنَ حِقَّةً وَّثَلٰثُوْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَالْخَطَاُ يَكُوْنُ فِيْهِ ثَلَاثُوْنَ حِقَّةً وَّثَلَاثُوْنَ اِبْنَةَ لَبُوْنٍ وَّعِشْرُوْنَ اِبْنَةَ مَخَاضٍ وَّعِشْرُوْنَ ابْنَ لَبُوْنٍ ذَكَرٍ وَ قِيْمَةُ كُلِّ بَعِيْرٍ مِّنَ الْوَرِقِ مِائَةٌ وَّعِشْرُوْنَ دِرْهَمًا اَوْ عَشَرَةُ دَنَانِيْرَ وَمِنَ الْغَنَمِ قِيْمَةُ كُلِّ نَابٍ مِّنَ الْاِبِلِ عِشْرُوْنَ شَاةً .

صفحہ ۲۴۹ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ يَقُوْلُ تُسْتَادٰى دِيَةُ الْخَطَاِ فِىْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ وَتُسْتَادٰى دِيَةُ الْعَمَدِ فِىْ سَنَةٍ .

صفحہ ۲۵۰ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الرَّجُلِ يُقْتَلُ فِى الشَّهْرِ الْحَرَامِ

مَادِيَتُهُ ؟ قَالَ دِيَةٌ وَّثُلُثٌ .

صفحہ ۲۵۱ قَالَ لَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ وَلَا يُطْعَمُ وَلَا يُسْقَى وَلَا يُكَلَّمُ وَلَا يُبَايَعُ فَإِذَا فُعِلَ ذٰلِكَ بِهٖ يُوْشِكُ اَنْ يَّخْرُجَ فَيُقَامَ عَلَيْهِ الْحَدُّ .

صفحہ ۲۵۲ قَالَ اِذَا قَتَلَتِ الْمَرْاَةُ رَجُلًا قُتِلَتْ بِهٖ وَاِذَا قَتَلَ الرَّجُلُ الْمَرْاَةَ فَاِنْ اَرَادَ الْقَوَدَ اَدَّوْا فَضْلَ دِيَةِ الرَّجُلِ وَاَقَادُوْهُ بِهَا وَاِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْا قَبِلُوْا مِنَ الْقَاتِلِ الدِّيَةَ دِيَةَ الْمَرْاَةِ كَامِلَةً وَدِيَةُ الْمَرْاَةِ نِصْفُ دِيَةِ الرَّجُلِ .

صفحہ ۲۵۳ قَالَ دِيَةُ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ وَالْمَجُوْسِيِّ ثَمَانَمِائَةِ دِرْهَمٍ .

صفحہ ۲۵۴ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ؑ عَنْ دِيَةِ النَّصْرَانِيِّ وَالْيَهُوْدِيِّ وَالْمَجُوْسِيِّ قَالَ دِيَتُهُمْ جَمِيْعًا سَوَاءٌ ثَمَانُ مِائَةِ دِرْهَمٍ ثَمَانُمِائَةِ دِرْهَمٍ .

صفحہ ۲۵۵ قَالَ يُقْتَلُ الْعَبْدُ بِالْحُرِّ وَلَا يُقْتَلُ الْحُرُّ بِالْعَبْدِ يُغْرَمُ ثَمَنَهُ وَيُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِيْدًا حَتّٰى لَا يَعُوْدَ .

صفحہ ۲۵۷ ضُمِّنَ خَتَّانًا قَطَعَ حَشَفَةَ الْغُلَامِ .

صفحہ ۲۵۸ قَالَ قَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ مَنْ تَطَبَّبَ اَوْتَبَيْطَرَ فَلْيَاْخُذِ الْبَرَاءَةَ مِنْ وَّلِيِّهٖ وَاِلَّا فَهُوَ ضَامِنٌ .

صفحہ ۲۵۹ فِيْ رَجُلٍ حَمَلَ مَتَاعًا عَلٰى رَاْسِهٖ فَاَصَابَ اِنْسَانًا فَمَاتَ وَانْكَسَرَ مِنْهُ فَقَالَ هُوَ ضَامِنٌ .

صفحہ ۲۵۹ قَالَ الدِّيَةُ كَامِلَةٌ وَلَا يُقْتَلُ الرَّجُلُ .

صفحہ ۲۶۰ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَحْفِرُ الْبِئْرَ فِي دَارِهِ أَوْفِي أَرْضِهِ فَقَالَ أَمَّا مَا حَفَرَ فِي مِلْكِهِ فَلَيْسَ عَلَيْهِ ضَمَانٌ وَأَمَّا مَا حَفَرَ فِي الطَّرِيقِ أَوْفِي غَيْرِ مَا يَمْلِكُ فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا يَسْقُطُ فِيهِ .

صفحہ ۲۶۰ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ؑ مَنْ أَضَرَّ بِشَيْءٍ فِي طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ فَهُوَ لَهُ ضَامِنٌ .

صفحہ ۲۶۱ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ؐ مَنْ أَخْرَجَ مِيزَابًا أَوْكَنِيفًا أَوْ أَوْتَدَ وَتَدًا أَوْ أَوْثَقَ دَابَّةً أَوْحَفَرَ شَيْئًا فِي طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ فَأَصَابَ شَيْئًا فَعَطِبَ فَهُوَ لَهُ ضَامِنٌ .

صفحہ ۲۶۷ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ الشَّيْءِ يُوضَعُ عَلَى الطَّرِيقِ فَتَمُرُّ الدَّابَّةُ فَتَنْفِرُ بِصَاحِبِهَا فَتَعْقِرُهُ فَقَالَ كُلُّ شَيْءٍ يَضُرُّ بِطَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ فَصَاحِبُهُ ضَامِنٌ بِمَا يُصِيبُهُ .

صفحہ ۲۶۷ قَالَ إِذَا قَامَ قَائِمُنَا قَالَ يَا مَعْشَرَ الْفُرْسَانِ سِيرُوا فِي وَسَطِ الطَّرِيقِ يَا مَعْشَرَ الرَّجَالَةِ سِيرُوا عَلَى جَنْبِ الطَّرِيقِ فَأَيُّمَا فَارِسٍ أَخَذَ عَلَى جَنْبِ الطَّرِيقِ فَأَصَابَ رَجُلًا عَيْبٌ أَلْزَمْنَاهُ الدِّيَةَ وَأَيُّمَا رَجُلٍ أَخَذَ فِي وَسَطِ الطَّرِيقِ فَأَصَابَهُ عَيْبٌ فَلَا دِيَةَ لَهُ .

صفحہ ۲۶۸ قَالَ قَضَى أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ؑ فِي حَائِطٍ اشْتَرَكَ فِي هَدْمِهِ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَوَقَعَ عَلَى وَاحِدٍ مِنْهُمْ فَمَاتَ فَضَمِنَ الْبَاقِينَ

دِيَةٌ لِاَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ ضَامِنٌ صَاحِبَهٗ ۔

صفحہ ۲۶۸ سُئِلَ الصَّادِقُ ؑ عَنْ بُخْتِيٍّ اغْتَلَمَ فَخَرَجَ مِنَ الدَّارِ فَقَتَلَ رَجُلًا فَجَاءَ اَخُو الرَّجُلِ فَضَرَبَ الْفَحْلَ بِالسَّيْفِ فَعَقَرَهٗ فَقَالَ: صَاحِبُ الْبُخْتِيِّ ضَامِنٌ لِّلدِّيَةِ وَيَقْبِضُ ثَمَنَ بُخْتِيِّهٖ ۔

صفحہ ۲۶۹ اِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ كَانَ اِذَا صَالَ الْفَحْلُ اَوَّلَ مَرَّةٍ لَمْ يَضْمَنْ صَاحِبَهٗ فَاِذَا ثَنّٰى ضَمَّنَ صَاحِبَهٗ ۔

صفحہ ۲۷۰ قَالَ قَضٰى اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ فِيْ رَجُلٍ دَخَلَ دَارَ قَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ فَعَقَرَهٗ كَلْبُهُمْ قَالَ لَا ضَمَانَ عَلَيْهِمْ وَاِنْ دَخَلَ بِاِذْنِهِمْ ضَمِنُوْا ۔

صفحہ ۲۷۰ قَالَ سَاَلْتُهٗ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ رَجُلٌ دَخَلَ دَارَ رَجُلٍ فَوَثَبَ كَلْبٌ عَلَيْهِ فِي الدَّارِ فَعَقَرَهٗ فَقَالَ اِنْ كَانَ دُعِيَ فَعَلٰى اَهْلِ الدَّارِ اَرْشُ الْخَدْشِ وَاِنْ كَانَ لَمْ يُدْعَ فَدَخَلَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِمْ ۔

صفحہ ۲۷۱ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ ؑ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ يَسِيْرُ عَلٰى طَرِيْقٍ مِّنْ طُرُقِ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى دَابَّتِهٖ فَتُصِيْبُ بِرِجْلِهَا فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ مَا اَصَابَتْ بِرِجْلِهَا وَعَلَيْهِ مَا اَصَابَتْ بِيَدِهَا وَاِذَا وَقَفَتْ فَعَلَيْهِ مَا اَصَابَتْ بِيَدِهَا وَرِجْلِهَا وَاِنْ كَانَ يَسُوْقُهَا فَعَلَيْهِ مَا اَصَابَتْ بِيَدِهَا وَرِجْلِهَا اَيْضًا ۔

صفحہ ۲۷۲ عَلِيٌّ ؑ فِيْ دَابَّةٍ عَلَيْهَا رِدْفَانِ فَقَتَلَتِ الدَّابَّةُ رَجُلًا اَوْ جَرَحَتْ فَقَضٰى فِي الْغَرَامَةِ بَيْنَ الرِّدْفَيْنِ بِالسَّوِيَّةِ ۔

صفحہ ۲۷۳ عَنِ الرَّجُلِ يَنْفِرُ بِالرَّجُلِ فَيَعْقِرُهُ وَتَعْقِرُ دَابَّتُهُ رَجُلًا اٰخَرَ فَقَالَ هُوَ ضَامِنٌ لِمَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ.

صفحہ ۲۷۳ قَالَ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ فَزَّعَ رَجُلًا عَنِ الْجِدَارِ اَوْ نَفَّرَ بِهٖ عَنْ دَابَّتِهٖ فَخَرَّ فَمَاتَ فَهُوَ ضَامِنٌ لِّدِيَتِهٖ وَاِنِ انْكَسَرَ فَهُوَ ضَامِنٌ لِدِيَةِ مَا يَنْكَسِرُ مِنْهُ.

صفحہ ۲۷۴ اِنَّ ثَوْرًا قَتَلَ حِمَارًا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ؐ فَرُفِعَ ذٰلِكَ اِلَيْهِ وَهُوَ فِيْ اُنَاسٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فِيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ اِقْضِ بَيْنَهُمْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؐ بَهِيْمَةٌ قَتَلَتْ بَهِيْمَةً مَا عَلَيْهَا شَيْءٌ فَقَالَ يَا عُمَرُ اِقْضِ بَيْنَهُمَا فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ يَا عَلِيُّ ؑ اِقْضِ بَيْنَهُمَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؐ اِنْ كَانَ الثَّوْرُ دَخَلَ عَلَى الْحِمَارِ فِيْ مُسْتَرَاحِهٖ فَضَمِنَ اَصْحَابُ الثَّوْرِ وَاِنْ كَانَ الْحِمَارُ دَخَلَ عَلَى الثَّوْرِ فِيْ مُسْتَرَاحِهٖ فَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِمَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ؐ يَدَهٗ اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ مِنِّيْ مَنْ يَّقْضِيْ بِقَضَآءِ النَّبِيِّيْنَ.

صفحہ ۲۷۵ قَالَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ اَخَاهُ بِلَيْلٍ فَهُوَ لَهٗ ضَامِنٌ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى بَيْتِهٖ.

صفحہ ۲۷۶ عَنْ عَلِيٍّ ؑ اَنَّهٗ قَضٰى فِيْ رَجُلٍ اَقْبَلَ بِنَارٍ فَاَشْعَلَهَا فِيْ دَارِ قَوْمٍ احْتَرَقَتْ وَاحْتَرَقَ مَتَاعُهُمْ قَالَ يَغْرِمُ قِيْمَةَ الدَّارِ وَمَا فِيْهَا وَيُقْتَلُ.

صفحہ ۲۷۷ قَالَ قَالَ اَبُوْجَعْفَرٍ ؑ اَيُّمَا ظِئْرِ قَوْمٍ قَتَلَتْ صِبْيَانَهُمْ وَهِيَ نَائِمَةٌ فَقَتَلَتْهُ فَاِنَّ عَلَيْهَا الدِّيَةَ مِنْ مَّالِهَا خَاصَّةً اِنْ كَانَ اِنَّمَا ظَائَرَتْ طَلَبَ الْعِزِّ وَالْفَخْرِ وَاِنْ كَانَتْ اِنَّمَا ظَائَرَتْ مِنَ الْفَقْرِ فَاِنَّ الدِّيَةَ عَلٰى عَاقِلَتِهَا.

صفحہ ۲۷۸ فِيْ رَجُلٍ دَفَعَ رَجُلًا عَلٰى رَجُلٍ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ الدِّيَةُ عَلَى الَّذِيْ وَقَعَ عَلَى الرَّجُلِ فَقَتَلَهٗ لِاَوْلِيَاءِ الْمَقْتُوْلِ قَالَ يَرْجِعُ الْمَدْفُوْعُ بِالدِّيَةِ عَلَى الَّذِيْ دَفَعَهٗ قَالَ وَاِنْ اَصَابَ الْمَدْفُوْعَ شَيْئًا فَهُوَ عَلَى الدَّافِعِ اَيْضًا.

صفحہ ۲۷۹ قَالَ قَضٰى اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ جَارِيَةٍ رَكِبَتْ جَارِيَةً فَنَخَسَتْهَا جَارِيَةٌ اُخْرٰى فَقَمَصَتِ الْمَرْكُوْبَةُ فَصَرَعَتِ الرَّاكِبَةَ فَمَاتَتْ فَقَضٰى بِدِيَتِهَا نِصْفَيْنِ بَيْنَ النَّاخِسَةِ وَالْمَنْخُوْسَةِ.

صفحہ ۲۸۲ قَالَ قَضٰى اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ فِيْ اَرْبَعَةٍ شَرِبُوْا مُسْكِرًا فَاَخَذَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ السِّلَاحَ فَاقْتَتَلُوْا فَقُتِلَ اثْنَانِ وَجُرِحَ اثْنَانِ فَاَمَرَ بِالْمَجْرُوْحَيْنِ فَضُرِبَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَقَضٰى بِدِيَةِ الْمَقْتُوْلَيْنِ عَلَى الْمَجْرُوْحَيْنِ وَاَمَرَ اَنْ يُّقَاسَ جِرَاحَةُ الْمَجْرُوْحَيْنِ فَتُرْفَعُ مِنَ الدِّيَةِ فَاِنْ مَاتَ الْمَجْرُوْحَانِ فَلَيْسَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ اَوْلِيَاءِ الْمَقْتُوْلَيْنِ شَيْءٌ.

صفحہ ۲۸۱ قَالَ رُفِعَ اِلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ سِتَّةُ غِلْمَانٍ كَانُوْا فِي الْفُرَاتِ فَغَرِقَ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ فَشَهِدَ ثَلٰثَةٌ مِّنْهُمْ عَلَى اثْنَيْنِ اَنَّهُمَا غَرَّقَاهُ وَشَهِدَ اثْنَانِ عَلَى الثَّلٰثَةِ اَنَّهُمْ غَرَّقُوْهُ فَقَضٰى عَلِيٌّ

بِالدِّيَةِ اَخْمَاسًا ثَلَاثَةُ اَخْمَاسٍ عَلَى الْاِثْنَيْنِ وَخُمُسَيْنِ عَلَى الثَّلَاثَةِ .

صفحہ ۲۸۴ قَالَ قَضٰى اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ فِيْ اَرْبَعَةٍ اِطَّلَعُوْا فِيْ زُبْيَةِ الْاَسَدِ فَخَرَّ اَحَدُهُمْ فَاسْتَمْسَكَ بِالثَّانِيْ وَاسْتَمْسَكَ الثَّانِيْ بِالثَّالِثِ وَاسْتَمْسَكَ الثَّالِثُ بِالرَّابِعِ حَتّٰى اَسْقَطَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا عَلَى الْاَسَدِ فَقَتَلَهُمُ الْاَسَدُ فَقَضٰى بِالْاَوَّلِ فَرِيْسَةَ الْاَسَدِ وَغَرِمَ اَهْلُهٗ ثُلُثَ الدِّيَةِ لِاَهْلِ الثَّانِيْ غَرِمَ الثَّانِيْ لِاَهْلِ الثَّالِثِ ثُلُثَيِ الدِّيَةِ وَغَرِمَ لِاَهْلِ الرَّابِعِ الدِّيَةَ كَامِلَةً

صفحہ ۲۸۶ قَالَ عِنْدَنَا الْجَامِعَةُ قُلْتُ وَمَا الْجَامِعَةُ قَالَ صَحِيْفَةٌ فِيْهَا كُلُّ حَلَالٍ وَحَرَامٍ وَكُلُّ شَيْءٍ يَحْتَاجُ اِلَيْهِ النَّاسُ حَتّٰى الْاَرْشُ فِي الْخَدْشِ وَضَرَبَ بِيَدِهٖ اِلَيَّ فَقَالَ اَتَاْذَنُ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اِنَّمَا اَنَا لَكَ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ فَغَمَزَنِيْ بِيَدِهٖ وَقَالَ حَتّٰى اَرْشُ هٰذَا .

صفحہ ۲۸۸ قَالَ قُلْتُ : اَلرَّجُلُ يَدْخُلُ الْحَمَّامَ فَيَصُبُّ عَلَيْهِ صَاحِبُ الْحَمَّامِ مَاءً حَارًّا فَيَمْتَعِطُ شَعْرُ رَاْسِهٖ فَلَا يَنْبُتُ فَقَالَ عَلَيْهِ الدِّيَةُ كَامِلَةً .

صفحہ ۲۸۸ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ ؑ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا عَلٰى رَجُلٍ وَثَبَ عَلَى امْرَاَةٍ فَحَلَقَ رَاْسَهَا قَالَ يُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَجِيْعًا وَيُحْبَسُ فِيْ سِجْنِ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى يَسْتَبْرِاَ شَعْرُهَا فَاِنْ نَبَتَ اُخِذَ مِنْهُ مَهْرُ نِسَائِهَا وَاِنْ لَمْ يَنْبُتْ اُخِذَ مِنْهُ

الدِّيَةُ كَامِلَةً قُلْتُ فَكَيْفَ صَارَ مَهْرُ نِسَائِهَا اِنْ نَبَتَ شَعْرُهَا
فَقَالَ يَا ابْنَ سِنَانٍ اِنَّ شَعْرَ الْمَرْاَةِ وَعُذْرَتَهَا شَرِيْكَانِ فِي
الْجَمَالِ فَاِذَا ذَهَبَ بِاَحَدِهِمَا وَجَبَ لَهَا الْمَهْرُ كَامِلًا۔

صفحہ ۲۸۹ قَالَ قَضٰى اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ فِي اللِّحْيَةِ اِذَا حُلِقَتْ فَلَمْ
تَنْبُتِ الدِّيَةُ كَمَلَةً فَاِذَا نَبَتَتْ فَثُلُثُ الدِّيَةِ۔

صفحہ ۲۹۰ قَدْ اَفْتٰى اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ وَاِنْ اُصِيْبَ الْحَاجِبُ فَذَهَبَ
شَعْرُهُ كُلُّهُ فَدِيَتُهُ نِصْفُ دِيَةِ الْعَيْنِ مِأتَا دِيْنَارٍ وَخَمْسُوْنَ
دِيْنَارًا فَمَا اُصِيْبَ مِنْهُ فَعَلٰى حِسَابِ ذٰلِكَ۔

صفحہ ۲۹۱ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُكْسَرُ ظَهْرُهُ قَالَ فِيْهِ الدِّيَةُ كَامِلَةً وَفِي
الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي اِحْدَاهُمَا نِصْفُ الدِّيَةِ وَفِي الْاُذُنَيْنِ
الدِّيَةُ وَفِي اِحْدَاهُمَا نِصْفُ الدِّيَةِ ، وَفِي الذَّكَرِ اِذَا قُطِعَتْ
الْحَشَفَةُ وَمَا فَوْقَ الدِّيَةُ وَفِي الْاَنْفِ اِذَا قُطِعَ الْمَارِنُ الدِّيَةُ
وَفِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ۔

صفحہ ۲۹۲ قَالَ قَالَ اَبُوْجَعْفَرٍ ؑ قَضٰى اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ فِي رَجُلٍ اَعْوَرٍ
اُصِيْبَتْ عَيْنُهُ الصَّحِيْحَةُ فَفُقِئَتْ اَنْ تَفْقَا اِحْدٰى عَيْنَيْ
صَاحِبِهٖ وَيَعْقِلُ لَهُ نِصْفَ الدِّيَةِ وَاِنْ شَاءَ اَخَذَ دِيَةً كَامِلَةً
وَيُعْفٰى عَنْ عَيْنِ صَاحِبِهٖ ۔

صفحہ ۲۹۳ قَالَ فِي لِسَانِ الْاَخْرَسِ وَعَيْنِ الْاَعْمٰى وَذَكَرِ الْخَصِيِّ وَ
اُنْثَيَيْهِ ثُلُثُ الدِّيَةِ۔

صفحہ ۲۹۵ قَضٰى فِي كُلِّ جَانِبٍ مِنَ الْاَنْفِ ثُلُثَ الدِّيَةِ۔

صفحہ ۲۹۶ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا ؑ قَضٰی فِیْ شَحْمَةِ الْاُذُنِ ثُلُثَ دِیَةِ الْاُذُنِ.

صفحہ ۲۹۸ وَفِی اللِّسَانِ اِذَا قُطِعَ الدِّیَةُ کَامِلَةً.

صفحہ ۲۹۹ وَفِیْ اَسْنَانِ الرَّجُلِ الدِّیَةُ کَامِلَةً.

صفحہ ۲۹۹ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ جَعْفَرٍ ؑ اَصْلَحَكَ اللّٰهُ اِنَّ بَعْضَ النَّاسِ فِیْ فِیْهِ اثْنَانِ وَثَلَاثُوْنَ سِنًّا وَبَعْضُهُمْ لَهُمْ ثَمَانِیَةٌ وَّ عِشْرُوْنَ سِنًّا فَعَلٰی کَمْ تُقْسَمُ دِیَةُ الْاَسْنَانِ ؟ فَقَالَ: اَلْخِلْقَةُ اِنَّمَا هِیَ ثَمَانِیَةٌ وَّعِشْرُوْنَ سِنًّا اثْنَتَا عَشَرَ فِیْ مَقَادِیْمِ الْفَمِ وَسِتَّةَ عَشَرَ سِنًّا فِیْ مَوَاخِیْرِهٖ فَعَلٰی هٰذَا قُسِمَتْ دِیَةُ الْاَسْنَانِ فَدِیَةُ کُلِّ سِنٍّ مِّنَ الْمَقَادِیْمِ اِذَا کُسِرَتْ حَتّٰی یَذْهَبَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَدِیَتُهَا کُلُّهَا سِتَّةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَفِیْ کُلِّ سِنٍّ مِّنَ الْمَوَاخِیْرِ اِذَا کُسِرَتْ حَتّٰی یَذْهَبَ فَاِنَّ دِیَتَهَا مِائَتَانِ وَخَمْسُوْنَ دِرْهَمًا وَهِیَ سِتَّةَ عَشَرَ سِنًّا فَدِیَتُهَا کُلُّهَا اَرْبَعَةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ فَجَمِیْعُ دِیَةِ الْمَقَادِیْمِ وَالْمَوَاخِیْرِ مِنَ الْاَسْنَانِ عَشَرَةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَاِنَّمَا وُضِعَتِ الدِّیَةُ عَلٰی هٰذَا فَمَا زَادَ عَلٰی ثَمَانِیَةٍ وَّعِشْرِیْنَ سِنًّا فَلَا دِیَةَ لَهٗ وَمَا نَقَصَ فَلَا دِیَةَ لَهٗ هٰکَذَا وَجَدْنَاهُ فِیْ کِتَابِ عَلِیٍّ ؑ.

صفحہ ۳۰۱ قَالَ السِّنُّ اِذَا ضُرِبَتْ انْتُظِرَ بِهَا سَنَةً فَاِنْ وَقَعَتْ غُرِّمَ الضَّارِبُ خَمْسَ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَاِنْ لَّمْ تَقَعْ وَاسْوَدَّتْ اُغْرِمَ ثُلُثَیْ دِیَتِهَا.

صفحہ ۳۰۲ قَالَ قَضٰی اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ؑ فِیْ رَجُلٍ کُسِرَ صُلْبُهٗ فَلَا یَسْتَطِیْعُ

اَنْ يَجْلِسَ اَنَّ فِيهِ الدِّيَةُ .

صفحہ ۳۰۴ قَالَ فِي الْيَدِ نِصْفُ الدِّيَةِ وَفِي الْيَدَيْنِ جَمِيعًا الدِّيَةُ وَفِي الرِّجْلَيْنِ كَذٰلِكَ وَفِي الذَّكَرِ اِذَا قُطِعَتِ الْحَشْفَةُ وَمَا فَوْقَ الدِّيَةُ وَفِي الْاَنْفِ اِذَا قُطِعَ الْمَارِنُ الدِّيَةُ وَفِي الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي اِحْدَاهُمَا نِصْفُ الدِّيَةِ .

صفحہ ۳۰۵ قَالَ اَصَابِعُ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ سَوَآءٌ فِي الدِّيَةِ فِي كُلِّ اِصْبَعٍ عَشْرٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَفِي الظُّفْرِ خَمْسَةُ دَنَانِيْرَ .

صفحہ ۳۰۶ فِي الْاِصْبَعِ الزَّائِدَةِ اِذَا قُطِعَتْ ثُلُثُ دِيَةِ الصَّحِيحَةِ .

صفحہ ۳۰۶ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ؑ عَنِ الذِّرَاعِ اِذَا ضُرِبَ فَانْكَسَرَ مِنْهُ الزَّنْدُ قَالَ اِذَا يَبِسَتْ مِنْهُ الْكَفُّ فَشَلَّتْ اَصَابِعُ الْكَفِّ كُلُّهَا فَاِنَّ فِيهَا ثُلُثَيِ الدِّيَةِ دِيَةِ الْيَدِ قَالَ وَاِنْ شَلَّتْ بَعْضُ الْاَصَابِعِ وَبَقِيَ بَعْضٌ فَاِنَّ فِي كُلِّ اِصْبَعٍ شَلَّتْ ثُلُثَيْ دِيَتِهَا قَالَ وَكَذٰلِكَ الْحُكْمُ فِي السَّاقِ وَالْقَدَمِ اِذَا شَلَّتْ اَصَابِعُ الْقَدَمِ .

صفحہ ۳۰۷ وَكُلُّ مَا كَانَ مِنْ شَلَلٍ فَهُوَ عَلَى الثَّالِثِ مِنْ دِيَةِ الصِّحَاحِ .

صفحہ ۳۰۷ فِي رَجُلٍ قَطَعَ يَدَ رَجُلٍ شَلَّاءَ قَالَ عَلَيْهِ ثُلُثُ الدِّيَةِ .

صفحہ ۳۰۸ قَالَ قَضَى اَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ فِي الظُّفْرِ اِذَا قُلِعَ وَلَمْ تَنْبُتْ وَخَرَجَ اَسْوَدُ فَاسِدًا عَشَرَةُ دَنَانِيْرَ فَاِنْ خَرَجَ اَبْيَضَ فَخَمْسَةُ دَنَانِيْرَ .

صفحہ ۳۱۶ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ؑ عَنْ رَجُلٍ كُسِرَ بُعْصُوصُهُ فَلَمْ يَمْلِكْ اِسْتَهُ فَمَا فِيهِ الدِّيَةُ ؟ فَقَالَ : الدِّيَةُ كَامِلَةً .

صفحہ ۳۱۷ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ ؑ یَقُوْلُ قَضٰی اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ؑ فِی الرَّجُلِ یَضْرِبُ عَلٰی عِجَانِہٖ فَلَا یَسْتَمْسِکُ غَائِطَہٗ وَلَا بَوْلَہٗ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ الدِّیَۃُ کَامِلَۃً۔

صفحہ ۳۱۹ قَالَ قُلْتُ لَہٗ جُعِلْتُ فِدَاکَ مَا تَقُوْلُ فِیْ رَجُلٍ ضَرَبَ رَاْسَ رَجُلٍ بِعَمُوْدِ فُسْطَاطٍ حَتّٰی ذَھَبَ عَقْلُہٗ قَالَ الدِّیَۃُ قُلْتُ فَاِنَّہٗ عَاشَ عَشَرَۃَ اَیَّامٍ اَوْ قَلَّ اَوْ اَکْثَرَ فَرَجَعَ اِلَیْہِ عَقْلُہٗ اَلَہٗ اَنْ یَّاْخُذَ الدِّیَۃَ قَالَ لَا قَدْ مَضَتِ الدِّیَۃُ بِمَا فِیْھَا۔

صفحہ ۳۲۱ قَالَ قَضٰی اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ؑ فِیْ رَجُلٍ ضَرَبَ رَجُلًا بِعَصَا فَذَھَبَ سَمْعُہٗ وَبَصَرُہٗ وَلِسَانُہٗ وَعَقْلُہٗ وَفَرْجُہٗ وَانْقَطَعَ جِمَاعُہٗ وَھُوَ حَیٌّ بِسِتِّ دِیَاتٍ۔

صفحہ ۳۲۲ قَالَ سَاَلْتُہٗ عَنْ رَجُلٍ وَجَیٔ اُذُنَ رَجُلٍ بِعَظْمٍ فَادَّعٰی اَنَّہٗ ذَھَبَ سَمْعُہٗ کُلُّہٗ قَالَ یُؤَجَّلُ سَنَۃً وَیُتَرَصَّدُ بِشَاھِدَیْ عَدْلٍ فَاِنْ جَاءَا فَشَھِدَا اَنَّہٗ سَمِعَ وَاَنَّہٗ اَجَابَ عَلٰی سَمْعٍ فَلَا حَقَّ لَہٗ وَاِنْ لَّمْ یُعْثَرْ عَلٰی اَنَّہٗ سَمِعَ اسْتُحْلِفَ ثُمَّ اُعْطِیَ الدِّیَۃَ قُلْتُ فَاِنَّہٗ سَمِعَ بَعْدَ مَا اُعْطِیَ الدِّیَۃَ قَالَ ھُوَ شَیْءٌ اَعْطَاہُ اللّٰہُ اِیَّاہُ۔

صفحہ ۳۲۷ قَالَ سَئَلْتُہٗ عَنِ الْعَیْنِ یَدَّعِیْ صَاحِبُھَا اَنَّہٗ لَا یُبْصِرُ شَیْئًا قَالَ یُؤَجَّلُ سَنَۃً ثُمَّ یُسْتَحْلَفُ بَعْدَ السَّنَۃِ اَنَّہٗ لَا یُبْصِرُ ثُمَّ یُعْطَی الدِّیَۃَ قَالَ قُلْتُ فَاِنْ ھُوَ اَبْصَرَ بَعْدَہٗ قَالَ ھُوَ شَیْءٌ اَعْطَاہُ اللّٰہُ اِیَّاہُ۔

صفحہ ۳۲۵ قَالَ سُئِلَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَنْ رَجُلٍ ضَرَبَ رَجُلًا عَلٰی هَامَّتِهٖ فَادَّعَی الْمَضْرُوْبُ اَنَّهٗ لَا یُبْصِرُ شَیْئًا وَلَا یَشَمُّ الرَّائِحَةَ وَاَنَّهٗ قَدْ ذَهَبَ لِسَانُهٗ فَقَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنْ صَدَقَ فَلَهٗ ثَلَاثُ دِیَاتٍ فَقِیْلَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَکَیْفَ یُعْلَمُ اَنَّهٗ صَادِقٌ فَقَالَ اَمَّا مَا ادَّعَاهُ اَنَّهٗ لَا یَشَمُّ الرَّائِحَةَ فَاِنَّهٗ یُدْنٰی مِنْهُ الْحِرَاقُ فَاِنْ کَانَ کَمَا یَقُوْلُ وَاِلَّا نَحّٰی رَاْسَهٗ وَدَمَعَتْ عَیْنُهٗ وَاَمَّا مَا ادَّعَاهُ فِیْ عَیْنِهٖ فَاِنَّهٗ یُقَابَلُ بِعَیْنِهِ الشَّمْسُ فَاِنْ کَانَ کَاذِبًا لَمْ یَتَمَالَكْ حَتّٰی یُغْمِضَ عَیْنَهٗ وَاِنْ کَانَ صَادِقًا بَقِیَتَا مَفْتُوْحَتَیْنِ وَاَمَّا مَا ادَّعَاهُ فِیْ لِسَانِهٖ فَاِنَّهٗ یُضْرَبُ عَلٰی لِسَانِهٖ بِاِبْرَةٍ فَاِنْ خَرَجَ الدَّمُ اَحْمَرَ فَقَدْ کَذَبَ وَاِنْ خَرَجَ الدَّمُ اَسْوَدَ فَقَدْ صَدَقَ.

صفحہ ۳۲۸ اِنَّهٗ عُرِضَ عَلٰی اَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا کِتَابُ الدِّیَاتِ وَکَانَ فِیْهِ فِیْ ذِهَابِ السَّمْعِ کُلِّهٖ اَلْفُ دِیْنَارٍ وَالصَّوْتِ کُلِّهٖ مِنَ الْغَنَنِ وَالْبَحَحِ اَلْفُ دِیْنَارٍ وَشَلَلِ الْیَدَیْنِ کِلْتَاهُمَا اَلْفُ دِیْنَارٍ وَشَلَلِ الرِّجْلَیْنِ اَلْفُ دِیْنَارٍ.

صفحہ ۳۳۰ فِی الْحَرِصَةِ شِبْهُ الْخَدْشِ بَعِیْرٌ وَفِی الدَّامِیَةِ بَعِیْرَانِ وَ فِی الْبَاضِعَةِ وَهِیَ مَا دُوْنَ السِّمْحَاقِ ثَلَاثٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَفِی السِّمْحَاقِ وَهِیَ دُوْنَ الْمُوْضِحَةِ اَرْبَعٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَفِی الْمُوْضِحَةِ خَمْسٌ مِّنَ الْاِبِلِ.

صفحہ ۳۳۱ اِنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَضٰی فِی الْهَاشِمَةِ بِعَشْرٍ مِّنَ الْاِبِلِ.

صفو ۳۳۱ قَالَ فِي الْموضحةِ خَمْسٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَفِي السمحَاقِ اَرْبَعٌ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَاضِعَةِ ثَلَاثٌ مِنَ الْاِبِلِ وَالْمامومةِ ثَلَاثٌ وَّ ثَلَاثُوْنَ مِنَ الْاِبِلِ وَالْجَائِفَةِ ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ مِنَ الْاِبِلِ وَ الْمنقلةِ خَمسُ عشرةٍ مِّنَ الْاِبِلِ.

صفو ۳۳۲ قَالَ سَئَلْتُهُ عَنِ الْموضحةِ فِي الرَّأْسِ كَمَا هِيَ فِي الْوَجْهِ فَقَالَ: اَلْمُوْضِحَةُ وَالشِّجَاجُ فِي الْوَجْهِ وَالرَّأْسِ سَوَآءٌ فِي الدِّيَةِ لِاَنَّ الْوَجْهَ مِنَ الرَّأْسِ وَلَيْسَ الْجِرَاحَاتِ فِي الْجَسدِ كَمَا هِيَ فِي الرَّأْسِ.

صفو ۳۳۸ قَالَ قَضٰى اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ؈ فِي اللطمةِ يَسْوَدُّ اَثَرُهَا فِي الْوَجْهِ اَنَّ اَرْشَهَا سِتَّةُ دَنَانِيْرَ فَاِنْ لَّمْ تَسْوَدَّ وَاخْضَرَّتْ فَاِنَّ اَرْشَهَا ثَلَاثَةُ دَنَانِيْرَ فَاِنِ احْمَرَّتْ وَلَمْ تَخْضَرَّ فَاِنَّ اَرْشَهَا دِيْنَارٌ وَّنِصْفٌ.

صفو ۳۴۱ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِ اللهِ؈ مَا تَقُوْلُ فِي رَجُلٍ قَطَعَ اِصْبَعًا مِنْ اَصَابِعِ الْمَرْئَةِ كَمْ فِيْهَا قَالَ عَشَرَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ قُلْتُ قَطَعَ اثْنَيْنِ قَالَ عِشْرُوْنَ قُلْتُ قَطَعَ ثَلَاثًا قَالَ ثَلَاثُوْنَ قُلْتُ اَرْبَعًا قَالَ عِشْرُوْنَ قُلْتُ سُبْحَانَ اللهِ يُقْطَعُ ثَلَاثًا فَيَكُوْنُ عَلَيْهِ ثَلَاثُوْنَ وَيُقْطَعُ اَرْبَعًا فَيَكُوْنُ عَلَيْهِ عِشْرُوْنَ اِنَّ هٰذَا كَانَ يَبْلُغُنَا وَنَحْنُ بِالْعِرَاقِ فَنَبْرَأُ مِمَّنْ قَالَهُ وَنَقُوْلُ الَّذِيْ جَآءَ بِهِ شَيْطَانٌ فَقَالَ مَهْلًا يَا اَبَانُ هٰذَا حُكْمُ رَسُوْلِ اللهِ؈ اِنَّ الْمَرْاَةَ تُعَاقِلُ الرَّجُلَ اِلَى ثُلُثِ الدِّيَةِ فَاِذَا بَلَغَتِ

الثُّلُثَ رَجَعَتْ إلى النِّصْفِ يَا أَبَانُ إِنَّكَ أَخَذْتَنِي بِالْقِيَاسِ وَالسُّنَّةِ إِذَا قِيسَتْ مَحَقَ الدِّيْنُ.

صفحہ ۳۲۵ فَجَعَلَ لِلنُّطْفَةِ خُمُسَ الْمِائَةِ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا وَّلِلْعَلَقَةِ خُمُسَيِ الْمِائَةِ أَرْبَعِيْنَ دِيْنَارًا وَّلِلْمُضْغَةِ ثَلَاثَةَ أَخْمَاسِ الْمِائَةِ دِيْنَارًا وَّلِلْعَظْمِ أَرْبَعَةَ أَخْمَاسِ الْمِائَةِ ثَمَانِيْنَ دِيْنَارًا فَإِذَا كُسِيَ اللَّحْمُ كَانَتْ لَهُ مِائَةُ دِيْنَارٍ كَامِلَةً فَإِذَا نَشَأَ فِيْهِ خَلْقٌ آخَرُ وَهُوَ الرُّوْحُ فَهُوَ حِيْنَئِذٍ نَفْسٌ فِيْهِ أَلْفُ دِيْنَارٍ دِيَةً كَامِلَةً إِنْ كَانَ ذَكَرًا وَإِنْ كَانَ أُنْثَى فَخَمْسُمِائَةِ دِيْنَارٍ وَإِنْ قُتِلَتِ امْرَأَةٌ وَهِيَ حُبْلَى فَتَمَّ فَلَمْ يَسْقُطْ وَلَدُهَا وَلَمْ يُعْلَمْ أَذَكَرٌ هُوَ أَمْ أُنْثَى وَلَمْ يُعْلَمْ أَبَعْدَهَا مَاتَ أَوْ قَبْلَهَا فَدِيَتُهُ نِصْفَانِ نِصْفُ دِيَةِ الذَّكَرِ وَنِصْفُ دِيَةِ الْأُنْثَى وَدِيَةُ الْمَرْأَةِ كَامِلَةً.

صفحہ ۳۲۹ قَالَ قُلْتُ فَمَنْ قَطَعَ رَأْسَ مَيِّتٍ أَوْ شَقَّ بَطْنَهُ أَوْ فَعَلَ بِهِ مَا يَكُوْنُ فِيْهِ اجْتِيَاحُ نَفْسِ الْحَيِّ فَعَلَيْهِ دِيَةُ النَّفْسِ كَامِلَةً فَقَالَ لَا وَلَكِنْ دِيَتُهُ دِيَةُ الْجَنِيْنِ فِي بَطْنِ أُمِّهِ قَبْلَ أَنْ تَنْشَأَ فِيْهِ الرُّوْحُ وَذَلِكَ مِائَةُ دِيْنَارٍ وَهِيَ لِوَرَثَتِهِ وَدِيَةُ هَذَا هِيَ لَهُ لَا لِلْوَرَثَةِ قُلْتُ فَمَا الْفَرْقُ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ إِنَّ الْجَنِيْنَ أَمْرٌ مُسْتَقْبَلٌ مَرْجُوٌّ نَفْعُهُ وَهَذَا قَدْ مَضَى وَذَهَبَتْ مَنْفَعَتُهُ فَلَمَّا مُثِّلَ بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ صَارَتْ دِيَتُهُ بِتِلْكَ الْمُثْلَةِ لَهُ لَا لِغَيْرِهِ يُحَجُّ بِهَا عَنْهُ وَيُفْعَلُ بِهَا أَبْوَابُ الْخَيْرِ وَالْبِرِّ مِنْ

الصَّدَقَةِ اَوْ غَيْرِهَا .

صفحہ ۳۵۹ قَالَ لَا تَضْمَنُ الْعَاقِلَةُ عَمدًا وَّلَا اِقْرَارًا وَّلَا صُلْحًا .

صفحہ ۳۶۱ قَالَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ ؑ لَا يُقْتَلُ الْوَالِدُ بِوَلَدِهٖ وَيُقْتَلُ الْوَلَدُ بِوَالِدِهٖ وَلَا يَرِثُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ اِذَا قَتَلَهٗ وَاِنْ كَانَ خَطَأً .

صفحہ ۳۶۶ قَالَ فِيْ كِتَابِ عَلِيٍّ دِيَةُ كَلْبِ الصَّيْدِ اَرْبَعُوْنَ دِرْهَمًا .

صفحہ ۳۶۶ قَالَ دِيَةُ الْكَلْبِ السَّلُوقِيِّ اَرْبَعُوْنَ دِرْهَمًا جَعَلَ ذٰلِكَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَدِيَةُ كَلْبِ الْغَنَمِ كَبْشٌ وَدِيَةُ كَلْبِ الزَّرْعِ جَرِيْبٌ مِنْ بُرٍّ وَدِيَةُ كَلْبِ الْاَهْلِ قَفِيْزٌ مِنْ تُرَابٍ لِاَهْلِهٖ .

صفحہ ۳۷۱ قَالَ سُئِلَ عَنِ الْمُؤْمِنِ يَقْتُلُ الْمُؤْمِنَ مُتَعَمِّدًا اَلَهٗ تَوْبَةٌ فَقَالَ اِنْ كَانَ قَتَلَهٗ لِاِيْمَانِهٖ فَلَا تَوْبَةَ لَهٗ وَاِنْ كَانَ قَتَلَهٗ لِغَضَبٍ اَوْ بِسَبَبِ شَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ الدُّنْيَا فَاِنَّ تَوْبَتَهٗ اَنْ يُّقَادَ مِنْهُ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ عُلِمَ بِهٖ انْطَلَقَ اِلٰى اَوْلِيَاءِ الْمَقْتُوْلِ فَاَقَرَّ عِنْدَهُمْ بِقَتْلِ صَاحِبِهِمْ فَاِنْ عَفَوْا عَنْهُ فَلَمْ يَقْتُلُوْهُ اَعْطَاهُمُ الدِّيَةَ وَاَعْتَقَ نَسَمَةً وَّصَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ وَاَطْعَمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا تَوْبَةً اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

صفحہ ۳۷۳ قَالَ وَاَمَّا مَا يَجِبُ فِيْهِ الدِّيَةُ وَلَا يَجِبُ فِيْهِ الْقَوَدُ فَرَجُلٌ مَازَحَ رَجُلًا فَوَكَزَهٗ اَوْ رَكَلَهٗ اَوْ رَمَاهُ بِشَيْءٍ لَا عَلٰى جِهَةِ الْغَضَبِ فَاَتٰى عَلٰى نَفْسِهٖ فَيَجِبُ فِيْهِ الدِّيَةُ اِذَا عَلِمَ اَنَّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ مِنْهُ عَلٰى تَعَمُّدٍ قُبِلَتْ مِنْهُ الدِّيَةُ ثُمَّ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ صَوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ اَوْ عِتْقُ رَقَبَةٍ

اَوْ اِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا وَالتَّوْبَةُ بِالنَّدَامَةِ وَالْاِسْتِغْفَارُ مَادَامَ حَيًّا وَالْعَزِيْمَةُ عَلٰى اَلَّا يَعُوْدَ .

صفحہ ۳۷۳ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ، وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَأً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّا اَنْ يَّصَّدَّقُوْا فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ .

وَتَفْسِيْرُ ذٰلِكَ اِذَا كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ نَازِلًا بَيْنَ قَوْمٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَوَقَعَتْ بَيْنَهُمْ حَرْبٌ فَقُتِلَ ذٰلِكَ الْمُؤْمِنُ فَلَا دِيَةَ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَيُّمَا مُؤْمِنٍ نَزَلَ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ فَاِنْ كَانَ الْمُؤْمِنُ نَازِلًا بَيْنَ قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَهْلِ الْحَرْبِ وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الرَّسُوْلِ اَوِ الْاِمَامِ مِيْثَاقٌ اَوْ عَهْدٌ اِلٰى مُدَّةٍ فَقُتِلَ ذٰلِكَ الْمُؤْمِنُ رَجُلٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَدْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ الدِّيَةُ وَ الْكَفَّارَةُ .

صفحہ ۳۷۶ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لِلدَّابَّةِ عَلٰى صَاحِبِهَا خِصَالٌ يَبْدَأُ بِعَلَفِهَا اِذَا نَزَلَ وَيَعْرِضُ عَلَيْهَا الْمَاءَ اِذَا مَرَّ بِهٖ وَلَا يَضْرِبُ وَجْهَهَا فَاِنَّهَا تُسَبِّحُ بِحَمْدِ رَبِّهَا وَلَا يَقِفُ عَلٰى ظَهْرِهَا اِلَّا فِيْ

NAJAFI BOOK LIB
MASOOMEEN WELFARE TRUST (R)

سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَحْمِلُھَا فَوْقَ طَاقَتِھَا وَلَا یُکَلِّفُھَا مِنَ الْعَمَلِ
اِلَّا مَا تُطِیْقُ .

صفحہ ۳۷۷ قَالَ وَلَا یَتَّخِذُ ظُھُوْرَھَا مَجَالِسَ یَتَحَدَّثُ عَلَیْھَا .

صفحہ ۳۷۷ اِنَّ اَبَا ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ص یَقُوْلُ مَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا وَھِیَ تَسْاَلُ اللّٰہَ کُلَّ صَبَاحٍ : اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ مَلِیْکًا صَالِحًا یُشْبِعُنِی الْعَلَفَ وَیُرْوِیْنِیْ مِنَ الْمَآءِ وَلَا یُکَلِّفُنِیْ فَوْقَ طَاقَتِیْ .

صفحہ ۳۷۸ قَالَ عَلِیٌّ ع فِی الدَّوَآبِّ : لَا تَضْرِبُوا الْوُجُوْہَ وَلَا تَلْعَنُوْھَا فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَعَنَ لَاعِنَھَا .

صفحہ ۳۷۸ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ص عَنْ ضَرْبِ وُجُوْہِ الْبَھَآئِمِ وَنَھٰی عَنْ قَتْلِ النَّحْلِ وَنَھٰی عَنِ الْوَسْمِ فِیْ وُجُوْہِ الْبَھَآئِمِ .

صفحہ ۳۷۸ قَالَ الصَّادِقُ ع لِکُلِّ شَیْءٍ حُرْمَۃٌ وَّحُرْمَۃُ الْبَھَآئِمِ فِیْ وُجُوْھِھَا .

صفحہ ۳۷۸ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ع قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ص لَا تَضْرِبُوْا وُجُوْہَ الدَّوَآبِّ وَکُلَّ شَیْءٍ فِیْہِ الرُّوْحُ فَاِنَّہٗ یُسَبِّحُ بِحَمْدِ اللّٰہِ .

صفحہ ۳۷۸ قَالَ سُئِلَ الصَّادِقُ ع مَتٰی اَضْرِبُ دَآبَّتِیْ تَحْتِیْ قَالَ اِذَا لَمْ تَمْشِ تَحْتَکَ کَمَشْیِھَا اِلٰی مِذْوَدِھَا .

صفحہ ۳۷۹ قَالَ النَّبِیُّ ص اِضْرِبُوْھَا عَلَی النِّفَارِ وَلَا تَضْرِبُوْھَا عَلَی الْعِثَارِ

صفحہ ۳۷۹ حَجَّ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ ع عَلٰی نَاقَۃٍ اَرْبَعِیْنَ حَجَّۃً فَمَا قَرَعَھَا بِسَوْطٍ

صفحہ ۳۷۹ قَالَ حَجَجْتُ مَعَ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ فَالْتَبَثَتْ عَلَیْہِ النَّاقَۃُ فِیْ سَیْرِھَا فَاَشَارَ اِلَیْھَا بِالْقَضِیْبِ ثُمَّ قَالَ آہ لَوْلَا الْقِصَاصُ

NAJAFI BOOK LIBRARY
Managed by Masoomee Welfare Trust (R)
Shop No. 11, M.L. Heights,
Mirza Kaleej Baig Road,
Soldier Bazar Karachi-74400, Pakistan.

وَرَدَّيَدَهُ عَنْهَا ۔

صفحہ ۳۸۰ قَالَ اِنَّ امْرَاَةً عُذِّبَتْ فِیْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا حَتّٰی مَاتَتْ عَطَشًا ۔

صفحہ ۳۸۱ قَالَ الصَّادِقُ ؑ : اَقْذَرُ الذُّنُوْبِ ثَلَاثَةٌ قَتْلُ الْبَهِیْمَةِ وَحَبْسُ مَهْرِ الْمَرْاَةِ وَمَنْعُ اُجْرَةِ الْاَجِیْرِ ۔